رفیقِ صلیب

طیطس

Titus

The Comrade of the Cross

طِلسمِ رفیقِ صلیب

یعنی

داستانِ مسیح

از

مِس ایف۔ ایم۔ کِنگزلے

پنجاب رِلیجس بُک سوسائٹی

انارکلی لاہور

۱۹۵۴ء

طبع سوم

تعداد جلد ۱۰۰۰

123

فہرستِ مضامین

طیطس رفیقِ صلیب

یعنی

داستانِ مسیح

پہلا باب

گُم گشتہ فرزند

اس کہانی کے شروع ہونے کے وقت سے قریباً سترہ سال پہلے یروشلیم کا ایک نہایت عالی شان اور خوبصورت محل نمودار ہو رہا تھا صحن میں بہت سے لونڈی، غلام اور نوکر چاکر جمع تھے اور دیگر جو صحن وسطِ صحن میں واقع تھا جمع تھے۔ اُن میں سے بعض بلند آواز سے آہ و زاری اور بعض ایک عجیب جوش کی حالت میں باہم بات چیت کر رہے تھے۔

ایک بڑھیا - وہ تو رحلت کر گیا ہائے ہائے۔ اب ہمیں اُس کی پیاری پیاری صُورت کبھی دیکھنی نصیب نہ ہوگی۔

دوسری - درد کرتی ہائے میرے پیارے۔ میرے دُلارے۔ تیرے

گلابی رُخسار سے۔ تیری پیاری پیاری آنکھیں ہمیشہ میرے دل کو بے چین کرتی رہینگی"۔

تیسری: "اے میرے داؤد۔ اے میرے داؤد۔ وہ کون ایسا مُوذی اور بے رحم آدمی تھا جو تجھے تیری ماں کی گود سے چھین لے گیا"؟

اور یہ کہہ کر زمین پر گر کر لوٹنے لگی اور اپنے آنسو حوض کے پانی سے ملانے لگی۔

بڑھیا: "اُس کی ماں کے جینے کی کچھ اُمید نظر نہیں آتی۔ ابھی اُس کی خادمہ رابعہ یہاں آئی تھی۔ وہ بیان کرتی تھی کہ جب سے بچے کے گم ہونے کی خبر سُنی ہے بیچاری کو غش پر غش چلے آتے ہیں"۔

"اور پرسکا کا بھی کچھ پتہ نہیں۔ کہیں وُہی تو بچے کو چُرا نہیں لے گئی"؟

"نہیں بوا۔ پرسکا تو لڑکے کو اپنی جان کے برابر پیار کرتی تھی۔ ممکن نہیں کہ وہ اس کے سر کا ایک بال بھی بیکا ہونے دے"۔

"ہاں یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ اُسے لڑکے سے بہت محبت تھی۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ وہ اُس کالے یُونانی کو اس سے بھی بڑھ کر چاہتی تھی۔ شاید وہ یُونانی ہی دونوں کو لے اُڑا ہو"۔

"یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ بھلا اگر وہ یہ چاہتا بھی تو کس طور سے ایسا کر سکتا تھا"؟

ایک اَور بڑھیا۔ جو ابھی چُپ چاپ کھڑی سُن رہی تھی "تمہیں اس کی کیا خبر۔ مجھے خود آقا کے خادم ملکوس نے بتلایا تھا کہ ایک دن آقا نے ڈیوڑھی میں اُس یُونانی کو پرسکا سے باتیں کرتے پایا اور اُسے چلے جانے کا حکم دیا۔ اس پر وہ کسی غیر زبان میں کچھ بڑبڑایا اور آنکھیں نکال کر آقا کی طرف دیکھا۔ جس پہ آقا نے حکم دیا اور اُسے پکڑ کر خوب کوڑے لگوائے۔ ہاں ایسی مار پٹی کہ عمر بھر یاد کرتا رہیگا۔ یہ اُس دن کی بات ہے۔ اور اب پرسکا اور داؤد دونوں غائب ہیں"۔

یہ سُن کر اب عورتیں پھر بلند آواز سے آہ وزاری کرنے لگیں۔

اُس وقت محل کے اندر سخت کُہرام مچ رہا تھا۔ سُورج کی کرنیں درختوں کی شاخوں میں سے چھن چھن کر مخملی فرش پر روشنی کے بے قرار دھبے ڈال رہی تھیں۔ گلاب سوسن اور طرح طرح کے خوبصورت پھول سنگ مرمر کے خوبصورت حوضوں کے گرد اُگے ہوئے لہلہا رہے تھے۔ جانور اِدھر اُدھر اُڑتے پھرتے تھے اور میٹھی میٹھی راگنیاں گا رہے تھے۔ مگر باوجود اس کے ہر ایک چیز پر ایک اُداسی کا عالم چھا رہا تھا کیونکہ اس تمام حُسن وخوبی کی ملکہ جان سوز رنج والم سے بے تاب مُرجھائے ہوئے پھول کی طرح ایک تاریک کمرے میں چھپر کھٹ پر لیٹی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں لے رہی تھی۔ اُس کے پاس ہی اُس کا خاوند بھی ہاتھ پر سر رکھے بیٹھا تھا اور اُسے تسلی دینے کی کوشش کر رہا تھا۔

"نہیں پیاری حنا"۔ وہ اپنی بیوی سے کہہ رہا تھا۔ "لڑکے کا کوئی سُراغ نہیں ملتا۔ میں نے نوکروں کو ہر طرف دوڑایا۔ ملکوس نے صبح سے سارا شہر چھان مارا۔ میں خود رات بھر جستجو میں مشغول رہا۔ مگر میں ضرور اُس کا پتہ لگاؤنگا"۔ اور وہ کھڑا ہو کر غصے کے مارے اِدھر اُدھر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ "بھلا اِس حالت میں کون صبر کر سکتا ہے؟ ابراہیم کا خدا گواہ ہے۔ میں ضرور اس شرارت کا بدلہ لُونگا۔ مگر یہ میرا دشمن کون ہے؟ کس کو یہ حوصلہ ہُوا کہ کائفا (سردار کاہن) کے اکلوتے بیٹے داؤد کو چُرا لے جائے۔ یہ ضرور کوئی سازش ہے۔ شاید مجھ سے کچھ روپیہ اینٹھنا چاہتے ہیں۔ اگر مجھ سے کوئی میری ساری جائداد مانگے تو میں دینے کو تیار ہوں۔ ہائے میرے بیٹے میرے پیارے بیٹے"۔ یہ کہکر بدقسمت باپ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور چلا چلا کر رونے لگا۔

خاوند کی یہ حالت دیکھ کر حنا کی ملائم آواز یہ کہتی ہوئی سُنائی دی "نہیں میرے پیارے

خاوند نا اُمید مت ہو۔ ابھی اُمید باقی ہے۔ اُسے گئے ہُوئے ابھی کونسا بڑا عرصہ ہو گیا ہے کل ہی کی تو بات ہے"۔

جب یہ کہہ رہی تھی تو اُس کے تین سالہ عزیز بیٹے کی صُورت پھر اُس کی آنکھوں میں پھر گئی اور اُسے ایسا خیال گذرا کہ گویا وہ رو رو کر اپنی ماں کو پُکارتا ہے۔ شاید وہ بیمار ہو اور تن تنہا شہر کے کسی تاریک گوشے میں پڑا ہو۔ کون جانتا ہے۔ شاید مر گیا ہو۔ اگرچہ اِس خیال سے اُس کی ہمت جاتی رہی اور اُس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تو بھی اُس نے اپنی آہوں کو دبانے کی کوشش کی مبادا اس کے غم و اَلم کو دیکھ کر اُس کے خاوند کا اضطراب اور بھی زیادہ ہو جائے۔

اس طور سے غم و رنج کی گھڑیاں جمع ہوتے ہوتے دن بن گئے۔ مگر گم گشتہ فرزند کی کوئی خبر نہ ملی۔ دِن ہفتوں میں تبدیل ہو گئے۔ مگر اُمید کا کوئی کلمہ سُننے میں نہ آیا۔ مہینے گذرتے گئے اور رفتہ رفتہ مہینے سالوں میں تبدیل ہو گئے۔ لوگوں کا رونا دھونا موقوف ہو گیا۔ آخر کار ماتمی لباس بھی اُتار دیئے گئے۔ اور اب فقط ماں کی بیقرار و بیتاب آنکھوں سے اس پوشیدہ غم کا نشان ملتا تھا جو اُس کے دِل کو کھا رہا تھا۔

گھر میں بچوں کی کھیل کُود اور پیاری پیاری باتوں کی آواز پھر کبھی سُنائی نہ دی۔ اور اگرچہ سنا کی طبیعت پر ایک مستقل اُداسی کا بادل چھا گیا۔ اور وہ بالکل خاموش اور تنہا رہنے لگی۔ مگر اُس کا خاوند کا [illegible] رفتہ رفتہ ترش رُو اور تلخ مزاج بن گیا۔ اُس گھر پر جو ایسا بارونق اور خوش و خرمی سے بھرا ہوا نظر آتا تھا۔ اب ایک ایسا تاریکی کا بادل چھا گیا جو کبھی دُور نہ ہوتا تھا۔

ایک دفعہ ایک بڑی عید کے موقع پر سنا کو خیال گذرا کہ اُس نے جاتے جاتے پرسکا سی کسی عورت کی صُورت دیکھی۔ وہ عورت ایک دس سال کے لڑکے کا ہاتھ پکڑے تھی

جس کی آنکھیں اور بال سیاہ تھے اور گلابی گالیں اور لال لال ہونٹ اُس کے اپنے پیارے لڑکے کو یاد دلاتے تھے لیکن پیشتر اس کے کہ وہ اپنے نوکر کو بُلاتے یہ دونو بھیڑ میں غائب ہو گئے۔ یروشلیم کے گلی کوچے سب چھان مارے اور شہر کے نواح میں جا بجا لوگوں کے درمیان تلاش کی گئی مگر ان کا کہیں پتہ نہ ملا۔

"شاید میری نظر نے ہی خطا کی اور وہ درحقیقت پرسکا نہ ہو مَیں نقاب کے سبب اُس کی صُورت کو اچھی طرح دیکھ نہیں سکی لیکن لڑکا۔ اے میرے پیارے خاوند۔ لڑکا نہایت ہی خوبصورت تھا"۔ یہ کہہ کر زار زار رونے لگی۔ اور اپنا چہرہ خاوند کی گود میں چھپا لیا۔

"نہیں میری پیاری بیوی مت رو۔ حوصلہ کر"۔ اِس طور سے اُس نے اپنی بیوی کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ اور یُوں اس واقعہ کو کئی سال گذر گئے۔

دُوسرا باب
طیطس اور ستفنس

آفتاب غروب ہو رہا ہے۔ رات اپنا سیاہ لباس پہنے ہُوئے چلی آتی ہے۔ گرم ملک کے لوگ دن کی گرمی کے مارے ہُوئے رات کی ٹھنڈی ٹھنڈی تاریکی کو غنیمت جانتے ہیں۔ جھیل کی سطح پر کچھ اور ہی رونق نظر آتی ہے جس کا نقشہ طرح طرح کے خوبصورت رنگوں کی ملاوٹ سے جو سیماب کی طرح بالکل بے قرار ہیں۔ دیکھنے والے کو عجیب لُطف دے رہا ہے۔ آسمان پر سُنہری۔ ارغوانی۔ گُلابی اور قرمزی رنگوں کی آمیزش سے عجیب سماں بندھ رہا ہے۔ لیکن جب شفاف پانی میں ان کا عکس پڑتا ہے اور ساتھ ہی جب دُور دُور درختوں کے جھنڈوں سے چھپے ہُوئے کناروں سے اپنا سبز سبز سایہ ڈالتے ہیں تو

جنت کا سا سماں آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔ ٹمٹماتے ستاروں کے ساتھ ہی سفید سفید محلوں یا دُور دُور کے گاؤں کے جگمگاتے چراغ رات کے سیاہ لباس کو جڑاؤ موتیوں کی رونق دیتے ہُوئے معلوم دیتے ہیں۔

پانی کی سطح پر مختلف اقسام کی کشتیاں اور جہاز جمع ہیں بعض دُور فاصلے پر سفید اور رنگا رنگ کے بادبان کھولے ہُوئے ہوا کا انتظار کر رہے ہیں بعض چھوٹی کشتیاں ملاحوں کے چپوؤں سے کنارے کے قریب قریب تیرتی چلی جاتی ہیں کبھی کبھی پانی کے اوپر سے آتے ہُوئے گیتوں کی سُریلی آواز سُنائی دیتی ہے۔ کبھی مچھوؤں کی صدائیں سُنی جاتی ہیں جو ماہی گیری کی مہموں پر رات بھر کے لئے جانے کو ہیں۔

درحقیقت جھیل گنیسرت اُس وقت ایک نہایت خوبصورت نظارہ پیش کرتی تھی۔ اور شہر کفرنحوم جو اُس کے کنارے پر واقع ہے اُس زمانے میں کچھ کم خوبصورت نہ تھا۔ یہ شہر اُس تمام تجارت کا جو جھیل کے ذریعے سے اُس کے ساحل کے دیگر مقامات کے درمیان جاری تھی مرکز تھا۔ عین کنارے پر بیشمار مکانات بنے ہُوئے تھے جہاں آنے جانے والوں کے سبب سے بہت رونق رہتی تھی۔ شہر کی دُوسری جانب ایک بڑا عبادت خانہ واقع تھا جو گُلابی رنگ کے سنگ مرمر کا بنا تھا اس کے علاوہ اور بھی بڑی بڑی عالی شان عمارتیں اور وسیع چوک واقع تھے۔ شہر پہاڑیوں کے دامن تک پھیلا ہُوا تھا جو جھیل کے چاروں طرف بطور دیوار کے احاطہ کئے کھڑی تھیں۔

اس شام کو جس کا ہم ذکر کرتے ہیں ایک مچھوا تن تنہا جھیل کے ساحل پر شہر سے قریباً آدھ میل کے فاصلے پر اپنی کشتی باندھ رہا تھا۔ وہ اس تمام نظارے سے بالکل مانوس معلوم ہوتا تھا یہاں تک کہ غروب آفتاب کے رنگا رنگ کے خوبصورت بادل اور گلابی شفق اُس کی طبیعت پر کچھ گہرا اثر کرتی ہُوئی معلوم نہ ہوتی تھی اس وقت خاص کر جبکہ بھوک لگ رہی تھی اور کچھ سُوجھتا نہ تھا جلد جلد اُس نے جُھک کر

رسّی کو جس سے کشتی بندھی تھی دیکھا کہ کہیں ڈھیلی تو نہیں اور پھر کشتی کی تہ سے اپنا جال اور چند مچھلیاں نکال اور کندھے پر رکھ کر شہر کی طرف روانہ ہُوا۔

شکل سے وہ ابھی لڑکا ہی معلوم ہوتا تھا۔ اُس کی عمر کوئی اُنیس سال کی ہوگی مگر اُس کا جسم مضبوط اور سڈول تھا۔ رنگ سورج کی گرمی کے سبب سیاہی مائل ہو گیا تھا۔ کالی کالی آنکھیں اور سر پر کالے کالے گھنگریلے بال تھے۔ ناک بالکل چونچ کی طرح مُڑی ہُوئی۔ بھرے ہُوئے ہونٹ۔ الغرض اُس کے سارے خط و خال سے غیر معمولی طاقت اور خوبصورتی کا نقشہ ظاہر ہوتا تھا۔ اُس کے گلے میں صرف ایک ہی سفید کپڑے کا موٹا سوتا بے آستین کا کُرتہ تھا جو اُس کے گھٹنوں تک پہنچتا تھا اور کمر میں ایک سُرخ کمربند سے بندھا ہُوا تھا جس سے ایک چھوٹی سی تھیلی لٹک رہی تھی۔

جلد جلد قدم اُٹھاتا ہُوا وہ ٹھیک اُس وقت جبکہ چوکیدار دروازہ بند کرنے کو تھا شہر کے دروازے پر جا پہنچا۔ جب وہ پھُرتی کے ساتھ دروازے کے اندر داخل ہُوا تو ایک آدمی پکار اُٹھا۔

"لڑکے اگر تُو ذرا بھی دیر سے آتا تو تجھے فصیل کے باہر رات کاٹنی پڑتی"۔

لڑکا "یہاں کسے پروا ہے؟ تم جانتے ہی ہو کہ ہم تو آگے ہی سینکڑوں راتیں جھیل پر کاٹ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ شہر میں داخل ہونے کا پھاٹک کے سوا ایک اور بھی راستہ ہے"۔ اور وہ ہنستا ہُوا چلا گیا۔

"کیا تم اس لڑکے کو جانتے ہو؟" ان میں سے ایک آدمی نے اپنے ہمراہی سے پُوچھا جو لڑکے کے ساتھ ہنسی میں شریک ہُوا تھا۔

"ہاں میں اسے جانتا ہُوں۔ اس کا نام طیطس ہے۔ بڑا دلیر لڑکا ہے۔ اور مچھی واڑے میں اپنے باپ دماکوس کے ساتھ رہتا ہے۔ وہ اپنے کو" یہ کہکر وہ ٹھہر گیا۔

"تمہارا کیا مطلب ہے؟" دُوسرا آدمی پُوچھنے لگا۔

مگر دربان دروازہ بند کرنے اور بھاری قفل جڑنے میں مشغول تھا جو ایسا سخت تھا کہ بیچارا کو نتھ کرز ور لگاتا تھا تب کہیں بند ہوتا تھا۔ اس لیے اُس نے اُس کی بات کو نہ سُنا یا یوں کہو کہ اُسے کچھ جواب نہ دیا۔ اور تھوڑی دیر میں اور باتوں کے سبب اس معاملے کو بالکل بھول گئے۔

لڑکا اِسی اثنا میں تنگ و تاریک گلیوں میں سے گذرتا ہوا اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ کہیں کہیں چوک یا کھلی جگہ ملتی تھی جہاں بے شمار چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں ٹمٹماتے چراغوں کی روشنی میں منڈی کا نشان دیتی تھیں۔ ان میں سے ایک جھونپڑی پر جا کر ٹھہر گیا اور فروخت کی چیزوں کو جو چھوٹی چھوٹی ٹوکریوں میں بہ ترتیب رکھی ہوئی تھیں دیکھنے لگا۔ یہاں میٹھے کلچے۔ کھجوریں۔ انجیر۔ پنیر۔ طرح طرح کی مٹھائیاں اور مختلف قسم کے میوے رکھے تھے۔ ذرا تامل کے بعد اُس نے وہاں سے کچھ کلچے خریدے اور اپنے تھیلے میں ڈال کر آگے روانہ ہوا اور تنگ و تاریک گلیوں میں سے گذرتا ہوا آخر کار شہر کے اُس حصے میں جا پہنچا جہاں بہت غریب لوگ بستے تھے جیسا کہ چھوٹے چھوٹے شکستہ اور گنجان مکانوں سے ظاہر ہوتا تھا۔ آخر کار وہ ایک دروازے پر جا کھڑا ہوا اور فی الفور اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ اُس کی آہٹ سن کر اندر سے ایک کمزور سی آواز یہ کہتے سُنائی دی۔

"امّاں جان! کیا تم ہو"؟

طیطس "نہیں ستفنس میں ہوں۔ امّاں کہاں ہیں"؟

تیری آواز "نہیں مجھے کچھ خبر نہیں۔ بہت دیر ہوئی۔ وہ چشمے پر پانی بھرنے گئی تھی۔ مگر ابھی تک نہیں پھری۔ اور میں یہاں مارے بھوک اور پیاس کے مر رہا ہوں طیطس۔ کیا تم مجھے باہر صحن میں نہیں لے جاؤ گے"؟

طیطس "ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ اور میں تمہیں پانی بھی پلاؤں گا"۔ وہ مچھلی اور جالی زمین پر رکھ کر آگے بڑھا۔ صحن کے ایک کنارے پر ایک دروازہ سا معلوم ہوتا تھا جس کے سامنے چمڑے کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ طیطس ذرا جھک کر اندر داخل ہوا اور تھوڑی دیر میں ایک چھوٹے سے لڑکے کو اُٹھائے ہوئے باہر نکلا اور اُسے جالوں کے ڈھیر پر لٹا دیا۔ اتنے میں چاند بھی نکل آیا تھا۔

طیطس "ستفنس۔ دیکھو چاند کیسی آب و تاب سے نکل رہا ہے۔ اور یہ لو پانی بھی حاضر ہے۔ البتہ ایسا تازہ اور ٹھنڈا تو نہیں ہوگا جیسا اماں ابھی ابھی لائی تھی"۔ اور یہ کہہ کر اُس نے پانی مشکیزے میں سے ایک پیالے میں انڈیل کر لڑکے کے حوالے کیا۔ لڑکا بہت چھوٹا اور دُبلا پتلا سا معلوم ہوتا تھا جب اُس نے پانی لینے کو ہاتھ بڑھایا تو بیچارے کے اعضا بالکل سوکھے ہوئے اور بدنما معلوم ہوتے تھے لیکن اُس کی صورت چاندنی رات میں باوجود زردی اور دُبلے پن کے خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ اُس کے خط و خال موزوں اور اس کے سُنہری گھنگریلے بال اور اُس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں اُس کے حُسن کی رونق کو دوبالا کرتی تھیں۔

"ہاں۔ پانی کا ذائقہ تو اچھا نہیں لیکن میری پیاس ضرور بجھ گئی۔ سو یہ بھی شکر کی بات ہے طیطس۔ اچھا ہوا تم آ گئے کیونکہ اب میں کوٹھے پر بھی جا سکوں گا۔ آج کا دن بڑی بُری طرح سے کٹا۔ اور میری پیٹھ کا درد مجھے بہت ستا رہا ہے"۔

جب لڑکا کمزور آواز سے اپنا دُکھڑا بیان کر رہا تھا تو طیطس نے لکڑیاں جمع کر کے آگ سُلگائی اور مچھلیاں لکڑی میں پرو کر اُس کے اوپر لٹکا دیں جو تھوڑی دیر میں آگ کی گرمی میں سنکنے لگیں۔

طیطس "لو ستفنس اب ذرا خوش ہو جاؤ۔ میری تھیلی میں ایک بڑی

مزیدار چیز ہے جسے کھا کر تم بہت ہی خوش ہو گے"۔

یہ سُن کر ستفنس کی آنکھیں مارے خوشی کے چمکنے لگیں اور وہ پوچھنے لگا "کیا وہ کوئی ایسی چیز ہے جو میں بچے کو دے سکتا ہوں"؟

طیطس (ہنس کر) "ہاں کیوں نہیں۔ بچہ اُسے خوب مزے لے لے کر کھائیگا۔ جب میں اُسے خرید رہا تھا تو مجھے اس کا بھی خیال تھا۔ مگر کہیں ساری کی ساری بچے کو ہی نہ دے دینا۔ کچھ آپ بھی ضرور کھانا"۔

ستفنس۔ "ہاں میں بھی کھاؤنگا۔ لیکن میں جب اُسے کھاتے دیکھتا ہوں تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ مجھے تو وہ ساری مٹھائیوں سے زیادہ میٹھا لگتا ہے۔ سُنو یہ اُسی کی آواز معلوم ہوتی ہے" اور وہ ذرا اُٹھ کر غور سے سُننے لگا۔

طیطس بھی جو کھانا کھانے میں مشغول تھا ذرا ٹھہر گیا! اور چھوٹے سے بچے کے میٹھے اور ٹوٹی پھوٹی باتوں کی آواز پاس کے کوٹھے پر سے آتی ہوئی سنائی دی۔

طیطس۔ "ہاں اِس چھوٹے سے بندر کو دیکھو۔ اب تو خوب چل نکلا ہے"۔

ستفنس "ہاں۔ مجھے بہت ہی پیار کرتا ہے۔ کل رات تو وہ اندر پھاند کر اپنے آپ میرے پاس بھاگ آیا تھا"۔

طیطس۔ (ہنس کر) "اور تو نہیں مگر اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ اُسے مٹھائی سے بڑی محبت ہے (پھر دروازے کی طرف دیکھ کر) لو آخر اماں بھی آ ہی گئیں"۔

اُسی وقت ایک دراز قد عورت چادر پہنے اور سر پر گھڑا اُٹھائے اندر داخل ہوئی۔

ستفنس "اماں تم اتنی دیر کہاں جا کے بیٹھ رہیں؟ تم تو سورج غروب ہونے سے پہلے گئی تھیں اور میں تو پیاس کے مارے مر ہی گیا ہوتا اگر طیطس

آ کر مجھے مشک میں سے پانی نہ پلاتا"۔

عورت نے جلد جلد گھڑا اُتارا اور پیالے میں پانی ڈال کر لڑکے کو دیا اور پیار سے یوں کہنے لگی "نہیں بچہ۔ تمہیں اپنی ماں سے اس طرح سے بات نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ ادب کے خلاف ہے۔ مگر چشمہ پر ایسی عجیب و غریب باتوں کا ذکر ہو رہا تھا کہ وقت گذرتا معلوم نہ ہوتا تھا۔ وہاں بہت بھیڑ تھی۔ بہت دیر کے بعد میری بھرنے کی باری آئی۔ ہماری ہمسائی نے یہ خبر اپنے خاوند سے سُنی تھی اور اُس نے منڈی سے۔ اور اب سارے شہر میں اِس خبر کی دھوم اور چرچا ہے کہ ۔۔۔"

طیطس (بات کاٹ کر) "اچھا۔ آؤ۔ پہلے کھانا کھا لیں۔ لڑکا بھوک کے مارے تڑپ رہا ہے اور میری تو جان نکلی جاتی ہے۔ عجیب کہانی پیچھے سُن لینگے"۔

یہ کہکر اُس نے مچھلی آگ پر سے اُتاری۔ اور پرسکا (جو اُس عورت کا نام تھا) جلد جلد چپاتیاں لے آئی۔ اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے سب کے آگے ضرورت کے موافق رکھ دیں۔ اودھر طیطس نے مچھلی ٹکڑے ٹکڑے کر کے سب میں تقسیم کر دی۔ ہر ایک شخص روٹی پر مچھلی رکھ کر کھانے لگا اور ہڈی وغیرہ کُتے کی طرف پھینکتا جاتا تھا جو ساتھ ہی سب کچھ چٹ کر جاتا تھا۔ طیطس نے خوب پیٹ بھر کر کھایا اور پھر مٹکے میں سے ایک پیالہ بھر کر پانی پی لیا۔ کھانے پینے سے فارغ ہو کر یوں کہنے لگا۔ "ستفنس۔ اب تو میری جان میں جان آ گئی۔ کاش کہ تم بھی اسی طرح پیٹ بھر کر کھا سکو۔ بھلا اِس چڑیا کے چوگے سے تمہیں کیا سہارا ملتا ہوگا؟ لیکن خیر ابھی کُلچے باقی ہیں"۔

ستفنس "نہیں طیطس۔ پہلے مجھے اوپر لے چلو۔ میں یہ کُلچے وہیں کھاؤنگا"۔

طیطس "اچھا لڑکے ذرا ٹھہر جا میں بستر اوپر لے چلوں وہاں ٹھنڈی

ٹھنڈی ہوا میں خوب نیند آئیگی"۔ یہ کہہ کر وہ پھر کوٹھڑی میں گھس گیا۔ اور تھوڑی دیر میں لپٹا ہوا بستر کندھے پر اٹھائے نکل آیا۔

"میں ذرا اس کو اوپر بچھا آؤں اور پھر تمہیں لے چلونگا"۔ یہ کہہ کر وہ جھٹ سیڑھی کے ذریعے کوٹھے پر چڑھ گیا۔ وہ فی الفور سیٹی بجاتا ہوا نیچے اترا اور بڑی خبرداری سے ستقنس کو گود میں لے کر کوٹھے پر چڑھ گیا۔ اور وہاں لے جا کر منڈیر کے پاس بستر پر لٹا دیا۔ یہاں ٹھنڈی ہوا اور تاروں بھری رات اور چاند کی دلکش چاندنی عجیب لطف دے رہی تھی۔ دور فاصلے پر کالی کالی پہاڑیاں نظر آتی تھیں۔ غرض کہ عجیب پُر لطف اور فرحت بخش نظارہ تھا۔

ستقنس (ٹھنڈی سانس لے کر) "آہ پیارے طیطس۔ اگر ایسی راتیں مجھے نہ ملیں تو پھر تو زندگی بالکل ہی وبال ہو جائے۔ مجھے دن سے سخت نفرت ہے وہاں نیچے کوٹھڑی میں بیکار پڑے پڑے جی اُکتا جاتا ہے۔ اور اکثر کوئی رفیق بھی نہیں ملتا جس سے بات چیت کر کے ذرا دل بہلاؤں۔ جب ابا یہاں ہوتے ہیں تو——"

یہ کہہ کر لڑکا چُپ ہو گیا۔ اور اُس کا جسم ذرا کانپتا ہوا معلوم ہوا۔ تب اُسے ایک اور بات کا خیال آیا اور ذرا اٹھ کر وہ پیار کے لہجے میں پکار اُٹھا۔ "گوگو۔ یہ لو ستقنس آ گیا"۔

اُسی وقت ایک چھوٹے بچے کے ہنسنے کی آواز سنائی دی اور پاس کی چھت سے ایک عورت بولی "یہ لو"۔ اور اُسی وقت ایک ننگے دھڑنگے چھوٹے سے بچے کو اٹھا کر منڈیر کے اُوپر سے دوسری چھت پر رکھ دیا۔ بچہ گرتا سنبھلتا ستقنس کی طرف بڑھا جو لیٹے لیٹے مسکراتی ہوئی نظروں سے اُسے تاک رہا تھا۔

"دیکھو طیطس۔ اب تو یہ چلنے لگ گیا۔ پیارے گوگو۔ یہاں ستقنس کے پاس آؤ۔ دیکھو ہمارے پاس کیسی مزیدار چیز ہے"۔

بچہ مزیدار چیز کا نام سنتے ہی بھاگا۔ لیکن اگر طیطس مدد کو نہ پہنچتا تو ضرور گر پڑتا۔ طیطس نے اُسے گود میں اُٹھا کر ستقنس کے پاس پہنچا دیا۔ اور وہ اس کی گود میں بیٹھ کر اپنی پیاری پیاری توتلی باتوں سے اُس کا جی بہلانے لگا۔

طیطس "یہ بھیک منگا لڑکا۔ اسے ہر وقت کلچوں کا ہی خیال رہتا ہے"۔

یہ کہہ کر اس نے اپنی تھیلی میں سے کلچے نکالے جسے دیکھ کر دونو کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اتنے میں کسی عورت کی آواز یہ کہتی ہوئی سنائی دی "کیا تمہاری ماں بھی تمہارے ساتھ ہے"؟

طیطس "نہیں۔ اچھی پڑوسن۔ لیکن وہ ابھی ابھی آ جائیگی۔ ابھی نیچے سامان سنبھال رہی ہے"۔ وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ پرسکا زینے پر چڑھتی ہوئی دکھائی دی۔ اور وہ اُس سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔

"بہن اچھی ہو؟ یہاں آؤ۔ تمہیں ایک عجیب بات سناؤں۔ جو ابھی ابھی دیکھنے پر سنی ہے"۔

عورت۔ (پاس آ کر) "کیا اُسی کرامات والے آدمی کا ذکر کرتی ہو جو ہمارے شہر میں آیا ہے؟ میں نے بھی اُس کا حال سنا ہے"۔ اب دونو منڈیر سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئیں۔ اور آرام سے بات چیت کرنے لگیں۔

تیسرا باب

چشمہ پر کیا بات چیت ہوئی تھی

پرسکا نے اپنا قصہ یُوں بیان کرنا شروع کیا۔ "آج شام جب میں چشمہ پر پانی بھرنے گئی تو وہاں بہت بھیڑ لگ رہی تھی۔ اس لیے جب تک میری باری نہ آئی میں سستانے کے لیے پتھر پر بیٹھ گئی۔ آج دن کو کچھ ایسی گرمی تھی کہ خواہ مخواہ جی بیٹھا جاتا تھا۔ اتنے میں ایک عورت بول اُٹھی۔ کہو بہن پرسکا۔ تم ان کراماتوں کی نسبت کیا خیال کرتی ہو؟ میں نے تعجب سے پوچھا۔ کونسی کرامات؟ کیونکہ ابھی تک میں نے کوئی اس قسم کی بات نہ سُنی تھی۔ وہ بولی۔ وُہی۔ اُس آدمی کی کرامتیں جو ابھی یہودیہ سے آیا ہے۔ کیا تُو نے ابھی تک کچھ نہیں سُنا؟ مگر تو کس طرح سُنتی۔ تُو تو ہر وقت گھر ہی میں گھسی رہتی ہے۔ لیکن سُنو۔ میں تمہیں بتاتی ہُوں۔ یہاں ایک شخص آیا ہے جو ایسے بڑے بڑے معجزے دکھاتا ہے جو اُس وقت سے جب سے موسٰی بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا کبھی دیکھنے میں نہ آئے تھے"۔

دُوسری عورت۔ "یہ آدمی کس قوم کا ہے؟"

پرسکا۔ "کیا ابھی میں نے نہیں بتایا کہ وہ یہودی ہے"؟

دُوسری۔ "نہیں تم نے اتنا کہا تھا کہ وہ یہودیہ سے آیا ہے"۔

پرسکا۔ "ہاں۔ اب مجھے یاد آگیا۔ وُہ کنندہ بیان کرتی تھی کہ وہ ہمیشہ سے ناصرت کا رہنے والا ہے لیکن میرے مُنہ سے یہودیہ نکل گیا۔ کیونکہ وہ ابھی یہودیہ سے چلا آتا ہے اور کہتے ہیں کہ اُس نے انہی دنوں میں خاص یروشلیم میں بڑے بڑے معجزے دکھائے ہیں"۔

ستفنس۔ (جو اس وقت تک بچے کے ساتھ کھیلنے میں مشغول تھا اور عورتوں کی باتوں کی طرف متوجہ نہ تھا) "اماں۔ اُس نے یروشلیم میں کیسی کیسی کرامتیں دکھائی ہیں"؟

پرسکا۔ "بیٹا بیان کرتے ہیں کہ اُس نے بہت سے بیماروں کو اچھا کیا۔ اندھوں کی آنکھیں کھولیں۔ سب قسم کے بیماروں کو تندرست کر دیا۔ بلکہ پیارے ستفنس۔ تیرے جیسے لنگڑوں کو بھی اچھا کر دیا"۔

یہ سُن کر ستفنس کے دل میں ایک قسم کی تحریک سی پیدا ہو گئی۔ اور وہ کہنے لگا۔ "اچھی اماں۔ پھر بتاؤ۔ اُس نے اور کیا کیا"؟

طیطس (ستفنس کے اضطراب کو دیکھ کر) "لیکن اماں۔ کیا تم اس قسم کی بیہودہ باتوں پر یقین کرتی ہو؟ جب چشمے پر عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ تو سوائے گپیں ہانکنے کے اور کچھ نہیں کرتیں"۔

پرسکا (غصے ہو کر) "لیکن یہ تو بیہودہ بات نہیں۔ کیا تم آسا کو نہیں جانتا جس کا عالی شان محل جھیل کے متصل واقع ہے"۔

طیطس۔ "ہاں۔ وُہی صاحب جو ہیرودیس بادشاہ کے عہدہ داروں میں سے ہے"؟

پرسکا۔ "ہاں۔ وُہی۔ اب سُنو اُس کا اکلوتا بیٹا سخت بخار میں مبتلا تھا یہاں تک کہ سارے حکیم جواب دے چکے تھے اور اس کے ماں باپ مارے غم کے نیم مردہ ہو رہے تھے۔ اُس کے باپ نے یہی باتیں جنہیں تم بیہودہ سمجھتے ہو سُنیں اور اُن پر یقین کر کے یسوع کو (وہ ناصری اسی نام سے کہلاتا ہے) ملنے کے لیے قانائے گلیل میں گیا۔ اور اپنے بیٹے کا حال بیان کیا۔ ناصری نے اتنا کہا کہ جا۔ تیرا بیٹا جیتا رہیگا اور دیکھو جب وہ گھر کو پھرا تو اُس کے نوکر راستے ہی میں اُسے ملے اور بیان کیا کہ

لڑکے کی حالت اب اچھی ہے۔ اور یہ تبدیلی عین اُسی گھڑی شروع ہوئی تھی جب کہ اُس شخص نے اُس لڑکے کے باپ سے یہ کلمات کہے تھے۔"

دُوسری عورت۔ "یہ بات سچ ہے۔ کیونکہ اُن نوکروں میں سے جو اُس امیر کو خبر دینے گئے تھے ایک نوکر میرے خاوند کا رشتہ دار ہے۔ ہم کو اُسی سے خبر ملی تھی۔"

طیطس۔ (ڈھٹائی سے) "پھر کیا؟ ممکن ہے کہ لڑکا کسی اور طرح سے صحتیاب ہو گیا ہو۔ تم جانتی ہو کہ جن لوگوں کو تپ چڑھتی ہے سبھی مر نہیں جاتے مجھے بھی تو تپ چڑھی تھی لیکن دیکھو۔ ہٹا کٹا موجود ہوں۔"

ثمارہ۔ (یہ دُوسری عورت کا نام تھا) "نہیں لڑکے۔ اُس لڑکے کے بچنے کی کوئی اُمید نہ تھی۔ اُس کے سارے جسم پر کالے کالے داغ پڑ گئے تھے جو بلاشبہ موت کی علامت تھی۔ ہمارا رشتہ دار اُس لڑکے کی تیمارداری میں مشغول تھا۔ اور اُس نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اور ٹھیک اُسی گھڑی جب سب کو یقین تھا کہ یہ اُس کی آخری گھڑی ہے لڑکے نے دفعتاً آنکھیں کھول دیں اور پانی مانگا۔ اور جب خوب پانی پی چکا تو کروٹ لی اور بیہوش ہو گیا۔ اور جب جاگا تو بالکل صحیح و تندرست تھا۔ کیا یہ معجزہ نہیں"؟

طیطس۔ "یہ بات تو عجیب معلوم ہوتی ہے۔ اچھا اس کے سوا اور اُس نے کیا کیا ہے"؟

ثمارہ۔ "پچھلے سال ناتانئے گلیل سے یہ خبر بھی ملی تھی جسے میرے خاوند نے منڈی میں سنا تھا۔ مگر میں نہیں جانتی کہ کہاں تک سچ ہے۔ کہتے ہیں کہ اُس کے کسی اپنے رشتہ دار کے ہاں شادی کے موقعہ پر مے ختم ہو گئی تھی۔ اور جب اُس کی ماں نے اُسے خبر دی تو اُس نے حکم دیا کہ بہت سے بڑے بڑے مٹکوں کو پانی سے بھر دو۔ اور اُس کے ایک کلمہ سے سارا پانی نہایت عمدہ مے بن گئی تھی۔

شخص نے یہ بات میرے خاوند سے بیان کی تھی وہ اُن لوگوں سے خوب واقف تھا بلکہ اُس نے اُس مے کا ایک پیالہ بھی پیا تھا۔ تو بھی میں نہیں جانتی کہ یہ کہانی کہاں تک سچ ہے۔ مگر آسا کے لڑکے کے معاملے سے میں خوب واقف ہوں۔"

سنتفنس۔ "وہ یہ علاج کس طرح کرتا ہے"؟

ثمارہ۔ "میں نہیں جانتی۔ البتہ اسے جادوگر کہیں تو بجا ہے۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اُس کی تعلیم بالکل نرالی ہے۔ بعض یہودی آپس میں یہ کہتے سُنے گئے ہیں کہ یہ اُن کے بزرگ نبیوں میں سے ہے جو پھر جی اُٹھا ہے۔"

سنتفنس۔ (لڑکھڑاتی آواز سے) "کیا اِس وقت وہ اس شہر میں موجود ہے"؟

پریسکا۔ "معلوم نہیں لیکن وہ عورت بیان کرتی تھی کہ وہ آنے والا ہے۔"

سنتفنس۔ (نہایت دھیمی آواز سے) "اماں۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ اگر وہ یہاں آئے تو مجھے بھی تندرست کر دیگا"؟

طیطس۔ (درشتی سے بات کاٹ کر) "نہیں لڑکے۔ ان باتوں پر کان مت دھرو۔ اس سے سوائے افسوس کے تمہیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اگر یہ باتیں سچی بھی ہوں تو غالباً وہ آسا جیسے امیروں اور دولتمندوں ہی کا علاج کریگا۔ اس کے علاوہ یہودی ہو کر بھلا وہ ہم جیسے قابل نفرت یونانیوں کی کب بات پوچھنے لگا؟ دراصل یہی کہ یہ یہودی ہم سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ جب میں اپنے جال کنارے پر کھینچ رہا تھا تو ایک نے میرے منہ پر تھوک دیا۔ میرے دل میں تو آیا کہ وہیں نہ کر دوں لیکن خیر۔ اگر اب کے اُس نے یہی حرکت کی تو وہیں ڈھیر کر دونگا۔"

ثمارہ۔ "ہاں مجھے ان یہودیوں سے سخت نفرت ہے لیکن یہ بات یقینی ہے

کہ یہ یہودی شخص دولتمندوں کی کچھ پروا نہیں کرتا - کیونکہ بیان کرتے ہیں کہ جن لوگوں کو اُس نے یروشلیم میں شفا بخشی اُن میں سے اکثر گداگر تھے - اور تمہیں معلوم ہے کہ یروشلیم کے گداگر اکثر غیر قوموں میں سے ہیں"۔

پرسکلا - (آہ بھر کر) "پیارے ستفنس - اگر وہ کبھی یہاں آیا تو مَیں تیری خاطر ضرور اُس کی خدمت میں جاؤنگی - بھلا - اپنے پیارے بیٹے کو صحیح وسالم دیکھنے کے لئے کونسی بات ہے جو مَیں اُٹھا رکھوں گی"؟

طیطس "سُنو - تو یہ کون آرہا ہے"؟

اب سب خاموش ہو گئے - اتنے میں گلی میں سے کسی شخص کی سخت کلامی اور قہقہے کی آواز سُنائی دی - صحن کا دروازہ کُھلا اور دس بارہ آدمی اندر داخل ہوئے

طیطس - "یہ تو دماکُس ہے"۔

پرسکلا - (جلدی اُٹھ کر اور اپنے بیٹے کو گود میں لے کر) "تو مَیں جاتی ہوں"۔ اور یہ کہہ کر وہ فی الفور ایک پردہ ہٹا کر دُوسری طرف ہو گئی -

ایک آدمی - (صحن میں سے) "او پرسکلا - تُو کہاں ہے"؟

پرسکلا - (سیڑھی پر جا کر) "مَیں یہاں کوٹھے پر ہوں"۔

دُوسرا آدمی - (درشت آواز سے) "جلد نیچے آ - اور ہمیں کھانے کو دے ہم تو مارے بھوک کے مرے جاتے ہیں اور زیادہ صبر کی طاقت نہیں رکھتے"۔

طیطس - (آہستہ ستفنس سے جو اُس آدمی کی آواز سُن کر مارے خوف کے بستر پر لیٹ گیا تھا) "تم چُپ چاپ یہیں لیٹے رہو - مَیں جا کر اماں کی مدد کرونگا خاطر جمع رکھو - وہ تمہارے پاس نہیں آنے کا - وہ کھا پی کر یا تو پڑ کر سو رہینگے یا کہیں شہر میں کسی شراب خانہ میں جا مرینگے"۔

اور یہ کہہ کر تیزی سے کوٹھے سے نیچے اُتر گیا۔

دماکُس - (طیطس کو اُترتے دیکھ کر) "اچھا - لڑکے - تو بھی یہیں ہے؟ ذرا جلد قدم اُٹھا اور ہمیں کچھ شراب لا دے"۔

طیطس - جلدی جا کر شراب کا مشکیزہ لے آیا اور پیالے بھر کر اُن کے حوالہ کئے -

ایک آدمی - (تھوک کر) "یہ تو بہت خراب ہے"۔

دُوسرا - (ہنس کر) "ابھی تمہارے دماغ سے اُس عمدہ شراب کی بُو نہیں گئی جو تم نے کل سامریہ کے دولتمند سوداگر کے ہاں پی تھی"۔

دُوسرا آدمی - "وہ تو بڑے مزے کا آدمی تھا - تمہیں یاد ہے جب ہم اس کا مال اسباب باندھ کر چلنے لگے تو کس طرح مدد کے لئے اُس نے شور و غوغا شروع کر دیا"۔

تیسرا - "یقین ہے کہ پھر اُسے اس قسم کی فتنہ انگیزی کا موقع نہیں ملیگا"۔

دماکُس - (قہقہہ لگا کر) "ملیگا کہاں سے - جب ہم نے اُسے وہیں چِت کر دیا - طیطس اگر تم بھی ہمارے ساتھ چلتے تو خوب لُطف اُٹھاتے"۔

طیطس - (ذرا بگڑ کر) "کوئی مَیں اپنی مرضی سے تھوڑا رہ گیا تھا؟ تم ہی نے تو مجھے بیل پچھلی پکڑنے بھیجا تھا - جب مَیں واپس آیا تو تم سب میرے آنے سے پہلے ہی چل دیئے"۔

دماکُس - (ہنس کر) "ہاں لڑکے - یہ سچ ہے - ہم ہی تجھے چھوڑ گئے تھے ہمیں ایک اور ضروری کام درپیش تھا جس کا ذکر تو تم بھی سُنیگا - تو ابھی لڑکا ہی ہے جب بڑا ہو گا تو تجھے بھی اس قسم کی لوٹ مار کے بہت موقعے ملینگے"۔

طیطس - (اور اُس کی آنکھیں شعلوں کی طرح چمکنے لگیں) "مجھے لوٹ مار کی کچھ پروا نہیں - مجھے تو لڑائی میں بڑا مزا آتا ہے - خاص کر یہودیوں سے لڑنے میں"۔

"یہ بات سُن کر سب کے سب زور سے قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔"

ایک۔ (دماکوس کو کہنی مار کر) "یہ تو اچھا شاگرد تمہیں ملا ہے۔"

اتنے میں پرسکا نے آکر خبر دی کہ کھانا تیار ہے۔ اور سب بھیڑیوں کی مانند کھانے میں لگ گئے اور بات چیت کا خاتمہ ہوگیا۔ اب صرف اُن کے منہ کے چلنے کی آواز سُنائی دیتی تھی کبھی کبھی کوئی شراب مانگ بیٹھتا تھا۔ جب سب پیٹ بھر کر کھا چکے تو شراب کا دَور چلنے لگا۔

ایک۔ (شراب کا پیالہ لنڈھا کر) "تو تم کہتے ہو کہ وہ شخص یہیں ہے؟"

دوسرا۔ "ہاں۔ اور اُس کے ساتھ بہت بڑی بھیڑ ہے کل کفر نحوم میں ہاتھ رنگنے کے خوب موقعے ملینگے۔"

تیسرا۔ "کیا تعجب ہے؟ مجھ سے بلاستس نے بیان کیا تھا کہ عید کے موقعہ پر جب وہ یروشلیم میں تھا تو لوگ بھاگ بھاگ کر اُسے دیکھنے کو گلیوں میں جاتے اور گھر کے دروازے کھلے چھوڑ جاتے تھے۔ اُس وقت ہمیں لوٹنے کا خوب موقعہ ملا۔ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ بالکل دیوانے ہو رہے ہیں۔"

دماکوس۔ (ہنس کر) "اُن کی دیوانگی سے ہمارا کام نکلتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ دیوانے ہوں تو بہتر ہے۔ مگر سچ کہتا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عجیب بات دیکھی۔ ایک فقیر جو گلی کے موڑ پر کئی سالوں سے پڑا رہتا اور بالکل اندھا اور لُنجا اور گھاؤ سے بھرا ہوا تھا جب اُس نے یہ سنا کہ وہ شخص اُس کی طرف چلا آتا ہے تو پکار پکار کر کہنے لگا۔ اے یسوع۔ داؤد کے بیٹے مجھ پر رحم کر۔ اُس شخص نے فقط اُسے چھُوا۔ اور وہ فوراً کھڑا ہوگیا اور چلنے پھرنے لگا۔"

دوسرا۔ "اگر یہاں بھی وہ اس قسم کی کرامتیں دکھائیگا تو شہر میں ہل چل مچ جائیگی۔"

دماکوس۔ "ہاں گستاس۔ اگر دیوتاؤں نے مدد کی تو ہاتھ رنگنے کا خوب موقعہ ملیگا۔ لیکن تُو اُس شخص کو کیا سمجھتا ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ یہ الیاس ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ یہ بات کہاں تک سچ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہودیوں کا کوئی نبی ہے۔ لیکن کسی شخص کو اس کی بابت ٹھیک معلوم نہیں۔ آگے ہی اس کے پیرو اِس کثرت سے ہوگئے ہیں کہ اگر بغاوت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔"

تیسرا۔ (چلا کر) "ایسا کرے تو خوب ہو۔ لڑائی چھڑی تو ان رُومیوں کی حکومت سے تو خلاصی ہوگی۔ کیا تمہیں یاد ہے کہ پچھلے سال انہوں نے ہمارے کتنے آدمیوں کو پکڑ کر صلیب پر کھینچ دیا؟ مجھے تو قانون سے سخت عداوت ہے"

یہ سُن کر سب کے سب زور زور سے ہنسنے اور تالی پیٹنے لگے۔

دماکوس۔ "احمقو۔ شور کیوں مچاتے ہو؟ اگر کسی کو خبر ہوگئی تو یہاں چوہوں کی طرح مفت میں شکار ہو جاؤ گے۔"

آدھی رات ہو چکی تھی۔ رفتہ رفتہ ایک ایک کر کے سب سو گئے۔ اور ہر طرف بالکل خاموشی چھا گئی۔ اور خراٹوں کی آواز کے سوائے کچھ سُنائی دیتا تھا۔

ایک بجے کے قریب بیچاری پرسکا تھکی ماندی کوٹھے پر چڑھی مگر یہاں اُس نے ستفنس کو بیدار پایا۔ اُس کی آنکھیں تاروں کی مانند چمک رہی تھیں۔

ستفنس۔ (مدھم آواز سے) "اماں۔ میں ان کی باتیں سُنتا رہا ہوں۔ کیا یہ سچ بات ہے کہ وہ آج یہیں ہے"؟

پرسکا۔ "ہاں پیارے ستفنس۔ وہ یہیں ہے۔ میں ضرور تمہیں اُس کے پاس لے جاؤں گی"۔

یہ کہہ کر اُس نے لڑکے کو سونے کا حکم دیا۔ اور آپ بھی اُس کے پاس لیٹ گئی۔ ستفنس کو سوئے ہُوئے دیر ہو گئی۔ لیکن بیچاری پرسکا لیٹی ہُوئی جاگ رہی تھی۔ اُسے وہ وقت یاد آتا تھا جب کہ اُس کا لڑکا بالکل مضبوط اور صحیح و سالم تھا۔ اور کس طرح اُس کی پیٹھ پر چوٹ لگنے سے بیچارے کا یہ حال ہو گیا۔ وہ اپنے دِل میں اس وحشی درندے دماکوس سے سخت متنفر تھی جس کے ہاتھ سے اُس کا بچہ اس حالت کو پہنچا تھا۔

چوتھا باب

ستفنس کا کام

دُوسرے دن صبح کو جب ستفنس کی آنکھ کُھلی تو اُس نے اپنے کو اُسی کوٹھڑی میں پایا جس کے دروازے پر چمڑے کا پردہ پڑا رہتا تھا۔ چونکہ رات کو دیر سے سویا تھا اس لئے بہت دن چڑھے تک سوتا رہا۔ اور اب جب وہ جاگا اور آنکھیں ملتے ہُوئے اُٹھ کر اِدھر اُدھر نظر کی تو دیکھا کہ وہ گھر میں تن تنہا ہے۔ وہ اپنے دِل میں کہنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابّا اور اُس کے ہمراہی چلے گئے ہیں۔ خیر یہ تو اچھا ہُوا۔ معلوم ہوتا ہے طیطس بھی مچھلی پکڑنے چلا گیا اور اماں تو ضرور چشمے پر گئی ہو گی۔

جس کمرے میں وہ لیٹا ہُوا تھا۔ غریبوں کے جھونپڑوں کی طرح تھا گندہ کیا تھا۔ بلکہ اُس کی کوٹھڑی کو جس میں وہ لیٹا ہُوا تھا گھر سمجھئے۔ یہ کوٹھڑی معمولی ناتراشیدہ پتھروں کی بنی ہُوئی تھی۔ دیواریں چکنی مٹی سے لپی تھیں اور دیوار

میں کوئی کھڑکی نہ تھی۔ صرف ایک دروازہ تھا جس پر چمڑے کا پردہ لٹکا رہتا تھا۔ یہ پردہ جا بجا پھٹا ہُوا تھا جس میں سے سُورج کی شعاعیں کمرے میں پڑتی رہتی تھیں۔ اِن شعاعوں سے ستفنس کو قدرے تسلّی ملتی تھی۔ کیونکہ ان کے ذریعے سے وہ کچھ اندازہ لگا سکتا تھا کہ اب دن کی کونسی گھڑی ہے۔ اور یہ بھی ایک شغل تھا جو دن کی لمبی گھڑیاں کاٹنے کے لئے اُسے کچھ کچھ سہارا دیتا تھا۔ جب شعاعیں سامنے کی دیوار پر پڑتیں اور بیڈول اور دھوئیں سے کالے ہُوئے ہُوئے شہتیروں کو جو چھت سے اٹک رہے تھے روشن کرتی تھیں تو وہ سمجھ لیتا تھا کہ دوپہر میں تین گھڑیاں باقی ہیں جب آفتاب اور بھی بلند ہو جاتا تو شعاعیں دیوار سے اُتر کر فرش پر جا رہتی تھیں تو ان کی پیاری پیاری روشنی اُس کے دل کو منوّر کرتی تھی۔ جب دوپہر کے قریب یہ شعاعیں بالکل غائب ہو جاتیں تو ستفنس کو ہر روز ایسا محسوس ہونے لگتا کہ گویا اُس کا کچھ مال کھو گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس خیال سے کچھ کچھ تسلّی بھی ملتی تھی کہ اب دن جلد ختم ہو جائیگا۔ اور رات کا دَور دَورہ ہو گا۔ تب طیطس گھر میں ہو گا اور رات کو چھت پر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں خُوب مزے سے کھیلیں گی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ گوگو کے ساتھ ایک آدھ گھنٹے کے لئے پھر کھیلنے کا موقعہ ملیگا۔

اور جب وہ بستر پر لیٹے ہُوئے شعاع کی ظلم میں چھوٹے چھوٹے ذرّات کو اِدھر اُدھر اُڑتے ہُوئے دیکھ رہا تھا اُس کے دِل میں گوگو کا خیال آ گیا۔ اور اُس نے سوچنا شروع کیا کہ اُس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھ ایسے نرم اور پیارے ہیں کہ گویا گلاب کی پنکھڑیاں ہیں۔ اُس کے جسم کے سارے عضو کیسے گول گول اور سڈول ہیں۔ مگر اُس کی بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں اور لمبے لمبے گھنگریالے سُنہری بال اُس کے چھوٹے چھوٹے سُنہری کانوں

شکے چھوٹے کیسے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اُس کی میٹھی میٹھی آواز۔ بھلا کونسا جانور ہے جو اُس کی برابری کر سکتا ہے؟ اور پھر اُس کے پیارے پیارے سفید دانت۔ بھلا موتی میں یہ آب و تاب کہاں ہوگی! اِس چھوٹے بچے کے خدوخال کی تعریف کرتے ہوئے آخر کار وہ بول اُٹھا۔ "اس میں کچھ شک نہیں کہ گول گوتھنا خوبصورت بچہ دُنیا میں کہیں نہیں ملیگا" ۔

اِس کے خیالات یہاں تک پہنچے تھے کہ کسی نے دفعتاً دروازہ کا پردہ اُٹھایا اور اندر داخل ہوا۔ یہ اُس کی اماں پرسکا تھی۔

ستفنس۔ (ذرا جھڑک کر) "اماں۔ کیا تم پانی لے آئیں"؟

پرسکا۔ "نہیں بیٹا۔ میں ابھی تک چشمے پر نہیں گئی"۔ اور یہ کہہ کر اُس نے جھٹ پیٹھ پھیر لی۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا وہ اپنی آواز کو دبانے کی کوشش کر رہی ہے۔

ستفنس۔ (اگرچہ ماں کو آنسو بہاتے دیکھنے کا بالکل عادی ہو رہا تھا تو بھی پوچھنے سے باز نہ رہ سکا) "اماں تمہیں کیا دُکھ ہے؟ کیا ابا نے پھر تمہیں مارا پیٹا ہے"؟

پرسکا۔ "نہیں بیٹا۔ تمہارا باپ اور اُس کے ہمراہی تو پو پھٹنے سے پہلے ہی چلے گئے۔ اور طیطس بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ مجھے تو کچھ اور ہی دُکھ ہے لیکن ہائے کس مُنہ سے تمہیں بتاؤں"؟

یہ کہہ کر پرسکا ضبط نہ کر سکی اور چلا چلا کر رونے لگی۔

ستفنس۔ "اماں مہربانی سے ضرور بتاؤ۔ یہ کیا بات ہے"؟

پرسکا۔ "خیر آخر مجھے بتانا ہی پڑیگا۔ لیکن پیارے بیٹے۔ تم پہلے ہی بہتیرا دُکھ اُٹھا رہے ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ تمہارے دُکھ کو اور بھی زیادہ

کروں۔ ہماری پڑوسن آج بہت سویرے آئی تھی۔ اور بیان کیا کہ بچہ . . .

پرسکا اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ ایک آہ سرد بھر کر رہ گئی اور اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر زار زار رونے لگی۔

ستفنس۔ (نہایت بے قرار ہو کر) "بچہ! ہاں۔ بتا دو۔ کیا وہ مر گیا"؟

پرسکا۔ "نہیں نہیں۔ کاش وہ مر جاتا تو بہتر ہوتا۔ کیونکہ وہ اِس دُکھ درد سے تو چھوٹ جاتا۔ عذرہ بیان کرتی ہے کہ آج صبح وہ دفعتہً جاگ اُٹھی۔ تم جانتے ہو کہ وہ لڑکے کے ساتھ چھت پر سویا کرتی ہے۔ اُس نے کسی چیز کے بڑے زور سے صحن میں گرنے کی آواز سُنی۔ جب اُس نے پہلو میں دیکھا تو لڑکا نہ تھا۔ اور جلد دوڑ کر منڈیر کے اُوپر سے جھک کر نظر کی تو کیا دیکھتی ہے کہ (اور یہ کہہ کر اُس نے پھر رونا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنی کہانی کو یوں ختم کیا) ہاں معلوم ہوتا ہے کہ شاید لڑکا سویرے ہی جاگ پڑا تھا اور آہستہ آہستہ گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے چھت کے کنارے پہنچ گیا۔ منڈیر ایک جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے وہ . . . ں سے گرا اور پتھروں پر جا پڑا۔ بیچارہ بالکل چور چور ہو گیا ہے۔ اُمید نہیں کہ آج شام تک زندہ رہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ لیکن اگرچہ میں کچھ مدد نہیں کر سکتی تو بھی بہتر ہے کہ میں جا کر اُس کی ماں کے پاس بیٹھی رہوں"۔

ستفنس چُپ چاپ اِس خوفناک کہانی کو سُنتا رہا لیکن جب اُس کی ماں نے اپنی کہانی ختم کر کے اُس کی صورت پر نگاہ کی تو دیکھا کہ اُس کا مُنہ بالکل سفید ہو رہا ہے۔ کانٹو تو لہو نہیں۔ اور رُک رُک کر یوں بولا "اماں۔ یہ صدمہ تو میری برداشت سے باہر ہے"۔

اُس کی ماں اُس کی صورت دیکھ اور بات سُن کر نہایت ہراساں ہو گئی اور

روکر کہنے لگی "اے ستفنس۔ تُو تو میرے دل کو پاش پاش کردیگا۔ میرے پاس تیرے سوا اور کون ہے؟ اور نہیں تو میری ہی خاطر تمہیں اِس صدمے کو برداشت کرنا چاہئے۔ لو میں وہاں نہیں جاتی۔ بلکہ تمہارے ہی پاس بیٹھی رہونگی"

ستفنس۔ (روکر) "نہیں نہیں۔ تم جاؤ۔ شاید تم وہاں اُس کی کچھ نہ کچھ خدمت کرسکو۔ ہاں جلد جاؤ"۔

پرسکا نے جلد جلد کچھ روٹی، خشک پھل اور پانی کا ایک پیالہ اُس کے پاس رکھ دیا اور آپ فوراً چلی گئی۔ مگر جاتے جاتے کہنے لگی کہ اگر اس لڑکے کی حالت میں کچھ تبدیلی ہوئی تو میں فوراً چلی آؤنگی"۔

جب وہ چلی گئی تو ستفنس چند لمحوں تک حواس باختہ آدمی کی طرح لیٹا رہا۔ بچہ کی حالت یاد کرکے اُس کا دل بیقرار ہورہا تھا اور جب وہ یہ سوچتا تھا کہ اب میں اُس کی پیاری پیاری صورت پھر کبھی نہیں دیکھونگا تو بالکل بیتاب ہوجاتا تھا۔ بار بار اُس کے مُنہ سے یہ الفاظ نکلتے تھے "آہ۔ ہائے یہ بہت بھاری صدمہ ہے۔ میں اسے برداشت نہیں کرسکتا"۔

اس وقت دفعتاً اُس کے دل میں اُس ناصری کا خیال آگیا۔ اور وہ کہنے لگا کہ "ہاں وہ تو یہیں ہے۔ پاس ہی ہے۔ اگر وہ چاہے تو اُس کو اچھا کرسکتا ہے"۔

"اگر اماں جلد واپس آجائے تو کیا ہی اچھا ہو۔ وہ اُس کو ضرور ڈھونڈیگی۔ مگر وہ تو یہاں ہے نہیں۔ اور نہ اُس کے جلد واپس آنے کی اُمید ہے لیکن شاید لڑکا مر رہا ہے۔ کاش میں چل سکتا۔ میں فقط تھوڑا تھوڑا رینگ سکتا ہوں۔ خیر کوشش کرکے دیکھوں تو مجھے لڑکے کی مدد کے واسطے کوئی بات اُٹھا نہیں رکھنی چاہئے۔ ہائے میرے گوگو۔ پیارے گوگو"۔

لڑکے نے ارادہ تو کرلیا مگر یہ نہایت مشکل کام تھا۔ یہ تو سچ ہے کہ وہ تھوڑا تھوڑا رینگ سکتا تھا لیکن ان دنوں ہلنے جُلنے سے اِس کے درد میں اس قدر زیادتی ہوجاتی تھی کہ اُس کی ماں نے اِدھر اُدھر حرکت کرنے سے اُسے بالکل منع کر رکھا تھا۔

آہستہ آہستہ وہ چبوترے پر سے جس پر سارے کنبے کے سونے کی جگہ بنی ہوئی تھی نیچے اُترا۔ اور اگرچہ ہر ایک حرکت سے اُس کی پنڈلیوں میں سخت درد ہوتی تھی۔ تو بھی وہ ارادے پر ثابت قدم رہا۔ اور آخرکار دروازہ تک جا پہنچا۔ اب اُس نے نہایت مشکل سے صحن کو طے کرنا شروع کیا۔ لیکن ساتھ ہی اُس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر دروازے میں زنجیر لگی ہوگی تو اُسے کون کھولیگا؟ اس خیال سے وہ بالکل بیدل ہوگیا۔ یہاں تک کہ پسینہ کے بڑے بڑے قطرے اُس کی پیشانی پر نمودار ہوگئے۔ آخرکار وہ دروازے پر جا پہنچا مگر اُسے بے زنجیر پایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پرسکا جلدی میں اُسے بند کرنا بھول گئی تھی۔ ستفنس دلیری سے دروازہ کھول گلی میں جا نکلا۔ یہاں وہ سوچنے کے لئے ذرا ٹھہر گیا۔ گلی کے کونے پر ایک منڈی تھی۔ اور وہ سوچنے لگا۔ "مجھے وہیں جانا چاہئے۔ وہ ضرور مجھے وہیں ملیگا۔ ورنہ اگر نہ ہوئی تو ساری محنت رائگاں جائیگی"۔ یہ گلی نہایت تنگ تھی اس میں کھڑکیاں بھی نہ تھیں اور نہ کوئی آتا جاتا نظر آتا تھا۔ اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ منڈی کس طرف ہے۔ آخر خدا پر توکل کرکے ایک طرف چل نکلا۔ گلی کی گرد سے دم گھٹا جاتا تھا۔ کنکروں سے اس کے ہاتھ پاؤں چھلتے تھے۔ اور دُھوپ کی گرمی اُس کے جسم کو جلائے دیتی تھی۔ تھوڑی دیر میں وہ تھک کر ٹھہر گیا اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ لیکن اُس نے دیکھا کہ منڈی بہت دُور نہیں کیونکہ اُس کے کان میں اب لوگوں کے شور و غوغا

کی آواز آنے لگی تھی۔ اُس نے ایک بار کوشش کی اگرچہ اس سے اُسے اور بھی زیادہ تکلیف ہوئی تھی۔ تو بھی وہ گلی کے موڑ پر جا پہنچا۔ اب منڈی اُس کی آنکھوں کے سامنے تھی۔ دُکانیں تمام سامان سمیت اُس کے سامنے تھیں جیسے ایک دفعہ پہلے بھی جب طلیطس اُسے گود میں اُٹھا کر وہاں لے گیا تھا اُس نے دیکھا تھا۔ لوگوں کی بہت بھیڑ تھی جو خرید و فروخت میں مصروف تھے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی اُس عجیب ناصری شخص کی مانند اُسے معلوم نہ ہوتا تھا۔ بیچارہ لڑکا مٹی میں پڑا تھا اور کسی نے بھی اُس کی طرف توجہ نہ کی۔ البتہ ایک آدمی جو چھبیلو کا بڑا ٹوکرا لئے جلد جلد اُس طرف کو جا رہا تھا۔ اُس سے ٹھوکر کھاتے کھاتے بچا۔ مگر اُس کی زبان سے بھی چند ایک تلخ الفاظ نکلے اور وہ بھی پاس سے گزر گیا۔

ستفنس کا دُکھ ہر لحہ بڑھتا جاتا تھا۔ اُس کی کمر کا درد اب بالکل ناقابلِ برداشت ہوتا جاتا تھا۔ پیاس کے مارے اُس کے ہونٹ خشک ہو گئے تھے۔ بھوک کے مارے وہ بالکل کمزور ہو رہا تھا۔ تاہم وہ بڑے شوق سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہر ایک راہگذر کو دیکھتا تھا۔ اُس کی اُمید دمبدم کمزور ہوتی جاتی تھی۔ اتنے میں اُس نے دیکھا کہ دو تین بڑے بڑے کُتّے دانت نکالتے ہوئے اُس کی طرف چلے آتے ہیں جس سے وہ نہایت خوف زدہ ہو گیا اور اپنے چہرے کو ہاتھوں سے چھپا کر زور سے چیخنے لگا "اماں۔ اماں"!

مگر اسی جان کنی کی حالت میں اُس نے معلوم کیا کہ کوئی شخص اُس سے مخاطب ہو رہا ہے۔ جب اُس نے اُوپر نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ ٹھیک اُس کے اور آفتاب کی تیز دھوپ کے درمیان ایک آدمی کھڑا ہے۔ ستفنس کو بے چین پڑا تھا۔ وہ شخص بہت دراز قد معلوم ہوا۔ مگر اُس کی صورت میں کوئی بات ایسی تھی جس سے اُس کی آہیں تھم گئیں۔ اور اُس نے تعجب اور حیرت کی حالت

میں اس شخص پر نظر کی۔ اُس کی صورت اور آنکھیں نہایت ملائم اور دل میں گھر کرنے والی معلوم ہوتی تھیں۔ اور اُس کو یقین ہو گیا کہ ضرور یہی یسوع ہو گا۔ اور اب کو گیا ضرور بچ جائیگا۔ ستفنس خوشی خوشی اُٹھا اور ہاتھ جوڑ کر اور اپنی آنکھوں کو اُس اجنبی کے چہرے پر جما کر دھیمی آواز سے یُوں گویا ہُوا۔ "اَے یسوع۔ تُو ہی شفا دینے والا ہے۔ مَیں جانتا ہُوں۔ تُو ہی اِس بچہ کو بچا سکتا ہے۔ وہ چھت سے گر کر چکنا چُور ہو گیا ہے۔ اور اب موت کے قریب ہے"۔

یہ سُن کر اجنبی کا چہرہ تبسم سے بارونق ہو گیا اور اُس نے اپنا مُنہ آسمان کی طرف اُٹھا کر کہا "اَے باپ۔ آسمان اور زمین کے خُداوند مَیں حمد کرتا ہُوں کہ تُو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچّوں پر ظاہر کیں"۔ تب پھر ستفنس پر نہایت ملائمت سے نظر کر کے اپنا ہاتھ نرمی سے لڑکے کے سر پر رکھا اور فرمایا "تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا۔ سلامت جا"۔

اور دیکھو اُس کے چھُونے کی برکت سے اُس لڑکے کی تمام تکان۔ درد اور کمزوری جاتی رہی۔ اور وہ بڑی خوشی سے نعرہ مار کر اور بالکل شفا پا کر زمین پر سے اُٹھا۔

درحقیقت وہ مُبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں کیوں کہ اُن پر رحم کیا جائیگا۔

پانچواں باب
جھیل کے ماہی گیر

گرمی کی مختصر رات کٹ چکی ہے۔ چاند کو غروب ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے۔ تارے مدھم پڑتے جاتے ہیں۔ مشرق میں گلابی رنگ کی روشنی یہ ظاہر کر رہی ہے کہ صبح قریب ہے۔ پانی کی سطح پر نسیم سحری اٹکھیلیاں لے رہی ہے جس سے مچھوؤں کی دو کشتیاں جو کنارے سے دور جھیل میں تیر رہی ہیں ہچکولے لینے لگ گئی ہیں۔ ایک کشتی پر بعض آدمی جال کھینچنے میں مشغول ہیں۔ ساتھ ساتھ غور سے دیکھتے بھی جاتے ہیں۔ لیکن اُس میں فقط کہیں کہیں مچھلی کی چمک نظر آتی ہے۔

ایک آدمی۔ (ذرا بے صبری سے) "بہتر ہوگا کہ ہم اب کام بند کر دیں۔ ہماری ساری کوشش لاحاصل ہے"۔

دوسرا۔ "میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ جب تک ادھر کی ہوا چلتی ہے گھر میں بیٹھے رہنا بہتر ہے شمعون۔ ذرا دوسری کشتی والوں سے تو پوچھو دیکھیں ان کا کیا حال ہے"؟

اب اُنھوں نے سارا جال کشتی میں کھینچ لیا تھا شمعون نے کھڑے ہو کر اپنے دونو ہاتھوں کو مُنہ کے سامنے جوڑ کر بلند آواز سے دُوسری کشتی والوں کو پکار کر پوچھا "کیا تم نے کچھ پکڑا ہے"؟

جواب ملا "نہیں"۔

اندریاس۔ (جو پہلے بولا تھا) "دیکھو وہی ہوا نہ جو میں کہتا تھا۔ چلو بادبان چھوڑ دو اور گھر کی راہ لو۔ چلتے چلتے شہر کے پاس جو خلیج ہے۔ اُس میں بھی جال ڈال کر دیکھینگے کبھی کبھی وہاں اچھا داؤں لگ جاتا ہے"۔

جھٹ پٹ لنگر اُٹھایا گیا۔ بادبان کھولے گئے۔ بادبان میں ہوا بھرتے ہی کشتی پانی کی سطح پر روانہ ہوئی۔ اور دونو آدمی چپ چاپ کشتی کی دُنبال میں بیٹھ گئے۔ اور شمعون نے پتوار سنبھال لیا۔

پطرس۔ "اندریاس۔ دیکھو تو دُوسری کشتی والے کیا کر رہے ہیں"؟

اندریاس۔ "وہ بھی بادبان کھول رہے ہیں"۔

شمعون۔ (بے توجہی سے) "وہ بھی ہماری طرح خالی ہاتھ ہیں ذرا ٹھہر کر جانتے ہو۔ آج رات بھر میرے دل میں کیا کیا خیال گذرتے رہے ہیں"؟

اندریاس۔ "بھلا مجھے کیا معلوم؟ رات بھر تمہاری زبان سے ایک کلمہ بھی نہیں نکلا۔ ہاں۔ اس بات سے تو مجھے بھی تعجب ہوتا تھا۔ کیونکہ تمہاری زبان کو اکثر تمہارے مُنہ میں بہت کم آرام ملا کرتا ہے"۔

شمعون۔ "مَیں رات بھر اُسی ناصری کی بابت سوچتا رہا ہوں۔ اب مجھے ماہی گیری کی اتنی پروا نہیں۔ خواہ مچھلی ہاتھ لگے یا نہ لگے۔ میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ اُس کے ہمراہ رہا کروں۔ کیا تمہیں بھی ان سب عجائبات کا جو ہم نے دیکھے ہیں کچھ خیال آتا ہے؟ مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ عجیب دن آنے والے ہیں۔ شاید بہتر ہوگا کہ ہم اس ماہی گیری کو ترک کر دیں"۔

اندریاس۔ (تعجب سے) "ماہی گیری کو چھوڑ دیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے"؟

شمعون۔ "کیوں نہیں۔ ہمارے گذارے کے لئے سب کچھ موجود ہے۔ انگوری باغ آج کل اچھا پھل لاتا ہے۔ اور ہماری عورتیں بھی کفایت شعار ہیں۔

اس لئے روپے کی چنداں حاجت بھی نہیں۔ اگر ہم ماہی گیری چھوڑ دیں تو ہر وقت اُس کی خدمت میں رہ سکتے ہیں"۔

اندریاس۔ "مگر بھائی۔ کیا اُسے بھی ہماری ضرورت ہے"؟

پطرس۔ "مَیں نہیں جانتا۔ لیکن اتنا جانتا ہوں کہ اُسے کسی نہ کسی کی ضرورت تو بیشک ہے۔ کیا تم نے نہیں سُنا کہ لوگ اُس کی نسبت طرح طرح کی باتیں کہنے لگ گئے ہیں؟ وہ نہ تو فریسیوں[1] میں سے ہے۔ نہ فقیہوں[2] میں سے۔ اور سچ بھی یوں ہے کہ وہ شریعت کی بہت سی باتوں اور رسموں کی کچھ پروا نہیں کرتا"۔

اندریاس۔ "جو کچھ یوحنا نے اُس کے حق میں کہا تھا مجھے یاد ہے۔ یردن میں بپتسمہ پانے سے پہلے مَیں نے دو دفعہ اُسے یہ کہتے سُنا تھا اور اُس کے بعد بھی کہ 'دیکھو خدا کا برّہ'۔ معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا کو یقین تھا کہ وہی مسیح ہے۔ شمعون تم جو ماہی گیری چھوڑنے کی بابت کہتے ہو شاید ہمارے لئے یہی مناسب ہے۔ اگر یوحنا بپتسمہ دینے والے کا قول سچ ہے اور درحقیقت وہی مسیح ہے تو ہمیں لازم ہے کہ جہاں کہیں وہ جائے ہم اُس کے ہمراہ رہیں۔ اب یوحنا تو قیدخانے میں پڑا ہے اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ اُس کا حال کیا ہوگا۔ خدا کرے کہ ہیرودیس کی نظرِ بد کہیں اُستاد پر نہ پڑ جائے"۔

شمعون۔ (گرم جوشی سے) "آمین"۔

اس کے بعد کچھ دیر تک دونوں خاموش رہے۔ فقط لہروں کے کشتی سے ساتھ

[1] یہ یہودیوں کا ایک فرقہ تھا جو مذہبی رسوم و دستورات کی بہت سختی سے پابندی کرتا تھا اپنی دینداری پر بہت نازاں تھا اور ان میں سے بعض ریاکار تھے۔

[2] یہ وہ لوگ تھے جو دراصل پاک نوشتوں کی نقل کیا کرتے تھے مگر مسیح کے عہد نامہ میں یہ لفظ اُن لوگوں کے واسطے استعمال ہوا ہے جو لوگوں کو شریعت کے احکام بتاتے یا فتوے لکھتے تھے۔ اس فرقے کی لوگوں میں بہت عزت تھی۔

تھپ تھپانے کی آواز سُنائی دیتی تھی۔ دن چڑھتا جاتا تھا۔ اور اُفق پر نیلگوں پہاڑیوں کے پیچھے آفتاب پوری شان و شوکت کے ساتھ نکل رہا تھا۔ ساتھ ہی صبح کے غبار میں سے کفرنحوم کی فصیل اور عالی شان بُرج دُھندلے سے نظر آتے تھے۔

جُوں جُوں کشتیاں کنارے کے پاس آئیں معلوم ہُوا کہ کنارے پر بہت سے لوگوں کا جمگھٹا لگ رہا ہے۔ بعض چٹانوں پر بیٹھے ہیں بعض اِدھر اُدھر ٹہل رہے ہیں۔ یہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی کیونکہ دن کی دھوپ سے بچنے کے لئے لوگ کوشش کرتے تھے کہ سویرے سویرے کاروبار سے فارغ ہو جائیں لیکن آج معمول سے زیادہ لوگ جمع تھے۔

اندریاس۔ "سامنے بھیڑ کو دیکھتے ہو؟ معلوم نہیں اتنے لوگوں کے جمع ہونے کا کیا سبب ہے"۔

شمعون۔ (ذرا تامل کے بعد) "لو وہ تو اُستاد ہے اور لوگ اُس کی باتیں سُننے کو اُمڈ آئے ہیں۔ چلو۔ ذرا جلدی کریں"۔

چونکہ کشتی کنارے کے بالکل قریب تھی وہ پانی میں کود پڑے۔ اور کشتی کو کھینچ کھینچ کر کنارے جا لگایا۔ اندریاس بھی آہستہ آہستہ اُس کے پیچھے ہو لیا۔ اسی اثنا میں دوسری کشتی بھی جو اُن کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی کنارے پر پہنچ گئی۔ اور کشتی والے جالوں کو کھینچتے ہوئے کنارے پر جا اُترے۔

جب یسوع نے شمعون۔ اندریاس۔ اُس کے ہمراہیوں اور اُن کی خالی کشتیوں کو دیکھا تو وہ شمعون کی کشتی پر چڑھ گیا اور اُس سے درخواست کی کہ کشتی کو ذرا کنارے سے دُور ہٹا لے۔ تب وہ بیٹھ گیا اور کشتی میں سے لوگوں کو تعلیم دینے لگا۔

ہم نہیں جانتے کہ اُس دن اُس نے کیا کچھ فرمایا لیکن ہمیں یقین ہے

کہ سب کچھ انہی اُمور سے متعلق ہوگا۔ اور جب وہ بادبانوں کے سائے میں بیٹھا ہُوا اپنے ضمیر میں اور زندگی بخش کلام کو پانی کے اُوپر سے سامعین کے گوش گزار کر رہا تھا تو بہت سے شکستہ دل تندرُست ہو گئے۔ بچے اُس کی محبت سے کھینچ جا کر اپنے ننھے ننھے ہاتھ اُس کی طرف پھیلاتے تھے۔ اور بہت سی رُوحوں میں اس محبت کا جو موت پر بھی غالب ہے بیج بویا گیا۔

جو لوگ پانی کے عین کنارے پر کھڑے تھے اُن میں دو عورتیں بھی تھیں جن میں سے ایک کی گود میں ایک گُل رُخسار لڑکا تھا۔ اُن کے ہمراہ ایک اور لڑکا تھا جس کی عمر قریباً چودہ سال کی ہوگی۔ اِس لڑکے کی بڑی بڑی سیاہ آنکھیں اور سُنہری بال تھے۔ جب یسُوع اپنی تقریر ختم کر چکا تو اُس لڑکے نے اپنے ہاتھ پکڑ لئے اور نورانی چہرے کے ساتھ اُس کی طرف نظر کر کے کہنے لگا "تو جو شفا بخشنے والا ہے۔ میں تجھ سے محبت رکھتا ہُوں"۔ یہ لڑکا ستفنس تھا جب اُستاد لوگوں سے بات چیت کر چکا تو وہ شمعون کی طرف متوجہ ہُوا جو اندریاس کے ہمراہ اُس کے ساتھ کشتی میں بیٹھا تھا اور فرمایا "گہرے میں لے چلو اور شکار کے لئے اپنا جال ڈالو"۔

شمعون نے جواب میں کہا "اے صاحب۔ ہم نے رات بھر محنت کی مگر کچھ نہ پکڑا۔ لیکن تیرے کہنے سے جال ڈالتا ہُوں"۔ یہ کہہ کر اُس نے جال ڈالا تو وہ مچھلیوں کا بڑا غول گھیر لایا۔ اور اُن کا جال پھٹنے لگا اور اُنہوں نے اپنے ساتھیوں کو جو دُوسری کشتی پر تھے اشارہ کیا کہ آکر ہماری مدد کرو۔ پس اُنہوں نے آکر جال کو کھینچا اور دو کشتیاں مچھلیوں سے یہاں تک بھر گئیں کہ ڈوبنے لگیں۔ شمعون پطرس یہ دیکھ کر یسُوع کے پاؤں پر گرا۔ اور کہنے لگا۔ "اے خداوند۔ میرے پاس سے جا کہ میں گنہگار ہُوں"۔ کیونکہ مچھلیوں کے

اس غول سے وہ اور اُس کے ساتھی حیران ہو گئے تھے۔ اور زبدی کے بیٹے یعقوب اور یوحنا بھی جو شمعون کے ساتھی تھے عالمِ حیرت میں غرق تھے۔ مگر یسُوع نے شمعون سے کہا "خوف نہ کر۔ اب سے تو آدمیوں کا شکار کرے گا"۔ وہ اب کشتیوں کو کنارے پر لے آئے اور سب کچھ چھوڑ کر اُس کے پیچھے ہو لئے۔

رات پھر آپہنچی۔ ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ نیچے شہر نظر آتا ہے۔ جس میں چراغ تاروں کی طرح ٹمٹماتے دکھائی دیتے ہیں۔ غروبِ آفتاب کے وقت جا بجا عبادت خانوں میں سے نرسنگوں کی آواز سبت کا اشتہار دیتی سُنائی دیتی ہے۔ محنت کچھ دیر کے لئے بند ہو گئی۔ تھکے ماندے کسان کھیت سے چلے آئے ہیں۔ دُکانیں بند ہو گئی ہیں۔ ماہی گیروں کی کشتیاں کنارے پر لگی ہیں۔ رات کی گھڑیاں گذرتی جاتی ہیں۔ شہر خوابِ غفلت میں پڑا سو رہا ہے۔ لیکن ایک شخص تن تنہا پہاڑی کی چوٹی پر آسمان کی طرف مُنہ اُٹھائے ہُوئے حمد و دُعا میں مشغول ہے۔

نیچے ایک عالم گناہ۔ مُصیبت اور جہالت میں غرقاب ہو رہا ہے اُوپر خُدا ہے۔ اور وہ اُن دونو کے درمیان بطور ایک کڑی کے ہے جو اُن کو باہم مِلاتی ہے۔

چھٹا باب

ایک عجیب پیغام

عبادت خانے میں قاعدے کے مطابق اٹھارہ دُعائیں پڑھی جاچکی تھیں لوگ بڑے ادب و توجہ کے ساتھ سُنتے رہے اور جواب میں بڑی سنجیدگی کے ساتھ آمین کہتے رہے۔ دُوسری طرف جنگلے کے پرے جہاں عورتیں اور بچے بیٹھے تھے سرسراہٹ کی آواز برابر آ رہی تھی۔ مکان لوگوں سے بھرا ہُوا تھا۔ بعض کھڑے تھے بعض جگہ کی تنگی کے سبب دیوار سے لگے بیٹھے تھے بعض ناظرین کے کانوں میں دُعائیں اور زبُوروں کی آواز بالکل عجیب معلوم ہوتی تھی کیونکہ انہیں اُن کے سُننے کا پہلے کبھی اتفاق نہ ہُوا تھا اگرچہ عبادت خانہ کی عمارت کو باہر سے دیکھ کر اکثر تعریف کرتے رہے ہوں گے لیکن آج کے روز جس قدر لوگوں کی عبادت خانہ کے اندر سمائی تھی اُس سے بھی زیادہ آ موجود ہُوئے تھے کیونکہ لوگوں میں مشہور ہو گیا تھا کہ آج وہ شخص جس نے بڑی بڑی کرامتیں دکھلائی ہیں وہاں موجود ہوگا۔ اور اس لئے بہت سے لوگ اُسے دیکھنے کے شوق سے چلے آئے تھے۔ کیونکہ انہیں اُمید تھی کہ شاید آج بھی اُن کے سامنے کوئی نہ کوئی عجیب کرامات دکھائی جائے۔ یہودی عورتیں دُوسری عورتوں کو کن انکھیوں سے دیکھتی تھیں۔ جو آج خلافِ معمول اپنے بچوں کو ہمراہ لے کر تماشا دیکھنے کو اچھی اچھی جگہوں پر آن کر بیٹھ گئی تھیں۔ اور ایک دُوسرے سے سرگوشیاں کر کے کہتی تھیں کہ ”یہ بے دین لوگ۔ بھلا ان کا یہاں کیا کام ہے؟ اگر یہ شخص سچ مچ مسیح ہے تو وہ فقط ہمارے لئے ہے نہ ان بے دینوں کے لئے“۔

اور جب سب دُعائیں پڑھی جاچکیں اور توریت اور انبیا کے مقرری حصّوں کی تلاوت ہوچکی تو سب کے سب بالکل خاموش ہو گئے۔ کیونکہ اب وہ معجزے دکھانے والا شخص آگے بڑھا۔ کیونکہ امام نے دستور کے موافق اُس سے درخواست کی تھی کہ لوگوں کو کچھ وعظ و نصیحت کرے۔ اب سب کی آنکھیں اُس پر جم گئیں۔ اور جب اُس نے اختیار والوں کی مانند الٰہی حکمت کی باتیں گرم گرم الفاظ میں بیان کیں تو اُس کے چہرے کی روشنی لوگوں کے تاریک دلوں میں گھُس کر اُن کو منوّر کرنے لگی۔ سب پر خاموشی کا عالم چھا رہا تھا اور ہر ایک کان بڑے اشتیاق سے اُس کی ایک ایک بات کو سُننے میں لگ رہا تھا کیونکہ اُس کا کلام ربیوں کی بیہودہ اور بے مزہ باتوں سے بالکل مختلف معلوم ہوتا تھا۔ بچے بھی اگرچہ اُس کے کلام کو اچھی طرح نہ سمجھتے تھے تو بھی اُس کی پُر محبت اور سُریلی آواز سے محو تھے اور چُپ چاپ ٹکٹکی لگائے اُس کی شکل کو دیکھ رہے تھے۔ دفعتہً اس خاموشی میں ایک چیخ کی آواز سُنائی دی کیونکہ ایک آدمی لپک کر اُٹھا اور چیخ چیخ کے کہنے لگا۔ ”اے یسُوع ناصری۔ ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کیا تو ہمیں ہلاک کرنے آیا ہے؟ مَیں تجھے جانتا ہُوں کہ تو کون ہے۔ خُدا کا قدُّوس ہے“۔ اب تو ہر طرف ہل چل مچ گئی۔ عورتیں چیخنے لگیں۔ بچے چلّائے اور مرد یہ کہتے ہُوئے اُٹھ کھڑے ہُوئے ”اس میں بدرُوح ہے وہ مقدس کو ناپاک کرتا ہے۔ اِسے باہر نکال دو۔ نکال دو“۔

مگر یسُوع نے ایک بات سے سب شورش کو فرو کر دیا۔ اور تب آسیب زدہ شخص کی طرف متوجہ ہو کر جو اس وقت دو تین غضبناک آدمیوں کے قبضے میں تھا۔ یُوں کہنے لگا۔ ”چُپ رہ۔ اور اس میں سے نکل جا“۔

اس پر وہ بڑے زور سے چلّایا اور اینٹھ اینٹھ کر اور فرش پر گر کر خوب

لوٹنے لگا لیکن تھوڑے ہی عرصے میں وہ اُٹھ کھڑا ہُوا اور اُس کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ اب بالکل تندرست ہو گیا ہے۔ یہ دیکھ کر سب کو سخت حیرت ہُوئی۔ تب تمام لوگ ان عجیب و غریب باتوں کا تذکرہ کرتے ہُوئے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ کیونکہ وہاں کے بہت سے لوگ اُسے پہچانتے تھے۔

اُسی دن شام کے وقت ستفنس اور اُس کی ماں کے درمیان یوں گفتگو ہو رہی تھی:۔

ستفنس "اماں۔ دُھوپ ڈھل گئی ہے۔ اور اب بالکل تاریکی چھا رہی ہے چلو چلیں۔ میں چاہتا ہُوں کہ یسُوع کو اچھی طرح دیکھوں"۔

پرسکا "ہاں پیارے ستفنس۔ میں بڑی خوشی سے تمہارے ہمراہ چلوں گی کیونکہ سچ مچ کسی آدمی نے اُس شخص کی مانند کلام نہیں کیا۔ مگر مجھے یہ سب باتیں ایسی عجیب و غریب معلوم ہوتی ہیں کہ اکثر اوقات مجھے خیال گذرتا ہے کہ میں خواب دیکھ رہی ہُوں۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تجھے بالکل تندرست مضبوط دیکھتی ہُوں"؟

ستفنس۔ (ہنس کر) "اماں یہ بات تو بالکل واقعی ہے۔ دیکھو میں کیسی بڑی چھلانگ لگا سکتا ہُوں اور نہ میری کمر کبھی دُکھتی ہے۔ اور پھر دیکھو میرا جسم بالکل گوشت سے بھرا ہُوا ہے۔ اماں۔ کاش کہ ہم بھی اُس کی کچھ خدمت کر سکیں جس سے ہماری خوشی اور شکر گذاری ظاہر ہو۔ جب اُس نے اُس روز مجھے خاک میں لیٹے دیکھ کر یہ فرمایا کہ سلامت جا۔ میں اپنی ہوش میں پہلی دفعہ جھٹ اُٹھ کھڑا ہُوا تو مجھ سے سوائے اِس کے اور کچھ بن نہ آیا کہ اُس سے لپٹ کر رونا شروع کیا۔ کیونکہ خوشی اور حیرت نے میری زبان بند کر دی تھی لیکن ابھی میں اچھی طرح اپنی حالت سے باخبر بھی نہ ہُوا تھا کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ اور سب لوگ

میری طرف دیکھنے اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگ گئے۔ اور بہت لوگ دُور دُور سے دَوڑ دَوڑ کر مجھے دیکھنے آئے۔ تب میں وہاں سے بھاگا اور ایک لمحہ میں تیرے اور عدہ کے پاس آ موجود ہُوا"۔

پرسکا۔ "ہاں۔ ہم بھی اُس وقت یہ سوچ رہے تھے کہ بچہ مر رہا ہے کیونکہ وہ بالکل چُپ چاپ لیٹا ہُوا تھا کہ اتنے میں صحن کا دروازہ کھُلا اور تو دوڑتا کیا بلکہ اُڑتا ہُوا بچہ کے بستر کے پاس آ موجود ہُوا۔ پیارے ستفنس میں نے اُس وقت تمہیں بالکل نہ پہچانا۔ بلکہ میں نے خیال کیا کہ یہ کوئی رُوح ہے۔ اتنے میں تم نے اُونچی آواز سے پُکار کر کہا کہ گوگو بچ گیا اور میں تندرست ہو گیا"۔

ستفنس "اور وہ بھی تو بالکل تندرست ہو گیا تھا"۔

پرسکا "ہاں بالکل۔ بلکہ اُس کے بدن پر خراش تک نظر نہ آتی تھی اور دیکھ کر سب حیران رہ گئے"۔

ستفنس۔ (ذرا تامل کر کے) "اماں۔ چلو ہم باہر چلیں اور آس پاس کے گھروں سے بیماروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر انہیں اس بات کی خبر کریں۔ تمہیں معلوم ہے کہ اُس نے یہ فرمایا تھا کہ میں اس لئے بھیجا گیا ہُوں کہ قیدیوں کو رہائی اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سُناؤں اور کچلے ہُوؤں کو آزاد کروں۔ اُس کے یہ الفاظ میرے دل میں ایسے گڑ گئے ہیں کہ میں اُنہیں بھول نہیں سکتا۔ اور اماں۔ اگر وہ اِس مقصد کے لئے آیا ہے تو اگر ہم اِس مقصد کے پُورا کرنے میں اُس کی مدد کریں تو کیا یہ اُس کی خُوشی کا باعث نہ ہو گا"؟

پرسکا "ہاں میرے بیٹے۔ تمہارا خیال بالکل ٹھیک ہے چلو باہر چلیں"۔ دونو جلدی سے کپڑا اوڑھ کر اور گھر کا دروازہ بند کر کے وہاں سے چل پڑے۔

ستفنس۔ (ایک دروازہ پر ٹھہر کر) "چلو اس گھر میں چلیں"۔

پرسکا۔ "ہاں۔ ایک اندھا یہاں رہتا ہے"۔

یہ کہہ کر انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر سے کسی نے جواب دیا کہ "آ جاؤ"۔ دروازہ کھول کر وہ گھر کے صحن میں داخل ہوئے۔ وہ صحن گھر سے بھی زیادہ خراب معلوم ہوتا تھا کیونکہ وہاں بہت سا کوڑا کرکٹ اور میلا جمع ہو رہا تھا۔ کئی بھیڑ بکریاں ادھر اُدھر پھر رہی تھیں اور اُن کے قریب مرغیاں ادھر اُدھر لکڑیوں پر بیٹھی نظر آتی تھیں۔ وہیں دیوار سے تکیہ لگائے۔ زانو پر سر رکھے اور میلے کچیلے کپڑے پہنے ایک آدمی بیٹھا تھا۔ ستفنس آگے بڑھ کر اُس کے پاس گیا اور بڑی نرم آواز سے اُسے سلام کیا۔ سلام کی آواز سنتے ہی اُس نے اپنا سر اُٹھایا اور دروازہ کی طرف منہ کر کے پوچھا۔ "تُو کون ہے"؟

ستفنس۔ "میں ہوں ستفنس۔ دماکوس کا بیٹا۔ میں اپنی ماں کے ساتھ آیا ہوں کہ تمہیں اُس بڑے معجزہ دکھانے والے کے پاس لے چلوں۔ وہ ضرور تیری آنکھوں کو بینائی بخشیگا"۔

اندھا۔ (ایک سرد آہ بھر کر) "نہیں مجھ سے مذاق مت کرو۔ تم جانتے ہو کہ میری آنکھیں گرم لوہے سے جلائی گئی تھیں۔ اُن کا تو نشان بھی باقی نہیں ہوگا۔ بھلا کون آدمی مجھے شفا دے سکتا ہے"؟

ستفنس۔ "مگر تم اُس آدمی کی قدرت سے واقف نہیں ہو"۔

اور یہ کہہ کر اُس نے اپنے اور چھوٹے لڑکے کے شفا پانے کی عجیب و غریب کہانی اُس کے سامنے بیان کی۔ لیکن وہ آدمی یہ سُن کر ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا اور اپنے کپڑوں کو سمیٹنا شروع کیا۔

ستفنس۔ "آؤ جلدی آؤ"۔

اندھا۔ (افسوس کے لہجے میں) "نہیں۔ مگر تُو تو ایک معصوم لڑکا تھا

اور وہ بچہ بھی ایسا ہی تھا۔ لیکن میں کون ہوں کہ وہ مجھے شفا بخشیگا؟ مجھ پر تو دیوتاؤں اور آدمیوں کی پھٹکار ہے۔ میرے لئے یہی بہتر ہے کہ مر جاؤں"۔

ستفنس۔ (بے صبری سے) "نہیں۔ میاں جی۔ تم ضرور ضرور چلو"۔ اور پاس جا کر اُس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ یا تو بچہ کے ملائم ہاتھ میں کچھ تاثیر تھی یا شاید بہت سال کے بعد پہلی دفعہ کسی شخص نے دوستانہ طور پر اُس کو چھُوا تھا کہ اُس کے دل سے ساری رکاوٹیں فی الفور رفع ہو گئیں جو برسوں کی بے عزتی۔ شرمساری اور تکلیف و رنج نے پیدا کر رکھی تھیں۔ اور اُس نے اپنا منہ ہاتھوں میں چھپا کر دھاڑیں مار کر رونا شروع کیا۔

ستفنس اُس کے پاس کھڑا اُس کی حالت کو بڑے تعجب سے دیکھتا رہا۔ کیونکہ اُس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس رنج و مصیبت کی کیا وجہ ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے پھر اُسے چھُو کر کہا۔ "آؤ چلو"۔ اب بیچارہ اندھا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور ادھر اُدھر ہاتھ مارنے لگا۔

ستفنس۔ (خوشی سے) "چلو میں تمہاری رہنمائی کرونگا"۔

یہ کہہ کر اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ دونوں روانہ ہوئے۔ پرسکا اُن کے پیچھے پیچھے ہو لی۔ اتنے میں راہ میں اندھے نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز سے دریافت کیا۔ "کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے"؟ کیونکہ اب اُس کے دل میں ایک نئی اُمید پیدا ہو رہی تھی۔

ستفنس۔ "ہمیں معلوم نہیں۔ مگر ہم ضرور اُس کو ڈھونڈ لینگے"۔

تب گویا ابدی سچائی نے اُس کے دل کو روشن کر دیا اور وہ کہنے لگا۔ "اگر ہم سچے دل سے اُس کے خواہاں ہونگے اور اُس کی تلاش کرینگے۔ تو وہ ضرور ہمیں مل جائیگا"۔

پرسکا۔ "میں نے عبادت خانہ میں ایک عورت کو یوں کہتے سُنا تھا کہ وہ

شمعون ماہی گیر کے ہاں ٹھہرا ہُوا ہے۔ اُس کا مکان جھیل کے پاس ہے۔ اُس کا پتہ مجھے معلوم ہے۔"

جب وہ اُدھر کو جا رہے تھے تو اُنہیں راستے میں اور بھی بہت سے لوگ ملے بعض بیماروں کی چارپائیاں لئے ہُوئے جا رہے تھے بعض اندھوں کا ہاتھ پکڑے اور بعض لنگڑوں کو سنبھالے تھے۔ جُوں جُوں بھیڑ جمع ہوتی گئی۔ بیماروں کی ہائے ہائے اور آسیب زدہ لوگوں کے چیخنے چلانے اور بیمار بچّوں کے رونے کی آوازیں مل جُل کر ایک عجیب دردناک سماں پیدا کرتی گئیں۔

شمعون کا گھر جھیل کے پاس واقع تھا۔ یہ گھر اگرچہ ایک معمولی حیثیت کا معلوم ہوتا تھا۔ تو بھی خاصہ پُرآسائش دو منزلہ مکان تھا۔ گھر کے سامنے صحن کے بجائے ایک چھوٹا سا باغ تھا۔ جو سیڑھیوں کی مانند پانی کے کنارے تک چلا گیا تھا صحن میں بڑے بڑے انجیر کے درخت اپنا ٹھنڈا سایہ ڈال رہے تھے۔ پھُول اور سوسن اور طرح طرح کے دیگر پھُول کھِل رہے تھے جن کی خوشبُو سے دماغ معطّر ہُوا جاتا تھا۔ یہاں شمعون پطرس اپنی بیوی، ساس اپنے بھائی اندریاس کے ہمراہ سکُونت پذیر تھا۔ اور یسُوع بھی جب کبھی کفرنحوم میں آتا یہیں ٹھہرا کرتا تھا۔

اس سبت کی شام کو جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں سارے کنُبے کے لوگ اپنے عزیز القدر مہمان کے ساتھ ٹھنڈی ہوا میں باغ کے درمیان بیٹھے بات چیت کر رہے تھے۔ اُس دن اُستاد نے اُن کے واسطے بھی ایک بڑا کام کیا تھا کیونکہ پطرس کی ساس سخت بُخار میں مُبتلا تھی اور جب یسُوع کو عبادت خانہ سے واپس آنے پر یہ خبر ہُوئی تو اُس نے ہاتھ پکڑ کر اُسے اُٹھا بٹھایا اور فی الفور اُس کی تپ جاتی رہی اور اتنی طاقت آگئی کہ وہ اُٹھ کر اُن کی خدمت کرنے لگی۔

جب سب اس طور پر وہاں بیٹھے تھے اور یعقوب اور یُوحنا بھی ان کے ہمراہ تھے اور سب کے سب نہایت غور سے یسُوع کی باتیں سُن رہے تھے تو اتنے میں بہت سے شور و غوغا کی آواز سُنائی دینے لگی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگ روتے چلّاتے بھاگتے ہُوئے اُن کی طرف آ رہے ہیں۔ یہ سُن کر پطرس کی بیوی خوف زدہ ہو کر اُٹھی اور کہنے لگی "سُنو۔ یہ کیسی آوازیں آ رہی ہیں"۔

یُوحنّا "لوگ اُستاد کو ڈھونڈتے ہیں اور اپنے بیماروں کو اُس کے پاس لا رہے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ اُٹھا اور باغ کا دروازہ کھول کر باہر جھانکنے لگا۔ پطرس کے گھر کے پاس ایک کھُلا میدان تھا۔ لوگ اُس میں جمع ہو رہے تھے۔ یہاں اُنہوں نے اپنے بوجھ اُتارنے شروع کئے جو لوگ سب سے پہلے پہنچے وہ باغ کے دروازے کے بالکل قریب آ کر کھڑے ہُوئے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ "شفا بخشنے والا کہاں ہے۔ اب باہر آئیے"۔ کوئی کہتا تھا "یسُوع ابنِ داؤد ہم پر رحم کر"۔ کوئی کہتا تھا "اُستاد۔ ہماری التجا سُن۔ آپ باہر تشریف لائیے"۔ اِن آوازوں کے ساتھ بیماروں کے رونے چلّانے کا شور بھی مِلا ہُوا تھا۔ جن کی تکلیفیں اِس قدر فاصلے پر جلد جلد لائے جانے کے سبب اور بھی بڑھ گئی تھیں۔ اور اب اس تمام اندوہناک اور درد انگیز کشمکش کے درمیان اس الٰہی طبیب کی صُورت نظر آئی جس سے الٰہی محبت۔ ہمدردی اور ملائمت کا نُور چمک رہا تھا اور اُس کی چھت آنکھوں اور پھیلائے ہُوئے ہاتھوں سے پھُولوں کی خُوشبُو کی مانند شفا کا دریا جاری تھا۔ اور جب وہ مصیبت زدہ لوگوں کے درمیان حرکت کرتا کسی کو چھُوتا اور کسی پر ہاتھ رکھ کر بخشش اور سلامتی کے کلمات فرماتا تھا تو اُن کی چیخیں اور آہیں خوشی اور رہائی کے نعروں سے بدل جاتی تھیں۔ بہت لوگ شفا پا کر خوشی خوشی اپنے گھر کو

جا رہے تھے اور لوگ ہر طرف سے اُمڈے چلے آتے تھے کہ اتنے میں پرسکا اور ستفنس بھی اندھے کو ساتھ لئے اُس مقام پر آ پہنچے۔

ستفنس - بڑی خوشی سے۔ "وہ یہیں ہے۔ اور دیکھو اور بھی بہت سے لوگ شفا پانے کو یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اور کئی ایک تندرست ہو کر واپس جا رہے ہیں"۔

اتنے میں اندھے نے بھی اِس شور و غوغا میں لوگوں کی شکر گذاری سے خبر سن لیا اور اپنے ہمراہی سے اپنا ہاتھ چھڑا کر فی الفور دوڑتا اور ٹھیک اُس رخ پر جہاں یسوع کھڑا تھا جا پہنچا اور اُس کے سامنے دوزانو ہو کر اور اُس کے لباس کا دامن پکڑ کر چلایا "یسوع - میرے اُستاد - میں تیری منت کرتا ہوں مجھ پر رحم کر"۔

یسوع نے جواب دیا "کیا تو یقین کرتا ہے کہ میں یہ کر سکتا ہوں"؟ اس کے جواب میں اندھا اپنا منہ اوپر اُٹھا کر بولا "ہاں میں یقین کرتا ہوں"۔

یسوع نے اُس کی طرف نظر کی اور اُن اندھی آنکھوں کے پیچھے اُس کی روح کو بھی دیکھ لیا جو گناہ سے آلودہ - دُکھ تکلیف کی ماری اور محبت کی بھوکی سی ہو رہی تھی - اور اُس کی آنکھوں کو چھو کر فرمایا - "سلامت ہو جا"۔

اور اب وہ اندھا اندھا نہ رہا - اُس نے نظر کی اور اُس کی آنکھ سب سے پہلے اُسی صورت پر پڑی جو رحم اور کرم سے معمور تھی۔ تب اُس کی روح میں اپنے شفا دینے والے کے لئے ایک پُر زور محبت پیدا ہو گئی۔ وہ اُس کے حکم کے موافق اُٹھا اور چلا گیا - لیکن اُس کے حافظے کی لوح پر ایسی صورت نقش ہو گئی تھی جو اُس کے اپنے اور دوسرے کے بچے زمان اور ابدیت کے لئے برکتوں کے ایک دائمی چشمے کا کام دیتی تھی۔

ساتواں باب

سربمہر لفافہ

صبح کا وقت ہے - آفتاب کی روشنی کانُفا کے محل کی جالیدار کھڑکی میں سے داخل ہو کر ایک کمرے کے سامان کو نمودار کرتی ہے جو اُس زمانے کے دستور کے موافق نہایت عمدہ طور سے سجا ہوا تھا - کمرے کی تین طرف دیوار کے ساتھ ساتھ نہایت مکلّف فرش بچھا ہوا تھا - چوتھی طرف کھلی تھی اور وہاں رنگارنگ کے سنگ مرمر کے ستونوں کے درمیان سے برآمدہ نظر آتا تھا - فرش پر بڑے بڑے قالین بچھے تھے - دیواروں پر پردے لٹک رہے تھے - کہیں کہیں چھوٹی چھوٹی چوکیاں اور میزیں لگی تھیں - جن پر عمدہ عمدہ پھولوں سے آراستہ گلدستے اور آرائش کی بیش قیمت چیزیں قرینے سے سجی ہوئی تھیں - غرض کہ کمرے کی اندرونی حالت سے دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی بڑے صاحب دولت - مہذب اور سلیقہ شعار آدمی کا مکان ہے۔

اس صبح کو جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس کمرے میں فقط حنّا، کائفا کی زوجہ تن تنہا رونق افروز تھی - سالہا سال کے رنج و غم کے آثار اُس کے چہرے سے نمایاں تھے - سر کے بال سفید ہو چلے تھے - پیشانی پر جھریاں پڑ گئی تھیں لیکن اُس کی آنکھوں میں وہی چمک دمک باقی تھی - اور اُس کا جسم ایامِ جوانی کی مانند اب بھی بالکل سڈول اور پُر نزاکت معلوم ہوتا تھا۔

وہ قالین پر تکیہ لگائے کشیدہ ہاتھ میں لئے بیٹھی تھی - وہاں سے وہ باغ کے لہلہاتے درختوں اور خوبصورت پھولوں کو نسیم سحری کے جھونکوں سے

جھومتے ہُوئے دیکھ کر قُدرت کے نظاروں کا لُطف بھی اُٹھا سکتی تھی۔ فواروں کے گِرنے کی آواز۔ جانوروں کے چہچہوں سے مِل کر کانوں کو نہایت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ ہر طرف خاموشی اور اطمینان نظر آتا تھا۔ اور خاتون کے چہرے سے بھی جب وہ طلائی کپڑے پر چکن دوزی کرنے میں مشغول تھی اطمینان اور سکون ٹپکتا تھا۔

ٹھیک اُسی وقت کسی کے پاؤں کی آہٹ سُنائی دی۔ حنّا نے جب نظر اوپر اُٹھائی تو ایک دراز قد شخص کو دروازے پر کھڑے دیکھا جو نہایت محبت کے لہجہ میں اُس سے مخاطب ہُوا۔ اس کی آواز سُن کر وہ خاتون اپنی جگہ سے اُٹھی اور چکن وغیرہ کا سامان الگ رکھ کر خوشی خوشی اُس سے ملنے کو آگے بڑھی۔ اور کہنے لگی "تم تو بہت جلد آ گئے۔ میں تو سمجھتی تھی کہ شام سے پہلے نہ آسکو گے"۔

کائفا: "ہاں۔ ہم چاندنی چاندنی میں چل پڑے۔ کیونکہ وہ وقت دن کی نسبت زیادہ دل پسند معلوم ہوتا تھا۔ کیا گھر میں سب خیر ہے؟ پیاری حنّا۔ تمہارا کیا حال ہے"؟

حنّا: "سب خیر ہے۔ بتاؤ۔ ہمارے کُفر نجوم کے رشتہ داروں کا کیا حال ہے"؟

کائفا: "سب بخیر و عافیت ہیں (پھر ذرا چیں بجبیں ہو کر) لیکن یاٹرز عام گلیلیوں کی طرح اُس یسُوع کے پیچھے عجب دیوانہ ہو رہا ہے۔ اور یقین کرتا ہے کہ وہ مسیح ہے۔ مگر یہ بات تو بالکل کُفر ہے اور کُتب مقدسہ کے خلاف ہے"۔

حنّا: "لیکن کیا سچ مچ وہ معجزے جن کا تم نے ذکر سُنا اُس شخص سے

سرزد ہُوئے"؟

کائفا۔ (حقارت آمیز انداز سے) "ان گلیلی گنواروں کی زبان سے تو اتنی بے شمار عجیب و غریب باتیں سُننے میں آتی ہیں کہ اُن کی کچھ حد نہیں۔ کاش کہ یہ معاملہ صرف معجزوں پر ہی محدود رہتا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اُس آدمی کی تعلیم ایسی خوفناک ہے کہ ——— (اور یہ کہہ کر وہ رُک گیا) لیکن تمہیں ان باتوں سے کیا؟ میں اُن کے روکنے کا بندوبست کر رہا ہُوں۔ لیکن اب میں چاہتا ہُوں کہ سب سے پہلے اس سفر کے گرد و غبار سے خلاصی پاؤں۔ اور پیاری حنّا۔ ذرا نوکروں کو حُکم دو کہ میرے واسطے کچھ کھانا تیار کریں کیونکہ میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا لیکن ذرا ٹھہرو (اور وہ اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا)۔ یاٹرس کی بیوی نے تمہارے لئے ایک چٹھی بھیجی ہے"۔ اور یہ کہہ کر اُس نے ایک سربمہر لفافہ حنّا کے حوالہ کیا۔ اور پھر جلد جلد قدم اُٹھا کر باہر نکل گیا۔

حنّا چٹھی کو دیکھ کر بہت خوش ہُوئی۔ لیکن ابھی اُس نے مُہر کو نہ توڑا۔ کیونکہ سب سے پہلے اُس کو اپنے خاوند کے آرام کی فکر تھی جب وہ نوکروں کو مناسب حُکم دے چکی تو برآمدے سے نِکل کر سنگ مرمر کے زینوں سے اُترتی ہُوئی باغ میں چلی گئی اور یہاں ایک فوّارے کے پاس بیٹھ کر اُس نے لفافے کی مُہریں توڑیں اور چٹھی کو کھول کر پڑھنے لگی۔ اُس میں یہ لکھا تھا۔

"از جانب سرہ زوجۂ یاٹرس۔ بخدمت حنّا ہمشیرۂ من۔ خُداوند کا فضل تُم پر ہو۔ ہم سب کو آپ کے شوہر کائفا بیت المقدس کے سردار کاہن کی تشریف آوری سے نہایت خوشی ہُوئی۔ خاص کر یہ سُن کر بھی ہم نہایت مسرور ہُوئے کہ آپ اپنے خاندان سمیت بخیریت ہیں اور ہمارے باپ کے گھر میں بھی خیر ہے۔ اگرچہ یہ شہر نہایت خوبصورت ہے اور اپنا گھر بار بھی

مجھے بہت بھاتا ہے تو بھی سچ پوچھو تو میرا دل اکثر جوانی کے زمانہ کی چیزوں کو بہت چاہتا ہے۔ اکثر جی میں آتا ہے کہ یروشلیم کو آؤں اور اپنے پیارے رشتہ داروں اور دوستوں کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں۔ آج کل کئی ایک باتیں ایسی واقع ہوئی ہیں کہ اُن کا ذکر بچے بچے کی زبان پہ ہے۔ کیونکہ یسوع ناصری جو بڑے بڑے معجزے دکھاتا اور نئی نئی اور عجیب عجیب باتوں کی تعلیم دیتا ہے۔ آج کل یہاں ہے۔ میرا شوہر بارس بھی جو تم جانتی ہو ایک بہت باخدا آدمی ہے اور خدا کی نظر میں پاک اور مقبول ہے۔ یقین کرتا ہے کہ یہ وہ مسیح ہے جس کی پیشین گوئی پاک نوشتوں میں درج ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ اس معاملے میں میرے شوہر اور بزرگ کائفا کے درمیان تکرار ہو گئی اور سخت کلامی تک نوبت پہنچی۔ خود میں نے بھی اپنی آنکھوں سے یہ سب عجیب باتیں دیکھی ہیں۔ جس سے میرا دل حیرت اور تعجب سے بھر گیا ہے۔ کیونکہ دیکھو۔ لنگڑے چلتے ہیں۔ بہرے سُنتے ہیں اور ہر طرح کے بیمار اُس کے ہاتھ سے شفا پاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اُس نے بہت سے آدمیوں میں سے دیو نکالے اور خود دیو بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ خدا کا قدوس ہے۔"

"پیاری حنا اُس کی صورت نہایت دل پسند ہے۔" اور اُس کی ذات میں کچھ ایسی پوشیدہ اور عجیب تاثیر ہے کہ جونہی اُس پر نظر پڑتی ہے۔ دل خود بخود اُس کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ ہماری چھوٹی لڑکی رُوت بھی جب سے اُس نے اُسے عبادت خانہ میں دیکھا اور اُس کی باتیں سُنیں ہر وقت اُسی کا ذکر کرتی رہتی ہے۔ بلکہ کئی دفعہ مجھ سے کہہ چکی ہے کہ چلو اُس کی ملاقات کو چلیں۔ لیکن اب تک مجھے جانے کا موقعہ نہیں ملا۔ کیونکہ ہر وقت اُس کے پاس بہت سے لوگوں کا مجمع رہتا ہے۔ اور ایسے موقع پر جانا حنا کی بیٹی کی

شان کے خلاف ہے۔ تاہم جہاں کہیں موقعہ ملا میں اُس کی باتوں کو سُنتی رہی ہوں۔ اور کچھ کچھ اُس کی تعلیم کو بھی سمجھنے لگ گئی ہوں۔ وہ اکثر کہانیوں یا تمثیلوں کے ذریعے تعلیم دیتا ہے اور اُس کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ سب لوگ خدا کی طرف جو ہم سب کا باپ ہے پھریں۔ وہ اپنے آپ کو کبھی ابن اللہ اور کبھی ابن آدم کے نام سے ظاہر کرتا ہے۔ اور دعوے کرتا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے تاکہ گنہگاروں کو توبہ کی طرف مائل کرے۔ یہ افواہ ہے کہ وہ جب سامریہ میں سے گذر رہا تھا تو وہاں بھی اُس نے سامری قوم کی ایک عورت سے نجات کی بابت گفتگو کرنے سے پرہیز نہ کیا۔ جیسا کہ تمہیں معلوم ہے ہمارے ربیوں میں سے کوئی بھی ایسا کرنا پسند نہ کرتا کیونکہ درحقیقت سامری لوگ سچے مومنین میں سے نہیں ہیں۔"

"ایک اور عجیب بات اُس شخص میں یہ ہے کہ اُس نے اپنے پیرو ادنے طبقہ کے لوگوں میں سے چُنے ہیں جن میں سے کئی ایک کفرنحوم کے رہنے والے ماہی گیر ہیں۔ پیاری بہن۔ میں ٹھیک ٹھیک نہیں بیان کر سکتی کہ کن وجوہ کی بنیاد پر ہمارے دل اس بات پر مائل ہیں کہ یہی شخص مسیح ہے۔ لیکن اگر وہ یروشلیم کو آئے تو تمہیں ضرور کسی نہ کسی بہانے سے اُس کی ملاقات کرنی چاہئے۔ اور تب یہ بات خود بخود تمہاری سمجھ میں آجائیگی۔"

"میرے شوہر اور ننھی رُوت کی طرف سے تمہیں بہت بہت سلام پہنچے۔ ہمیں اُمید ہے کہ بہت جلد تمہاری ملاقات ہوگی کیونکہ عید بہت دُور نہیں ہے۔ اور ہم اس موقعہ پر یروشلیم کو آنے کی اُمید کرتے ہیں۔ اے پیاری بہن۔ تم دیکھتی ہو۔ میں نے کتنی لمبی چٹھی اپنے ہاتھ سے تمہیں

لکھی ہے۔ میری طرف سے ابا جان۔ بھائیوں اور گھر کے دوسرے لوگوں کی خدمت میں بہت بہت سلام پہنچا دینا۔ ابراہیم کا خدا تم کو اور تمہارے متعلقین کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ خدا حافظ"۔

جب حنا اس خط کو پڑھ چکی تو اس نے دیکھا کہ کوئی شخص اُس کے پاس کھڑا ہوا اُس سے ہم کلام ہونے کا منتظر ہے۔ جب اُس نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا تو پہچان لیا کہ وہ ملکوس ہے جو اُس کے شوہر کے خاص خدمتگاروں میں سے تھا۔ اُس نے نہایت ادب سے جھک کر سلام کیا اور یُوں عرض کی:۔

"میرے خداوند نے حضور کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا ہے کہ ضروری کاروبار کے سبب وہ شام کے کھانے سے پہلے گھر میں نہیں پہنچینگے"۔

وہ آدمی یہ پیغام پہنچا کر جانے کو تھا کہ حنا نے اُسے ٹھہرا لیا اور کہنے لگی:۔

"ذرا ٹھہرو۔ تم آقا سے کہدو۔ بہت بہتر۔ شام کا کھانا اندرونی محل کے باغیچے میں چُنا جائیگا۔ میں وہیں اُن کا انتظار کرونگی"۔

اس کے بعد بھی وہ آدمی ذرا ٹھہرا رہا اور تب حنا شفقت کی نگاہ سے اُس کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ کیونکہ وہ پُرانا اور قابل اعتبار نوکر تھا۔ "ملکوس کیا۔ کفرنحوم کا سفر آرام سے کٹا"؟

ملکوس۔ "ہاں حضور! اور پھر ذرا تامل کرنے کے بعد) مجھے وہاں ایک آدمی ملا جو پہلے یروشلیم میں رہتا تھا۔ وہ بہت سالوں سے جھولے کے مرض میں گرفتار تھا۔ اور جب میں نے پچھلی دفعہ اُسے دیکھا تو اُسے بستر پر

پڑے دس سال سے زیادہ ہو گئے تھے۔ اب وہ کفرنحوم کی گلیوں میں بالکل تندرست چلتا پھرتا تھا۔ پہلے تو میں نے سمجھا کہ میری آنکھوں نے دھوکا کھایا ہے۔ لیکن جب میں اُس سے ہمکلام ہوا تو میں نے معلوم کیا کہ یہ وُہی آدمی ہے۔ اُس کا نام الیفاز ہے۔ اور پہلے زمانے میں جب وہ ابھی اس مرض میں گرفتار نہ ہوا تھا۔ بزرگ حنا کے ہاں ملازم تھا"۔

حنا۔ (توجہ سے) "ملکوس۔ اُس کی صحتیابی کس طرح وقوع میں آئی"؟

ملکوس۔ "حضور میں نے اُس سے دریافت کیا تو وہ کہنے لگا کہ ایک شخص یسوع ناصری نے جو گلیل میں ہے مجھے شہر کے دروازے کے باہر چٹائی پر لیٹے دیکھا اور حکم دیا کہ اُٹھ اور اپنا بستر اُٹھا کر گھر کو چلا جا۔ اور اُس نے فوراً اُس کے حکم کی تعمیل کی۔ یہ نہایت عجیب بات تھی اور اس کے بعد میں نے خود اُس شخص کو بھی دیکھا جس کے ہاتھ سے یہ معجزہ سرزد ہوا"۔

حنا۔ "کیا تم نے اپنی آنکھوں سے اُسے کسی کو شفا بخشتے دیکھا تھا۔

ملکوس۔ "نہیں اُس وقت وہ لوگوں کو ایک کہانی سُنا رہا تھا۔ بہت پُرلطف کہانی تھی۔ جسے ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ وہاں بہت سے بچے موجود تھے اور وہ بھی سمجھدار آدمیوں کی طرح چُپ چاپ توجہ سے اُس کی باتوں کو سُن رہے تھے۔ میرا دل تو چاہتا تھا کہ اُس کی اور بھی باتیں سُنوں لیکن میں اُس وقت اپنے آقا کا پیغام ایک بزرگ ربی کی طرف لے جا رہا تھا۔ اس لئے ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا"۔

حنا کا دل تو چاہتا تھا کہ اُس سے اور بھی بہت سی باتیں دریافت کرے لیکن اُس نے اپنے ارادے کو روک لیا اور دو چار تعریف کے کلمے کہہ کر اُسے رُخصت کر دیا۔

اسی اثناء میں کائفا سردار کاہن اپنے دیوان خانہ میں ایک ضروری کام میں مصروف تھا۔ یروشلیم پہنچتے ہی اُس نے یہودیوں کے صاحب اقتدار اشخاص کو یہ کہلا بھیجا تھا کہ فلاں وقت اُس کے محل میں سب کے سب جمع ہو جائیں اور لوگ دیوان خانے میں جو اس غرض کے واسطے مقرر تھا جمع ہو رہے تھے۔

جب سب جمع ہو چکے تو ملکوس نے اپنے آقا کو اس امر کی اطلاع دی۔ تب وہ بڑے رُعب کے ساتھ دیوان خانے میں داخل ہوا۔ سوائے ایک شخص کے سب کے سب اُس کے استقبال کو کھڑے ہو گئے اور اُس شخص کو خود کائفا نے جُھک کر سلام کیا اور یوں مخاطب ہوا:۔

"جناب قبلہ و کعبہ۔ میرا آداب قبول ہو۔ مَیں نہایت خوش ہُوا کہ آپ آج یہاں رونق افروز ہیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ آپ حکمت اور تجربے سے اس معاملے میں ہماری ہدایت و رہنمائی کر سکیں گے"۔

یہ شخص جس کو سردار کاہن نے سلام کیا صُورت سے نہایت معزز اور محترم معلوم ہوتا تھا۔ اُس کی سفید ڈاڑھی اُس کے سینے پر پڑ رہی تھی اور اُس کے سفید عمامے کے نیچے اُس کی آنکھوں سے تیز فہمی اور دانائی ٹپکتی تھی لیکن باوجود اس تمکنت اور اقتدار کے جب اُس کی صُورت پر نہایت غور سے نظر کی جائے تو اُس سے مکر و حیلہ اور بے رحمی کے آثار نمایاں تھے۔

اُس نے بڑے اخلاق سے کائفا کے سلام کا جواب دیا اور جب وہ اپنی کُرسی پر بیٹھ گیا تو اُس سے یُوں مخاطب ہوا "میرے فرزند۔ تم نے آج ہمیں دعوت دی ہے کہ گلیل کے سفر کے نتیجے سے ہم کو مطلع کرو۔ اچھا بتاؤ۔ اب تم اس موضوع کی بابت کیا خیال کرتے ہو؟"

کائفا "مَیں نے دریافت کیا کہ جو خبر ہم کو گلیل کی شورش کی بابت ملی تھی اُس میں مطلق مبالغہ نہ تھا۔ بلکہ ہمیں اِس بات کا کہ اُس شخص نے وہاں کے لوگوں کو کس قدر بھڑکا رکھا ہے کچھ بھی گمان نہ تھا۔ وہ نہ صرف شہر کے گلی کُوچہ اور اِدھر اُدھر کے علاقے میں بلکہ ربیوں کے طور پر عبادت خانوں میں داخل ہو کر بھی تعلیم دیتا ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ اُس نے بہت سے معجزے بھی دکھلائے ہیں۔ مگر اس کی بابت مَیں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ مَیں نے اپنی آنکھوں سے کچھ نہیں دیکھا۔ اور جو کچھ مَیں نے سُنا چنداں اعتبار کے قابل نہیں۔ عام لوگوں کی سریع الاعتقادی مشہور ہے خصوصاً گلیل کے لوگ تو بالکل جاہل ہیں۔ اِس قسم کے معاملوں میں اُن کی باتوں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا"۔

حاضرین میں سے ایک "لیکن کیا یہ سچ نہیں کہ خود یروشلیم میں بھی اُس یسُوع نے کئی ایک بیماروں کو شفا بخشی تھی"؟

کائفا "ہاں صاحب۔ کہتے ہیں کہ اُس نے ایسا کیا تھا۔ لیکن ہمارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟ اگر یہ کرامتیں شہر کے معزز لوگوں کے سامنے واقع ہوتیں تو ہم اُن پر کچھ توجہ کر سکتے۔ لیکن جیسا آپ کو معلوم ہے جو لوگ اس بات کے دعویدار ہیں وہ عموماً مفلس گداگر ہیں۔ سو ایسے لوگوں کی باتوں کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟ لیکن اِس وقت ہمیں اِس بات سے کچھ بحث نہیں کہ اُس نے لوگوں کو شفا بخشی ہے یا نہیں۔ اگر وہ چاہے تو ہماری طرف سے سارے مُلک کے گداؤں کو اچھا کر دے ہمارا اس سے کچھ نقصان نہیں لیکن ہم فقط اُس کے دعوؤں پر غور کرنا چاہتے ہیں۔ مَیں تمہیں صاف صاف کہتا ہُوں کہ یہ شخص مسیح ہونے کا مدعی ہے اور اس سے

عوام الناس میں سے غالباً بہت سے لوگ اُس کے پیچھے ہولینگے"۔

حنّا - (بات کاٹ کر) "مگر یہ سراسر کفر ہے۔ میں جوانی سے لے کر آج تک انبیا کا مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ مگر مجھے اِس قسم کے آدمی کی نسبت کوئی ثبوت نہیں ملی۔ مسیح ایک صاحبِ قدرت بادشاہ ہوگا۔ وہ یہوواہ کی برگزیدہ قوم کو اُس کے دشمنوں کے ہاتھ سے رہائی بخشیگا اور یروشلیم میں اپنا تخت قائم کر کے قدرت و اقبال کے ساتھ سلطنت کریگا۔ اس کے علاوہ انبیا یہ بھی ثبوت کرتے ہیں کہ یہ بادشاہ داؤد کی نسل سے ہوگا اور یہودیہ کا بیت لحم اُس کی جائے ولادت ہوگا لیکن یہ آدمی ناصرت کا رہنے والا ہے"۔

دوسرا - "اگر یہ آدمی مسیح ہوتا تو ضرور پہلے قادرِ مطلق کے کاہنوں کے ساتھ اتحاد پیدا کرتا"۔

کائفا - (چیں بجبیں ہوکر) "اتحاد پیدا کرنا تو رہا ایک طرف میں نے سُنا ہے کہ وہ شریعت اور کلیسیا کے دستوروں بلکہ فریسیوں اور فقیہوں کا ذکر بھی حقارت سے کرتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ ہماری رسوم کی پابندی نہیں کرتا اور بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھاتا ہے۔ اور محصول لینے والوں اور گنہگاروں سے ملتا جلتا ہے بلکہ اُن کے گھروں میں جا کر کھاتا پیتا ہے۔ میری صلاح یہ ہے کہ ہم چند ایک دانا اور ہوشیار ربیوں کو مقرر کریں کہ وہ ہمیشہ اُس آدمی کی اچھی طرح نگرانی کرتے رہیں اور اُس کے کاموں کی خبر ہم کو دیا کریں۔ کیونکہ اگر اُس آدمی کو اس قسم کی تعلیم سے روکا نہ جائے تو مجھے خوف ہے کہ کہانت اور خُدا کی شریعت درہم برہم ہو جائے گی"۔

حنّا - "اے قادرِ مطلق کے خادم۔ تو حکمت کی بات بولتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنے بزرگوں کے دین کی حفاظت کریں اور اس میں کسی طرح کی ملاوٹ نہ ہونے

دیں۔ اگر یہ آدمی کفر بولتا ہے تو موت کا سزاوار ہے یہی ہماری شریعت کا فتویٰ ہے تاہم ہمیں اس معاملے میں بڑی احتیاط سے اور پوشیدہ طور پر کام کرنا چاہیئے تاکہ لوگوں میں ناراضگی پیدا نہ ہو"۔

اس بات پر سب نے خوشی کا اظہار کیا اور تب اس امر پر بحث شروع ہوئی کہ کونسی تدابیر اور وسائل کو کام میں لایا جائے۔ آخر یہ قرار پایا کہ بعض دانا اور ہوشیار آدمی گلیل کو بھیجے جائیں تاکہ یسوع کے اقوال و افعال کو تاکتے رہیں اور اُس کے برخلاف کافی ثبوت بہم پہنچائیں جس سے اُس پر قتل کا فتویٰ صادر کرنا ممکن ہو۔

آٹھواں باب

ساحلِ جھیل کی سیر

"پیارے ستفنس۔ یہ بہت عجیب کہانی ہے لیکن مجھے خواہ مخواہ اسے ماننا ہی پڑتا ہے۔ کیونکہ تو صحیح و سالم میری آنکھوں کے سامنے کھڑا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں خواب نہیں دیکھ رہا"۔

یہ الفاظ طیطس کی زبان سے نکلے اور آخری فقرہ کہتے وقت اُس نے زور سے اپنے جسم کو ہلایا گویا کہ وہ اپنے دل کو یقین دلانا چاہتا ہے کہ وہ سچ مچ جاگتا ہے اور جو کچھ اُس کی نظروں کے سامنے ہے سو خواب و خیال نہیں۔

دونوں لڑکے آہستہ آہستہ جھیل کے کنارے ٹہل رہے تھے کبھی کبھی

لڑکوں کی طرح ٹھہر ٹھہر کر جھیل میں پتھر پھینکتے تھے اور پھر پانی کے حلقوں کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے ستفنس نے یسوع سے ملنے اور گوگو اور اپنے شفا پانے کا قصہ بیان کیا تھا اور اب وہ اُس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"اور تم نے ابھی تک اُسے نہیں دیکھا۔ نہیں نہیں جب وہ پھر کفرنحوم کو آئے تو تمہیں ضرور جاکر اُس کی زیارت کرنی چاہیئے۔ اے طیطس۔ میں بیان نہیں کر سکتا کہ مجھے اُس سے کس قدر محبت ہے۔ ہاں۔ دُنیا بھر میں اور کوئی ایسا نہیں جس کے ساتھ مجھے اُس سے بڑھ کر محبت ہو"۔

طیطس۔ (متعجب ہو کر) "ارے۔ کیا اماں سے بھی بڑھ کر"؟

ستفنس۔ "ہاں اماں سے بھی بڑھ کر لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی یاد رکھو کہ اب میرے دل میں اماں کی اور تمہاری محبت پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ وہ سب سے محبت کرتا ہے۔ کاشکہ تو اُس رات اُس کی صُورت دیکھتا جب اُس نے بہت سے بیماروں کو اچھا کیا۔ مجھے تو اُس کی طرف نظر کرتے خوف سا معلوم ہوتا تھا تو بھی دل یہی چاہتا تھا کہ ٹکٹکی لگائے اُسی کی پیاری صُورت دیکھتا رہُوں کیونکہ اُس کے چہرے پر ایک قسم کا نُور چمک رہا تھا جو آفتاب کی روشنی کی مانند تھا تو بھی کچھ اور کا اور معلوم ہوتا تھا۔ اور جب وہ اندھے سے ہمکلام ہُوا اور فرمایا کہ سلامت جا تو میرے دل میں کوئی غیبی آواز کہتی تھی کہ یہ اندھا ضرور دیکھنے لگیگا۔ بھلا اُس چہرے کے جلال کے سامنے کون اندھا رہ سکتا ہے؟ (ذرا تامل کے بعد) تم جانتے ہو کہ ہمارا کوئی دین نہیں اماں ایک دفعہ کہتی تھی کہ وہ یہودی نسل سے ہے لیکن میں نے اُسے ایک مرتبہ کے سوا کبھی عبادت خانہ جاتے نہیں دیکھا۔ اور یہ بھی اُس وقت جب وہ بیماروں کا شافی وہاں آیا تھا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اُس آسمانی باپ کی بابت جس کا وہ

ذکر کرتا ہے کچھ اور بھی معلوم کروں۔ البتہ ایک بات جانتا ہُوں کہ میں برابر اُس کے پیچھے پیچھے جاؤنگا اور اُس کے کلام کو توجہ سے سنُونگا۔ اور شاید میں جلد اس بات کو دریافت کرونگا"۔

طیطس۔ "کیا تو شفا پانے کے بعد کبھی اُس شخص سے ہمکلام ہُوا ہے"؟

ستفنس۔ "نہیں۔ اُس کے گرد ہمیشہ ایسی بھیڑ لگی رہتی ہے اور اس قدر آدمی اُس سے ہم کلام ہونا چاہتے ہیں کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اُسے کھانا کھانے کی بھی فرصت ہوتی ہے یا نہیں۔ لیکن جب تک وہ کفرنحوم میں رہا میں ہر روز اُس کے پیچھے پیچھے پھرتا رہا۔ اور چند روز ہُوئے جب وہ گردونواح کے دیہاتوں کو دیکھنے کے لئے گیا تو میں بھی کچھ دُور تک اُس کے ساتھ گیا۔ مگر مجھے خیال تھا کہ اگر میں شام تک نہ لوٹا تو اماں میرے لئے فکرمند ہوگی طیطس مجھے یقین ہے کہ اماں کو ضرور کوئی نہ کوئی تکلیف ہے کیونکہ میں اکثر اُسے زار زار روتے دیکھتا ہُوں جس سے مجھے اُس کی نسبت سخت خوف پیدا ہوتا ہے۔ لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ اس تکلیف کی کیا وجہ ہے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہُوں کہ بہت دنوں سے ابا گھر میں نہیں آئے اور اب میں بھی بالکل تندرست ہُوں"۔

طیطس۔ "کیا تم نے کبھی اماں سے دریافت بھی کیا کہ اُسے کس بات کا رنج ہے"؟

ستفنس۔ "ہاں بہت دفعہ۔ مگر وہ فقط یہی کہہ کر ٹال دیتی ہے کہ بیٹا تم اِس معاملے میں میری کچھ مدد نہیں کر سکتے۔ اِس لئے تمہیں بتانے سے کیا فائدہ! طیطس۔ کیا تم بھی اُس سے پُوچھو گے؟ شاید تمہیں بتا دے"۔

طیطس۔ "شاید"۔

ستفنس :- "اور اب مجھے بتا کہ تم ان دنوں کیا کچھ کرتے رہے ہو؟ اور کہاں کہاں کی سیر کی ہے؟ آؤ۔ ذرا اس درخت کے سائے میں بیٹھ جائیں کیونکہ دھوپ تیز ہوتی جاتی ہے"۔

یہ کہہ کر وہ انجیر کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا طیطس اُس کے پاس بیٹھ گیا۔ اور سوسن کی ایک ٹہنی توڑ کر جو پاس ہی کھڑی تھی اُسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگا اور پنکھڑیاں زمین پر مینہ کی طرح گرنے لگیں۔

ستفنس :- (ہاتھ پھیلا کر گویا پھولوں کو بچانا چاہتا ہے) "طیطس اگر تم اُستاد کو سوسنوں کا ذکر کرتے سُنتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے"۔

طیطس :- (بے توجہی سے) "اور اُس نے سوسنوں کی بابت کیا کہا تھا؟"

ستفنس :- "اُس نے کہا تھا کہ آسمانی باپ نے انہیں بھی بنایا ہے اور جب وہ سوسنوں کی ایسی پرواکرتا ہے اور انہیں ایسا خوبصورت بناتا ہے تو یقیناً وہ اپنی مخلوقات کی جسے اُس نے خلق کیا ہے ایسی ہی پروا کریگا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ لوگوں کو اُس آسمانی باپ کی بابت تعلیم دُوں جو نہایت بزرگ اور قادر ہے۔ اور سب سے محبت رکھتا ہے"۔

طیطس :- (بے قراری سے) "اوہ" (اور اُس نے ٹہنی کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا)

ستفنس :- (نرمی سے اُس کا ہاتھ پکڑ کر) "پیارے طیطس۔ کیا ہوا؟ تمہاری حالت کچھ متغیر سی معلوم ہوتی ہے۔ خیر اب آؤ۔ مجھے بتاؤ تو سہی تم کہاں گئے تھے اور ان دنوں کیا کچھ کرتے رہے"؟

طیطس :- (جھیل کی طرف نظر کر کے) "یہ کہانی تمہارے سُننے کے لائق نہیں۔ بھلا تم ایسے بدمعاشوں سے کیا اُمید کر سکتے ہو؟ تم نے اُس رات ان کی باتیں سُنی تھیں۔ مجھے مجبوراً بہت سے ایسے کام کرنے پڑے جو میں

تمہیں ہرگز نہ بتاؤنگا نہیں۔ بلکہ اگر میں بتاؤں بھی تو میری زبان سُوکھ کر کانٹا ہو جائیگی۔ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ مجھے دماکوس اور اُس کے ہمراہیوں سے سخت نفرت ہے۔ وہ شیطان مجسّم ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ میں بھی اُن کا سا بن جاؤں۔ جب تم مجھ سے ایسے بھولے بھالے طریق سے اس بڑے بزرگ شافی کا ذکر کرتے ہو تو میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے دل میں کیا کچھ گذرتا ہے۔ وہ تو لنگڑوں۔ بیماروں اور لاچاروں کو شفا بخشتا ہے لیکن ہم برخلاف اس کے لُوٹنے۔ زخمی کرنے بلکہ قتل کرنے میں لگے رہتے ہیں"۔

یہ کہہ کر اُس نے اپنے ہاتھوں میں مُنہ چھپا لیا اور چلا چلا کر رونا شروع کیا۔ ستفنس چُپ چاپ بیٹھا اُس کی حالت دیکھتا رہا۔ اُس کی صُورت افسُردگی چھا گئی۔ لیکن آخر کار اُس نے اپنا ہاتھ پھیلا کر طیطس کے سر پر رکھا اور کہنے لگا۔ "پیارے طیطس۔ میں جانتا ہوں کہ تم اپنی مرضی سے ہرگز ایسے کام نہیں کرو گے۔ تم اماں اور مجھ سے ہمیشہ نہایت ملائمت سے پیش آتے ہو۔ جب میں بیمار تھا تو میں نہیں کہہ سکتا کہ اگر تمہاری مدد نہ ہوتی۔ تو کس طرح اِس بیماری کو برداشت کر سکتا۔ تم مجھے اپنی گود میں اُٹھا لے جاتے اور میرا غم غلط کرنے کے لئے مجھے مزیدار کہانیاں اور گیت گا گا کر سُنایا کرتے تھے۔ تم تو پیارے طیطس۔ بڑے اچھے آدمی ہو اور آئیندہ ان بدمعاشوں کے ساتھ مت جایا کرو۔ بلکہ میرے اور اماں کے ہمراہ رہا کرو۔ مجھے یقین ہے کہ پھر سب معاملہ ٹھیک رہیگا"۔

طیطس اب رونا دھونا چھوڑ کر ذرا سنبھل بیٹھا۔ اور اپنا مُنہ پھیر کر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں یُوں کہنے لگا "پیارے ستفنس۔ میں نیک نہیں ہوں لیکن تیری نیکی اس قدر ہے کہ ہم دونو کے لئے بس ہو سکتی ہے۔ چلو ذرا آگے چلیں"۔

ستفنس ۔ (جلدی سے اُٹھ کر) "ہاں چلو۔ شاید ہم اُس شخص سے دوچار ہوں جس کا ذکر مَیں ابھی تم سے کرتا تھا۔ ایک ہفتہ ہُوا جب وہ جھیل کے گرد اگرد چکر لگانے کے لئے روانہ ہُوا تھا کیونکہ ایک ماہی گیر نے جو ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتا ہے مجھے اس امر کی خبر دی تھی"۔

طبیطس ۔ (وفورِ شوق سے) "یہ کون سے ماہی گیر ہیں"؟

ستفنس ۔ "ان میں سے ایک کا نام شمعون ہے۔ پھر اُس کا بھائی اندریاس نیز دو اور ہیں۔ یعقوب اور یُوحنّا جو زبدی کے بیٹے ہیں۔ کیا تم انہیں جانتے ہو"؟

طبیطس ۔ "ہاں۔ مَیں اُنہیں جانتا ہوں۔ مَیں نے اُنہیں اکثر جھیل پر مچھلی پکڑتے دیکھا ہے۔ اور ایک دفعہ اُن میں سے ایک گھاٹ پر مجھ سے بڑی محبت سے ہم کلام ہُوا تھا"۔

ستفنس ۔ "لیکن اب اُنہوں نے مچھلی پکڑنا ترک کر دیا۔ اور سب کچھ چھوڑ کر اُس کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ مَیں نے لوگوں کو اس بات کا ذکر کرتے سُنا تھا بلکہ ایک دفعہ بھیڑ میں سے ایک ربّی بھی بول اُٹھا تھا کہ لوگو۔ یہ شخص عجیب قسم کے شاگرد چُنتا ہے۔ تم انہیں دیکھتے ہو۔ لیکن لوگوں نے اُس کی بات پر کچھ توجہ نہ کی۔ کیونکہ وہ بالکل اپنی دلچسپی کی باتوں کے ذکر اذکار میں مست ہو رہے تھے"۔

طبیطس ۔ (ہنس کر) "تو ربیوں کے دل میں اُس کی کچھ محبت نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ریاکار لوگ اپنی تعلیم کو بچانے کی فکر میں ہو گئے ہیں۔ مَیں نے اکثر اُنہیں منڈیلوں میں کھڑے اپنی لمبی لمبی دُعائیں گنگناتے سُنا ہے۔ اور اگر کبھی مجھ جیسا کوئی آدمی پاس سے گزر جائے تو اپنے کپڑے اکٹھے کرنے لگ جاتے ہیں کہ کہیں اُس کی چھُوت سے ناپاک نہ ہو جائیں۔ لیکن سامنے یہ بھیڑ کیسی ہے؟ دیکھو لوگ ہر طرف سے دوڑے چلے آتے ہیں۔ ذرا جلد قدم اُٹھاؤ کہ ہم بھی چل

کر دیکھیں"۔

یہ کہہ کر طبیطس نے دوڑنا شروع کیا۔ ستفنس بھی اُس کے پیچھے ہو لیا۔

طبیطس ۔ (ایک آدمی سے جو گردن اُٹھا کر جھانک رہا تھا) "معلوم نہیں یہ کیا معاملہ ہے؟ مجھے تو کچھ دکھائی نہیں دیتا"۔

ایک آدمی ۔ "کیا تُو نہیں جانتا کہ یسوع ناصری اس طرف آ رہا ہے؟ دیکھو وہ چلا آتا ہے۔ کیا تجھے دکھائی نہیں دیتا؟ (اور اُس نے سڑک کی طرف جہاں بہت سا غبار اُٹھ رہا تھا اور اُس کے بیچ میں سے لوگوں کی صورتیں دکھائی دیتی تھیں اُنگلی سے اشارہ کیا) تُو دیکھتا ہے اُس کے ساتھ کتنی بڑی بھیڑ ہے۔ لوگ اِدھر اُدھر کے سب گاؤں سے بھاگے چلے آتے ہیں۔ اِس نواح میں ایسا آدمی پہلے کبھی دکھائی نہیں دیا۔ وہ لوگوں کو عجیب طرح سے شفا بخشتا ہے۔ اور اس کے علاوہ وہ فقیہوں کی نہیں بلکہ صاحبِ اختیار کی طرح اُنہیں تعلیم دیتا ہے۔ بلکہ اُس میں ایسی قدرت ہے کہ ناپاک رُوحیں بھی اُس کا حکم مانتی ہیں"۔

ستفنس ۔ "مجھ کو بھی اُس نے شفا دی ہے"۔ کیونکہ وہ ہر ایک شخص کے سامنے جس سے وہ دوچار ہوتا تھا اپنی کہانی سُنائے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔ اُس شخص نے تعجب سے اُس کی طرف گھُور کر پُوچھا "تجھے اُس نے کِس بیماری سے شفا دی"؟

ستفنس ۔ "مَیں اپاہج تھا"۔

لیکن ٹھیک اُس وقت کسی شخص نے بلند آواز سے چلّا کر کہا کہ سب سُننے والے سنسنا گئے "ناپاک۔ ناپاک"۔

"کوڑھی کے لئے جگہ چھوڑ دو"۔ بہت سے لوگ ایک ہی دفعہ بول اُٹھے اور لوگ جھٹ پٹ اِدھر اُدھر ہٹ گئے۔ ستفنس اور طبیطس بھی اَوروں کے

ساتھ ذرا پیچھے ہٹے۔ اور اُنہوں نے دیکھا کہ ایک کوڑھی دراز قد کپتا پڑتا بھیڑ کی طرف جا رہا ہے اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد بلند آواز سے پکارتا جاتا ہے "ناپاک۔ ناپاک"۔ اُس کا چہرہ کسی قدر اُس کے سر کی چادر سے ڈھنپا ہُوا تھا۔ گویا وہ یہ کوشش کر رہا تھا کہ جہاں تک ہو سکے اپنی بیماری کے مکروہ نشان لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھے۔ لیکن اُس کی حالت سے ظاہر تھا کہ اُس کا مرض آخری درجہ پر پہنچ چُکا ہے۔

اِتنے میں آدمیوں۔ عورتوں اور بچوں کا جمگھٹا جس کے عین وسط میں یسُوع جا رہا تھا نزدیک آ پہنچا۔ اور وہ پکار اُٹھا "ناپاک۔ ناپاک"۔

یہ آواز سُنتے ہی لوگ اِدھر اُدھر ہٹ گئے اور یسُوع تن تنہا سڑک کے عین درمیان کھڑا رہ گیا۔ جب کوڑھی نے اُسے دیکھا اور یہ بھی معلوم کیا کہ وہ اوروں کی طرح اُس کی جانب سے پیچھے نہیں ہٹا تو وہ دوڑ کر آگے بڑھا اور مٹی میں اپنا مُنہ رگڑ کر چلّایا:۔

"خُداوند۔ اگر تُو چاہے تو مجھے پاک کر سکتا ہے"۔

اور یسُوع نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُسے چھُوا اور کہا "مَیں چاہتا ہُوں۔ تُو پاک ہو جا"۔ اور وہ فی الفور اُٹھ کھڑا ہُوا۔ اور آس پاس کے لوگوں نے دیکھ کر جان لیا کہ اُس کا کوڑھ جاتا رہا اور اُس کا جسم دُوسرے آدمیوں کی مانند بے داغ اور صاف ہو گیا۔

یہ دیکھ کر سب لوگ تصویرِ حیرت بن کر کھڑے رہ گئے۔ اور یسُوع اُس کوڑھی سے کلام کرتا رہا مگر ایسی دھیمی آواز سے کہ کوئی سُن نہ سکتا تھا۔ بعد ازاں اُس آدمی کی زبانی معلوم ہُوا کہ شفا بخشنے والے نے اُس کو یہ ہدایت کی تھی کہ چُپ چاپ جا کر اپنے تئیں کاہن کو دکھا جیسا مُوسیٰ نے حکم دیا ہے۔

اور اس طور سے پاک ہونے کی شرع کو پُورا کر۔ اور اُسے یہ بھی تاکید کی کہ اس عجیب ماجرے کا اَور کسی شخص سے تذکرہ نہ کرنا۔

لیکن جب وہ آدمی چلا گیا تو لوگوں میں غوغا مچ گیا اور لوگوں نے پہلے سے بھی زیادہ شفا بخشنے والے کو گھیر لیا جس سے ستفنس اور طیطس جو ابھی تک فاصلے پر کھڑے تھے دھکّے کھا کر ایک طرف کو ہٹ گئے۔

ستفنس۔ (تھوڑی دیر کے بعد) "کیا یہ عجیب واقع نہ تھا؟"

مگر طیطس نے کچھ جواب نہ دیا اور جب ستفنس نے آنکھ اُٹھا کر نظر کی تو دیکھا کہ اُس کی بڑی بڑی آنکھوں میں آنسُو بھر رہے ہیں۔

نواں باب

عجیب و غریب باتیں

"سُنو۔ نوجوان۔ تمہاری کمر تو خُوب مضبُوط معلوم ہوتی ہے۔ کیا تم تھوڑی دیر کے لئے ہمارا ہاتھ نہیں بٹاؤ گے"؟

یہ شخص اُن چار آدمیوں میں سے تھا جو بھاری بوجھ اُٹھائے ہُوئے جا رہے تھے جس شخص سے اُس نے خطاب کیا وہ طیطس تھا جو ستفنس کے ہمراہ جھیل کی طرف سے گھر کو چلا آتا تھا۔

دونوں لڑکے جھیل اور جالوں سے خُوب لدے ہوئے تھے لیکن جونہی اُنہوں نے اِس شخص کو پُکارتے سُنا ٹھہر گئے۔ اور اُس جگہ جہاں وہ آدمی کھڑے تھے جا

کہ دیکھا کہ وہ چاروں آدمی ایک چارپائی اُٹھائے ہوئے ہیں جس پر کوئی بیمار اور اپاہج سا آدمی لیٹا ہُوا ہے۔

وہی شخص۔ "تم اس نوجوان کو دیکھتے ہو جو چارپائی پر لیٹا ہُوا ہے؟ ہم اسے شمعون ماہی گیر کے گھر کو لے جا رہے ہیں۔ کیونکہ ہم نے سُنا ہے کہ یسُوع ناصری آج کل وہیں ٹھہرا ہُوا ہے۔ اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ وہ اسے ضرور تندرست کر دیگا۔ لیکن تم دیکھتے ہو ہمارا یہ ساتھی بالکل ضعیف اور کمزور ہے اور اس میں اتنی طاقت نہیں کہ آگے چل سکے۔ اس لئے ہم عجب مصیبت میں گرفتار ہیں۔ نہ تو لوٹ سکتے ہیں۔ نہ آگے جا سکتے ہیں۔ لیکن اگر تم ہماری مدد کرو تو بہت مہربانی ہوگی۔"

طیطس۔ "میں بڑی خوشی سے تمہاری مدد کرونگا۔ ستفنس تم ذرا میرا جال اور مچھلیاں اُٹھا لو"۔

بُوڑھا۔ (جواب ذرا سنبھل گیا تھا لڑکھڑاتی آواز سے) "لاؤ۔ یہ میں لے چلونگا۔ خدا تمہارا بھلا کرے کہ تمہاری طفیل میرا بیچارہ لڑکا اُس طبیب تک پہنچ جائے"۔

بیمار۔ (آہ بھرکر) "ہائے ابا۔ تم یہ سب کوشش بے فائدہ کرتے ہو کیا کاہن مجھے بار بار نہیں کہہ چکا کہ یہ میرا اسارا دُکھ میرے گُناہوں کی بدولت ہے اور مجھے اسے برداشت کرنا ضرور ہے کیونکہ خود اُس قادرِ مطلق کی یہی مرضی ہے۔ یقیناً خدائے تعالےٰ کی عدالت سے بچنے کی کوشش کرنا بھی گناہ ہے اور تم جانتے ہو کہ میں سب سے بڑا گنہگار ہُوں"۔

بُوڑھا۔ "ہائے بیدرد لوگ مجھے معلوم ہے کہ وہ تمہیں اس قسم کی باتیں بتاتے ہیں۔ لیکن میں جانتا ہُوں کہ تُو نیک لڑکا ہے جیسے عموماً لڑکے ہُوا کرتے ہیں۔ ہم میں سے کون ہیں جو بالکل راست باز ہے؟ اور مجھے یہ خیال گذرتا ہے کہ اگر

خدائے قادر ہمیں اس طرح گناہوں کی سزا دینے لگے تو ہم سب اُنہی کے سزاوار ہیں کہ تیری طرح بستروں پر ڈالے جائیں کیونکہ ہم سب کے سب گنہگار ہیں۔ ہم میں سے ایک بھی نیکوکار نہیں۔ ہاں ایک بھی نہیں۔ لڑکو۔ کیا یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟"

اس بات کو سب نے تسلیم کیا اور طیطس کا دِل بھی اپنے گناہوں کو یاد کرکے کانپ گیا۔

ایک شخص۔ "چلو چلو۔ ہمیں باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ لو اُٹھاؤ اور چلو"۔

چاروں آدمی بستر کو اُٹھاتے ہوئے تیز قدمی سے چل پڑے اور بُوڑھا اور ستفنس اُن کے پیچھے پیچھے جال اُٹھائے ہوئے روانہ ہوئے۔

بُوڑھا۔ (سر ہلاکر غم کے لہجہ میں) "ہائے میرے مصیبت زدہ بیٹے"۔

ستفنس۔ (ہمدردی سے) "کیا بہت عرصے سے اس کی یہ حالت ہے؟"

بُوڑھا۔ "ہاں جب وہ آٹھ برس کا تھا تب سے۔ ایک دن ایک رُومی گاڑی چلا رہا تھا اُس کا پہیہ اس کے اُوپر سے گذر گیا۔ ہم اُس وقت طبریاس میں رہتے تھے۔ ان بُت پرستوں کی کسی عید کا موقع تھا۔ لڑکے کو تماشہ دیکھنے کا شوق پیدا ہُوا۔ اُس کی ماں نے بہتیرا جانے سے روکا لیکن وہ آنکھ بچاکر نکل ہی گیا۔ اور ہمیں تبھی خبر ملی جب ہمسائے اُسے اَدھ مؤا اُٹھا کر لے آ پہنچے۔ ہائے افسوس۔ افسوس۔ اس صدمہ کے پہنچنے سے پہلے یہ لڑکا بڑا چست و چالاک تھا اور کبھی ماں باپ کی حکم عدولی نہ کرتا تھا۔ اُس دن سے بیچارہ بستر پر پڑا رہتا ہے۔ اس صدمہ کے سبب اُس کے اعضا میں بالکل حِس اور جان نہیں رہی اور نہ وہ انہیں ہلا جُلا سکتا ہے۔ اس کے کچھ عرصے بعد ہم کفرنحوم

میں چلے آئے۔ مگر اُس کی ماں ہمیشہ اس کی شفایابی کے لئے دُعا مانگتی رہتی ہے۔ خُدا اُس کی دُعا قبول کرے جیسی اُس نے حنّا کی سُنی تھی لیکن ربّی لوگ یہی کہے جاتے ہیں کہ وہ گُناہ کی سزا بُھگت رہا ہے۔ اور ایک طرح سے سچ بھی ہے کہ وہ ماں کے حُکم کے خلاف چلا گیا تھا۔ مگر ہم سبھی گُمراہ ہوتے رہتے ہیں لیکن لڑکا ایسا باصبر ہے کہ چُپ چاپ لیٹا رہتا ہے۔ مگر لڑکے۔ تُو جانتا ہے کہ حضرت داؤد نے ایک زبور میں یوں لکھا ہے۔ کہ "جیسے باپ اپنے بیٹوں پر ترس کھاتا ہے ویسے ہی خداوند اُن پر جو اُس سے ڈرتے ہیں ترس کھاتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ خداوند ضرور میرے بیچارے بیٹے پر ترس کھائیگا"۔

ستفنس۔ (شوق سے) "یہ ابھی آپ نے کیا کہا تھا کہ باپ اپنے بیٹوں پر ترس کھاتا ہے؟ مہربانی سے اسے پھر دُہرایئے"۔

بُوڑھے نے اس آیت کو دُہرایا اور پھر کہنے لگا۔ "لڑکے کیا تُو مقدس نوشتوں سے واقف نہیں ہے؟ جب میں تیری عمر کا تھا تو مجھے زبور اور توریت کا بہت سا حصہ حفظ تھا"۔

ستفنس۔ "کیونکہ میرا باپ یُونانی ہے لہٰذا میں نے کچھ نہیں پڑھا"۔

بُوڑھا۔ (ذرا پرے ہٹ کر) "تو تو غیر قوم ہے لیکن تیری صُورت سے معلوم ہوتا ہے کہ تُو نیک لڑکا ہے۔ اور میں بھی ربّیوں کی طرح مغرور نہیں ہُوں۔ سُنا جاتا ہے کہ وہ شخص جسے ہم ڈھونڈ رہے ہیں سب لوگوں کو جو اُس کے پاس جاتے ہیں تعلیم دیتا اور شفا بخشتا ہے یہاں تک کہ محصُول لینے والوں اور گنہگاروں کو بھی"۔

ستفنس۔ "ہاں یہ بالکُل سچ ہے۔ میں بھی اپاہج تھا اور اُس نے مجھے شفا بخشی۔ اُس نے مجھ سے یہ نہ پُوچھا کہ آیا میں زبور یا توریت سے

واقف ہُوں۔ نہ یہ کہ میں عبادت خانے جایا کرتا ہُوں یا نہیں۔ بلکہ میں نے اُس سے یہ درخواست بھی نہ کی تھی کہ مجھے شفا بخشے۔ بلکہ میں ایک اور شخص کے لئے التجا کر رہا تھا۔ کیا تُم سمجھتے ہو کہ باپ جو اپنے بیٹوں پر ترس کھاتا ہے وہی باپ ہے جس کا وہ اکثر ذکر کیا کرتا ہے"؟

بُوڑھا۔ "یقیناً۔ ہاں۔ اور وُہی ابراہیم۔ اضحاق اور یعقُوب کا خُدا ہے"۔

ستفنس۔ (بھولے پن سے) "اور یہ کون لوگ تھے"؟

بُوڑھا۔ (آہ سرد بھر کر) "آہ لڑکے تو فی الحقیقت غیر قوم ہے۔ تُجھے ضرور عبادت خانہ جانا چاہئے۔ وہاں تُو پاک نوشتوں کو سُنیگا"۔

ستفنس۔ (گرم جوشی سے) "ہاں میں ضرور ایسا ہی کرونگا۔ تُم جانتے ہو کہ اس سے پہلے اگر میں چاہتا تو بھی نہ جا سکتا کیونکہ میں بالکل اپاہج تھا"۔

وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کے ہمراہیوں نے چارپائی زمین پر رکھدی ہے اور دم لے رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر بُوڑھا آگے بڑھا اور بستر کے پاس کھڑے ہو کر نہایت پیار سے اپنے بچے کی صُورت دیکھنے لگا۔

بُوڑھا۔ "میرے پیارے بچے۔ کیا ہچکولوں سے تمہیں بہت تکلیف تو نہیں ہوتی"؟

لڑکا۔ "نہیں۔ ابّا جان۔ ان ہچکولوں سے تو مجھے کچھ دُکھ نہیں مگر میری گُنہگار رُوح مجھے ستا رہی ہے۔ وہ مجھے شفا نہیں دیگا۔ کیونکہ میں بہت گُنہگار اور شریر ہُوں۔ بہتر ہوگا۔ مجھے گھر لے چلو اور اسی حالت میں مرنے دو"۔

ستفنس۔ (بستر کے پاس دو زانو ہو کر) "تم مجھے دیکھتے ہو کہ میں غیر قوم میں سے ہُوں تو بھی اُس نے مجھے شفا بخشی۔ اُس نے نلپس کو بھی جس کی آنکھیں کسی جُرم کی سزا میں نکالی گئی تھیں شفا بخشی۔ اُس نے اور بھی بیشمار آدمیوں

کو اچھا کیا۔ اور اُن میں سے ایک بھی کاہن یا ربّی یا فریسی نہ تھا۔ وہ تجھے بھی ضرور بخشیگا۔ تو اُسے نہیں جانتا۔ وہ آسمانی باپ کی طرح اپنے بیٹوں پر ترس کھاتا ہے اور ماں کی محبت سے بھی بڑھ کر ہم سے محبت کرتا ہے۔ جب تو اُس کی صورت پر نظر کریگا تو تجھے معلوم ہو جائیگا کہ اُس کا دِل کیسا پُر محبت ہے"؟

لڑکا ستفنس کے چہرے کو ٹکٹکی لگائے دیکھتا رہا۔ اور جب وہ اپنا کلام ختم کر چکا تو پوچھنے لگا۔

"تو کون ہے؟ کیا تو فرشتہ ہے"؟

اور سچ مچ چاندنی میں ستفنس کی صورت جب وہ ہاتھ باندھے ہوئے بستر کے پاس دو زانو ہو رہا تھا فرشتے کی سی معلوم ہوتی تھی۔

بوڑھا۔ "نہیں لڑکے۔ یہ فرشتہ نہیں ہے۔ وہ جیسا کہ اُس نے ابھی کہا غیر قوم میں سے ہے۔ کیونکہ وہ ابراہیم۔ اضحاق اور یعقوب کو بھی نہیں جانتا تو بھی وہ نیک لڑکا معلوم ہوتا ہے۔ تو خوش و خرم ہو۔ کیونکہ یہ سچ ہے کہ وہ تجھ سے بھی بڑے بڑے گنہگاروں کو شفا دیتا ہے۔ لے ذرا مے کا ایک گھونٹ پی لے اس سے تیرے دِل کو تقویت پہنچیگی"۔

اور یہ کہہ کر اُس نے اپنی کمر میں سے ایک چھوٹی سی صراحی نکال کر اُسے ایک دو گھونٹ پلائے۔ اب وہ پھر روانہ ہوئے۔ اور ابھی وہ شمعون کے گھر کے قریب نہیں پہنچے تھے کہ اُنہیں معلوم ہوا کہ وہاں بہت بڑی بھیڑ جمع ہے کیونکہ اُنہیں بہت سے آدمی واپس آتے ملے جن میں سے اکثر شاکی تھے کہ وہ بھیڑ کے سبب نہ تو کچھ سُن سکے اور نہ دیکھ سکے۔

یہ سُن کر بوڑھا کچھ متفکر سا ہو گیا اور کہنے لگا "مجھے اندیشہ ہے کہ ہم اُسے نہیں دیکھ سکینگے افسوس۔ ہمارا اتنی دُور چل کر آنا کسی کام نہ آیا۔ ہائے میرے

بچے۔ میرے بچے"۔

ستفنس۔ (بوڑھے کا بازو پکڑ کر دھیمی آواز میں) "دیکھو کہیں تمہارا لڑکا نہ سُن لے۔ چلو آگے چلیں۔ ہم ضرور کسی نہ کسی طرح سے اُسے جا ملینگے"۔

اب وہ بھیڑ کی وجہ سے آہستہ آہستہ جا رہے تھے۔ آخرکار چاروں نے اپنا بوجھ زمین پر رکھ دیا اور سوچنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔

ایک راہ گذر۔ "یہ کیا ہے؟ بیمار؟ میری صلاح مانو۔ بہتر ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے اُسے گھر لے جاؤ۔ کیونکہ آج رات اُس کی شفایابی کی کچھ اُمید نہیں۔ اُستاد نے آج کسی کو شفا نہیں دی کیونکہ وہ بالاخانہ پر بیٹھا کاہنوں۔ ربّیوں اور فریسیوں سے بات چیت کر رہا ہے جو یروشلیم اور اطراف سے اُس کی باتیں سُننے کو آئے ہیں۔ اس کے علاوہ گھر اور باہر بالکل لوگوں سے بھر رہا ہے کہ تل بھر کی گنجائش بھی نہیں۔ چارپائی لے جانا تو ایک طرف رہا تم اگر اکیلے چاہو تو بھی تمہارا اندر گھسنا مشکل ہے"۔ اور یہ کہہ کر چل دیا۔

ایک آدمی۔ (بستر اُٹھانے والوں میں سے) "یہ تو اچھی بات نہیں ہم نے آنے جانے کی شرط نہیں کی تھی"۔

بوڑھا۔ (ہاتھ مل کر) "ہائے بنیامین۔ میرے بیٹے۔ میرے بیٹے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ ہمیں تجھے اسی حالت میں گھر لے جانا پڑیگا"۔

ستفنس۔ "ٹھہرو۔ میں جانتا ہوں اگر ہم کوشش کریں تو ضرور اُس سے ملینگے۔ طیطس۔ ذرا جا کر دیکھو تو شاید اندر جانے کی کوئی راہ نکل آئے"۔

طیطس فی الفور چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا مگر کشمکش کے سبب اُس کا دم پھول رہا تھا اور کہنے لگا "میں نے ایک زینہ دیکھا ہے جس سے چھت پر چڑھ سکتے ہیں۔ وہ باغ کے پھاٹک کے پاس ہے۔ مجھے یہ خیال گذرتا ہے کہ اگر

ہم اُسے چھت پر لے جاسکیں تو کھپریل کا کچھ حصّہ ہٹانے سے یہ ممکن ہے کہ اُسے اُس کمرے میں جہاں اُستاد بیٹھا ہے لٹکا دیں۔ اگر تُم میں سے ایک شخص میری مدد کرے تو چھت دم بھر میں درُست ہوسکتی ہے"۔

سُتفنس:" ہاں طیطس۔ خیال تو بہت اچھا ہے چلو فی الفور چلیں"۔

بُوڑھا:" ذرا ٹھہرو۔ ہمیں کیا حق ہے کہ اپنے ہمسائے کی چھت کو نقصان پہنچائیں؟ اِس کے علاوہ کیا یہ بات نامناسب معلوم نہ ہوگی کہ اِس طرح اُستاد کو دِق کریں خاص کر اُس وقت جب وہ اِس قدر عالم و فاضل آدمیوں سے بات چیت کر رہا ہے۔ خُدا جانتا ہے کہ گو میں بہت چاہتا ہُوں کہ میرا بیٹا شفا پائے تو بھی میں اِس تجویز کو پسند نہیں کرتا۔ یہ ایک ناجائز بات معلوم ہوتی ہے"۔

بیمار۔ (رو کر) ہائے ابا۔ اگر تُم مجھے واپس لے جاؤ گے تو معلوم ہوتا ہے کہ پھر میرا یہاں آنا کبھی نہ ہوگا۔ اِس گھبراہٹ کے سبب میری ساری طاقت جاتی معلوم ہوتی ہے۔ اب میری یہ التجا ہے کہ جس طرح ہوسکے مجھے اُس کے پاس لے چلو"۔

بُوڑھے نے تامّل کیا۔ مگر سُتفنس نے آہستہ سے اُس کے کان میں کہا۔ "میں تمہاری مِنّت کرتا ہُوں ذرا کوشش تو کر دیکھیں"۔

بُوڑھا:" خیر۔ اچھا۔ جو ہوسکتا ہے کرو۔ میں شمعون کو اُس کی چھت کا ہرجانہ دے دُونگا۔ کوشش کرنے میں کچھ ہرج نہیں"۔

چارپائی اُٹھا کر پھر چاروں آدمی آہستہ آہستہ بھیڑ میں سے گُذرنے لگے۔ سُتفنس اور بُوڑھا آگے آگے راستہ بناتے جاتے تھے۔ آخرکار پھاٹک پر پہنچ گئے اور بڑی جدّوجہد کے ساتھ بھیڑ کو کاٹتے ہُوئے آگے بڑھے۔ اور بڑی مُشکل سے زینے پر پہنچے اور وہاں سے ایک لمحہ بھر میں چھت پر جا چڑھے۔ جہاں اِس

وقت تک کسی آدمی کو چڑھنے کا خیال نہ آیا تھا۔ لیکن اب جُونہی اُنہوں نے اِس جماعت کو ایک بیمار لئے ہُوئے اُوپر جاتے دیکھا تو بھیڑ بھی اُن کے پیچھے ہولی۔

ایک آدمی۔ (چلّا کر) "یار۔ تمہارا کیا منشا ہے"؟

طیطس:" ہم چھت پھاڑ کر بیمار کو اُستاد کے حضور میں نیچے لٹکانا چاہتے ہیں"۔

وُہی آدمی:" تو اِس جگہ سے کھپریل کو ہٹاؤ۔ وہ ٹھیک نیچے کے کمرے میں بیٹھا ہے۔ آؤ میں بھی تمہاری مدد کرُونگا"۔

الغرض یک بیک بہت سے ہاتھ کام میں لگ گئے اور چشم زدن چھت میں ایک سوراخ کر دیا۔ اور چارپائی کو لٹکانے کا بندوبست کرنے لگے۔ جب اُسے اُٹھایا تو بیمار پُوچھنے لگا۔" وہ لڑکا کہاں ہے جس نے شفا پائی تھی"؟

سُتفنس:" میں یہاں ہُوں۔ حوصلہ کرو۔ میں نے ابھی چھت کے سُوراخ میں سے اُسے بیٹھے دیکھا ہے۔ وہ ضرور تمہیں شفا دیگا"۔

طیطس:" اب۔ لو۔ ذرا مضبوطی سے تھامے رہو"۔ پھر رسّیوں کو پکڑا جو چارپائی سے کس کر باندھی ہُوئی تھیں بیمار کو بڑی ہوشیاری سے بستر سمیت نیچے اُتارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ فرش پر یسُوع کے پاؤں میں جا ٹھہرا لمحہ بھر کے لئے ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ جو لوگ کمرے میں بیٹھے تھے وہ تو کچھ حیران سے رہ گئے۔ جو چھت پر سُوراخ کے گرد جمع تھے وہ اِس فکر میں تھے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ اُستاد پہلے تو بیٹھا ہُوا تھا لیکن اب اُٹھا اور جُھک کر بیمار کی صُورت کو غور سے دیکھنے لگا۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُس کی شکل سے اُس نے اُس کی زندگی کی افسوسناک کہانی معلوم کرلی تب نہایت ملائمت سے اُس پر اپنے ہاتھ رکھ کر فرمایا۔" بیٹا تیرے گُناہ معاف ہُوئے"۔

یہ سنتے ہی کمرے میں لوگوں کے درمیان اس قسم کے الفاظ سنائی دینے لگے۔ "یہ کفر بکتا ہے"۔ "گناہ کون معاف کرسکتا ہے سوائے ایک یعنی خدا کے"۔ "خدا کا قہر اس پر نازل ہوگا"۔ اس قسم کے کلمات ربیوں کی زبانوں سے جو اسی گرداگرد بیٹھے تھے نکلے۔ تب اُستاد نے سر اُٹھا کر چاروں طرف نظر کی اور آہستہ آہستہ فرمانے لگا:۔

"تم کیوں اپنے دلوں میں یہ باتیں سوچتے ہو؟ آسان کیا ہے؟ مفلوج سے یہ کہنا کہ تیرے گناہ معاف ہوئے، یا یہ کہنا کہ اُٹھ اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر؟ لیکن اس لئے کہ تم جانو کہ ابنِ آدم کو زمین پر گناہوں کے معاف کرنے کا اختیار ہے (اُس نے اُس مفلوج سے کہا) میں تجھ سے کہتا ہوں۔ اُٹھ اپنی چارپائی اُٹھا کر اپنے گھر چلا جا۔"

اور وہ اُٹھا اور فی الفور چارپائی اُٹھا کر اُن سب کے سامنے باہر چلا گیا۔ یہ دیکھ کر وہ سب حیران ہوگئے۔ اور خدا کی بڑائی کر کے بولے کہ "ہم نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔"

دسواں باب

پائرس کا گھر

پائرس کفرنحوم کے عبادت خانہ کا سردار اپنے باغوں کا ملاحظہ کر کے گھر کو واپس آیا۔ یہ شخص دولتمند تھا اور اس بات کا بہت خیال رکھتا تھا

کہ اس کے کاروبار اور جائداد کا نہایت درستی اور صفائی سے انتظام ہو۔ اُس کا داروغہ بھی اُس کے ہمراہ تھا اور وہ اُسے مختلف معاملات کی بابت ہدایت و فہمائش کر رہا تھا۔ چنانچہ باتیں کرتے کرتے ذرا سخت آواز سے اُس سے کہنے لگا۔ "بنونی۔ محل سرا کے باغیچہ کی حالت مجھے اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ میں نے وہاں بہت سے مُرجھائے ہوئے پتے زمین پر پھیلے ہوئے دیکھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پھولوں کے پیڑوں کی بھی اچھی طرح سے خبرداری نہیں کی گئی۔ کام میں بڑی غفلت معلوم ہوتی ہے۔"

داروغہ:۔ "حضور اگر آپ مجھے معاف کریں تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کام کے لئے ایک اور نوکر ملازم رکھ لینا بہتر ہوگا۔ اگر آپ چاہیں تو میں تھوڑے روپے میں ایک غلام خرید لوں یا شہر سے ایک لڑکا نوکر رکھ لوں۔ کیونکہ میرے نزدیک نئے انگورستان کے لئے بہت سا وقت اور توجہ درکار ہے۔ اس لئے میں محل سرائے کے نیچے کے باغ کی اچھی طرح سے دیکھ بھال نہیں کرسکا۔ اس میں نہ تو کچھ نوکروں کا قصور ہے۔ (وہ بہت ادب سے جھک کر) نہ میں اپنے فرائض سے غافل رہا ہوں"۔

پائرس:۔ "ہاں۔ بنونی۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ نیا انگورستان بالکل میری یاد سے جاتا رہا تھا۔ بہتر ہے ایک لڑکا رکھ لو جو باغیچوں کی خبرداری کرتا ہے اور مجھے آئندہ کچھ دقت نہ اُٹھانی پڑے۔ اور ہاں۔ ذرا دیکھ بھال کر نوکر رکھنا کیونکہ ننھی روت اب اکثر اپنی سہیلیوں کے ہمراہ باغ میں کھیلا کرتی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ لڑکا اُن لڑکیوں کے ساتھ سختی یا بے ادبی سے پیش آئے۔"

داروغہ:۔ حضور کے حکم کے مطابق ہوگا۔ میں اس معاملہ میں آپ کی

بندہ پروری اور چشم پوشی کا نہایت شکر گزار ہوں"۔

یہ کہہ کر داروغہ رخصت ہوا اور سیدھا منڈی کو چلا گیا۔ یہاں پہنچ کر اُس نے لڑکے کے لئے جستجو شروع کی کئی ایک لڑکے جو اِدھر اُدھر بیکار پھر رہے تھے یہ دیکھ کر فی الفور اُس کے گرد جمع ہو گئے۔ مگر داروغہ نے اُنہیں دیکھ کر جان لیا کہ وہ اُس کی مرضی کے موافق نہیں۔

ایسا اتفاق ہوا کہ ستفنس اور طیطس بھی اُسی وقت مچھلی بیچنے کو منڈی میں آئے تھے طیطس حسب معمول سودا کر رہا تھا۔ اور ستفنس پاس کھڑا ہوا اِدھر اُدھر نظارہ کرتا تھا کیونکہ دُنیا جس سے وہ اس قدر عرصے سے بالکل اجنبی رہا تھا اب اُس کی آنکھوں کے سامنے ہمیشہ عجیب و غریب نظارے پیش کرتی رہتی تھی۔ اسی اثنا میں اُس کی آنکھ بنونی کی معزز صورت پر پڑی اور وہ دلچسپی سے اُس کی نقل و حرکت کو دیکھتا رہا۔ جونہی طیطس اپنا کام ختم کر چکا ستفنس نے آہستہ سے اُس کے کان میں کہا۔

"وہ شخص جو سامنے کھڑا ہے ایک لڑکے کو نوکر رکھنا چاہتا ہے۔ تم کیوں جا کر اُس سے بات چیت نہیں کرتے؟ اگر یہ نوکری تمہیں مل جائے تو تم ابا اور اُس کے ہمراہیوں کے ظلم سے چھوٹ جاؤ گے"۔

طیطس نے اُس طرف نظر کی اور کہنے لگا "یہ آدمی یہودی ہے میں ہرگز اس کی نوکری کرنی نہیں چاہتا"۔

ستفنس "نہیں طیطس۔ احمق مت بنو۔ آؤ اُس سے جا کر ضرور بات چیت کرو"۔ اب دونو لڑکے فی الفور بنونی کی طرف چلے گئے۔ اور ستفنس یہ دیکھ کر کہ طیطس بولنا نہیں چاہتا۔ ذرا ٹھہر ٹھہر کر اُس سے یُوں مخاطب ہوا۔ "صاحب میں نے سُنا ہے کہ آپ کو ایک لڑکے کی ضرورت ہے؟"

بنونی "۔ ہاں مجھے ضرورت ہے۔ لیکن تم تو ابھی بہت چھوٹے ہو۔ مجھے ایک مضبوط لڑکا چاہئے ایسا جیسا تمہارا ساتھی ہے۔ (اور اُس نے طیطس کی طرف نظر کی) جو پائرس صاحب کے باغ میں کام کیا کریگا"۔

طیطس "۔ فرمایئے کام کیا ہوگا"؟

بنونی "۔ کام صرف یہ ہوگا کہ باغ کی رکھوالی کرو۔ روِشوں کو درُست رکھو اور تختوں کو گھاس اور کوڑے کرکٹ سے صاف رکھو"۔

طیطس۔ (آہستہ آواز سے) "ہاں کام تو میں کر سکتا ہوں" کیونکہ درحقیقت اُس کا دل ملازمت سے بہت گھبراتا تھا۔

بنونی نے اُس کے تامل سے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ باحیا لڑکا ہے اُس کی ظاہری شکل و صورت بھی اُس کو بھا گئی اور تھوڑی سی بات چیت کے بعد معاملہ طے ہو گیا اور طیطس فی الفور اُس کے ہمراہ ہو لیا۔ جب ستفنس اکیلا رہ گیا تو وہ کھڑا اُن دونو کو دیکھتا رہا۔ اور ایک طرح سے اکیلا رہ جانے کا خیال اُس کے دل کو ستانے لگا۔ دفعتہً اُس کو خیال گزرا کہ اب طیطس کے ساتھ نہ تو جھیل کے کنارے سیر و تفریح کا موقعہ ملیگا اور نہ رات کو کوٹھے پر اُس کی میٹھی میٹھی باتیں اُس کا دل بہلائینگی۔ وہ نہایت مضطرب خاطر ہو کر اپنے دل میں کہنے لگا "کاش۔ میں اس آدمی کی صورت نہ دیکھتا"۔ اور اُس کے دل میں بڑے زور سے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ دَوڑ کر طیطس کو ٹھہرائے۔ مگر تھوڑی دیر میں اُس کی طبیعت برقرار ہو گئی اور وہ اپنے دل میں کہنے لگا۔ "میں نہایت خوش ہوں کہ یہ بندوبست ہو گیا۔ اُس کے لئے یہ کام بہت بہتر ہوگا۔ اور اب مجھے اکیلے کشتی کی خبرداری کرنی ہوگی۔ اب میں پندرہ سال کا ہو گیا ہوں۔ اور یُوں بھی خاصہ طاقتور جوان ہوں۔ میری ماں مدد کی محتاج ہے اور مجھے اُس کی

خدمت بجا لانی چاہیے۔" اور وہ جلد جلد قدم اُٹھا کر گھر کو چلا تاکہ ماں کو اس واقعہ کی خبر پہنچائے۔

اِس اثنا میں طلیطس اور بنونی بائرس کے گھر جا پہنچے۔ نہایت عالیشان مکان تھا۔ اُس کے چاروں طرف بڑے بڑے پتھروں کی اونچی اونچی اور فراخ دیواریں تھیں جس میں بڑے بڑے پھاٹک لگے ہوئے تھے۔ دوسری منزل میں نہایت عمدہ صنعت کاری کی کھڑکیاں تھیں۔

طلیطس اپنے ہمراہی کے ساتھ ایک دروازے سے گذر کر جس پر پہرہ لگا ہوا تھا۔ پتھر کے محراب دار راستے کو طے کرتا ہوا ایک صحن میں جا پہنچا جہاں عین وسط میں ایک بڑا فوارہ لگا تھا۔ اُس کے گرد اگرد گھوڑوں اور خچروں کے اصطبل تھے۔ ایک طرف خانگی سامان مثل چکی اور خراس وغیرہ کے نظر آتا تھا یہاں بہت سے نوکر چاکر کاروبار میں مشغول تھے اور ہنس ہنس کر ایک دوسرے سے باتیں کرتے جاتے تھے۔ اُدھر لونڈیاں حوض کے اردگرد باہم گپ شپ اُڑاتی اور چڑیوں کی طرح شور مچاتی تھیں۔ جونہی یہ دونو صحن میں داخل ہوئے سب کی آنکھیں اُن کی طرف پھر گئیں۔ اور ایک لونڈی جو اوروں سے کچھ دلیر تھی آگے بڑھی اور بنونی کو سلام کر کے خاص ادا کے ساتھ اُس سے یُوں کہنے لگی۔

"آئیے داروغہ صاحب۔ مزاج تو اچھے ہیں؟ اُمید ہے۔ آج صبح آقا کی باتوں سے آپ کو کچھ رنج تو نہیں ہوا ہوگا۔ بیگم صاحب نے مجھے حکم دیا ہے کہ جب آپ واپس آئیں تو اُن کے حضور میں حاضر کیے جائیں کیونکہ اُنہیں آپ سے کچھ کام ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم اس سے اگلے ہفتے عید کے موقع پر یروشلیم چلینگے خوب مزے ہونگے۔ یروشلیم میں عید کی بہار دیکھئیے اِن کے مقابلے میں ہمارا کفر نحوم تو بالکل بے لطف معلوم ہوتا ہے۔"

بنونی۔ (نوط سختی سے) لڑکی ذرا تھم جا۔ تیری زبان ایسے چلتی ہے جیسے قینچی۔ اب تم ذرا اِس لڑکے کے کھانے پینے کی خبر لو اور میں بیگم صاحبہ کے حضور جاتا ہوں۔ (طلیطس کی طرف مخاطب ہو کر) میں ابھی واپس آکر تمہیں کام پر لگا دونگا۔"

مرسا۔ (یہ اُس لڑکی کا نام تھا۔ ہنس کر مذاق کے طور پر کہنے لگی) "ہاں صاحب بہتر ہوگا کہ ان کو جلد کام پر لگائیں پیشتر اِس کے کہ آقا عبادت خانے سے واپس آئیں۔ جب سے تم باہر گئے ہو کوئی چار کروڑ سوکھے پتے زمین پر گر گئے ہونگے۔"

مگر بنونی اِس سے پہلے ہی چلا گیا تھا اور غالباً اُس نے کنیز کی یہ باتیں نہ سنی ہونگی۔ لیکن جونہی وہ نظر سے غائب ہو گیا کنیز طلیطس کی طرف متوجہ ہوئی جس کا قد و قامت اور شکل و صورت اُسے بہت بھا گئی تھی۔ وہ کہنے لگی۔

"عجیب! جب آقا ہمارے اچھے بنونی کے کام میں نقص نکالتے ہیں تو وہ ہمیشہ اُس کی درستی کے لیے ایک نیا نوکر ملازم رکھنے کی صلاح دیا کرتا ہے۔ آج صبح میں نے یہ سارا ماجرا اپنے کانوں سے سُنا کیونکہ میں کھڑکی کے پیچھے سلائی کر رہی تھی۔ تمہارا کام جھاڑیوں پر سے سوکھے پتے چننا ہوگا۔ اور ایسے سخت کام کے لیے تمہیں اپنی ساری طاقت خرچ کرنی ہوگی۔ اور تختوں کو بھی صاف رکھنا ہوگا۔"

مرسا۔ "ہماری باتوں سے جرأت۔ ہاں تو تمہیں خوش ہونا چاہیے کہ ایسی آرام کی نوکری نصیب ہو گئی۔ بہت لوگ تو اپنی آنکھیں دے کر بھی ایسے کام کو لینے پر تیار ہوتے ہیں اور تم خود دیکھ لوگے کہ بنونی بڑا اچھا آدمی

ہے مگر ذرا احمق سا ہے۔ آؤ میں تمہیں تمہارے رہنے کی جگہ دکھاؤں اور
کچھ کھانے پینے کا بندوبست بھی کروں۔"

ابھی بہت دن نہ گزرے تھے کہ طیطس کو معلوم ہو گیا کہ مرسا سچ کہتی
تھی۔ اُس کا کام بہت ہلکا اور دل پسند تھا اور اُس کی حُسن پرست آنکھیں
ہمیشہ عجیب و غریب چیزوں پر پڑتی رہتی تھیں۔ اُسے کئی دفعہ بیگم صاحبہ
کو لباس فاخرہ پہنے ہوئے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اور ننھی رُوت جس کا سن و
سال ابھی بارہ برس کا تھا۔ ہر روز باغ میں درختوں کے نیچے کھیلتی رہتی تھی۔
لیکن سب سے عمدہ یہ بات تھی کہ جب ہنونی کو معلوم ہوا کہ وہ ماہی گیری کا
کام خوب جانتا ہے تو وہ محل کے لئے مچھلی پکڑنے کے لئے اُسی کو بھیجا کرتا تھا۔
جب کبھی وہ مچھلی پکڑنے کو جاتا تو ستفنس بھی اُس کے ہمراہ جایا کرتا تھا۔ اور
وہ دونوں کئی کئی گھنٹے ایک دوسرے کی صحبت میں کاٹا کرتے تھے۔ مگر طیطس ایک
دن جب ستفنس سے رخصت ہونے لگا کہنے لگا۔

"اب شاید بہت دنوں تک ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو گی۔ آج صبح
ہنونی نے مجھ سے کہا تھا کہ گھر کے سب لوگ یروشلیم کو روانہ ہوں گے۔ بہت
سے نوکر چاکر بھی ساتھ ہوں گے اور میرے لئے بھی یہ خدمت مقرر ہوئی ہے
کہ ننھی رُوت کی خچر کی لگام پکڑے رہوں۔ مرسا کہتی ہے کہ یروشلیم میں ہمیں
سردار کاہن کے محل میں ٹھہرنا ہو گا کیونکہ ہماری بیگم صاحبہ کائفا سردار
کی اہلیہ کی بہن ہے۔"

ستفنس۔ "تو تمہیں وہاں عجیب عجیب چیزیں دیکھنی نصیب ہوں گی۔
میں خوش ہوں کہ اب میں کشتی کو اچھی طرح سے چلا سکتا ہوں اور تمہاری غیر حاضری
میں برابر ہر روز مچھلی پکڑنے جایا کروں گا۔"

طیطس۔ "ہاں لڑکے اب تُو کشتی کو سنبھال سکتا ہے۔ لیکن ذرا آندھی
طوفان کا خیال رکھا کرو۔ وہ ایسے اچانک آجاتے ہیں کہ تجھ سے زیادہ مضبوط
اور تجربہ کار آدمی بھی اکثر ان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر ہوا ٹھیک ہمت سے
نہ چلتی ہو تو مت جانا اور رات کو بھی اکیلے نہ نکلنا۔ صبح سویرے کا وقت
جانے کے لئے بہت مناسب ہو گا۔"

ستفنس۔ "اُستاد اپنے شاگردوں اور بہت سے آدمیوں کے
ہمراہ یروشلیم کو روانہ ہو گئے۔ (اور پھر ذرا ٹھہر کر) تم بنیامین سے واقف ہو
جسے اُستاد نے جھولے کے سخت مرض سے شفا بخشی تھی۔ وہ ہمیں نہیں
بھولا۔ ابھی چند ہی روز ہوئے میں عبادت گاہ سے آتے ہوئے راستے میں
اُس سے دوچار ہوا۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گیا اور اُس نے وعدہ کیا ہے کہ مجھے
عبرانی زبان کے پاک صحیفوں کی تعلیم دیگا۔ اس لئے میں آئندہ کو غیر قوموں میں
شمار نہ ہونگا۔ اُس نے مجھے ایک طومار دیا ہے جسے وہ اُس وقت جب وہ
میری عمر کا تھا پڑھا کرتا تھا۔ اگرچہ جیسا تمہیں معلوم ہے وہ اس وقت
بستر پر سے اُٹھ نہیں سکتا تھا۔ اور اُس نے مجھے ایک زبور بھی سکھایا ہے
کیا میں تمہیں پڑھ کر سناؤں؟"

طیطس نے رضامندی ظاہر کی اور لڑکے نے نہایت شیریں آواز
سے اُسے یہ پڑھ کر سنایا کہ۔

"خداوند میرا چوپان ہے۔ مجھے کمی نہ ہو گی۔ وہ مجھے ہری ہری چراگاہوں
میں بٹھاتا ہے۔ وہ مجھے راحت کے چشموں کے پاس لے جاتا ہے۔ وہ میری
جان کو بحال کرتا ہے۔ وہ مجھے اپنے نام کی خاطر صداقت کی راہوں پر لے
چلتا ہے۔ بلکہ خواہ موت کے سایہ کی وادی میں سے میرا گذر ہو میں کسی بلا سے

نہیں چھوڑونگا کیونکہ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے عصا اور تیری لاٹھی سے مجھے
تسلی ہے۔ تو نے میرے سر پر تیل ملا ہے۔ میرا پیالہ لبریز ہوتا ہے۔ یقیناً
بھلائی اور رحمت عمر بھر میرے ساتھ ساتھ رہینگی۔ اور میں ہمیشہ خداوند
کے گھر میں سکونت کرونگا"۔

ستفنس۔ (نرم آواز سے) "یہ کلام کیسا شیریں ہے اور ایسے ہی اور
بہت سے زبور ہیں۔ میں ان سب کو سیکھ لونگا بیٹا، مین کہتا ہے مجھے
شریعت بھی سیکھنی چاہیئے۔ مگر وہ مجھے بہت نہیں بھاتی کیونکہ اُس میں
"تُو یہ نہ کرنا - تُو وہ نہ کرنا" اور اسی قسم کے اور الفاظ بار بار اس قدر کثرت سے
آتے ہیں کہ انہیں سُن کر میری طبیعت پریشان ہوتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ
کس طرح ان سب حکموں کو ادا کر سکونگا"۔

طیطس۔ (ذرا تلخ آواز سے) "تو تُم جانتے ہو تُم فریسی بن جاؤ گے۔ میں ابھی
عالم تصور میں تمہیں لمبا جبہ پہنے ہوئے اور ایک بڑا تعویذ ماتھے پر باندھے
ہوئے دیکھ سکتا ہوں"۔

ستفنس۔ "نہیں۔ میں تو اُستاد کا پیرو ہونا بہتر سمجھتا ہوں۔ وہ تو
کوئی تعویذ نہیں پہنتا۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ فریسی بھی نہیں ہے"۔

طیطس۔ (جب وہ جال اتار چکے) "ستفنس میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ
یہ زبور جو تم نے ابھی مجھے پڑھ کر سُنایا میرے کانوں کو بالکل مانوس معلوم دیتا
ہے۔ کیونکہ میں نے پہلے بھی بہت دفعہ سُنا ہے لیکن اب بھول گیا ہوں۔
پائرس کا گھر بھی کچھ کچھ ایسا معلوم دیتا ہے کہ میں نے اُسے بھی کبھی پہلے دیکھا
ہے گویا خواب میں"۔

ستفنس۔ "ہاں طیطس۔ اماں کہا کرتی ہے کہ جب وہ لڑکی تھی تو ایک

* [illegible]

بڑے عالیشان گھر میں رہا کرتی تھی۔ شاید تم نے وہی گھر خواب میں دیکھا ہو"۔
طیطس۔ "مگر یہ زبور۔ کیا اماں اُسے اس طرح گایا کرتی تھیں؟" اور
اُس نے آہستہ آہستہ شیریں اور موزوں آواز سے اسی زبور کے الفاظ کو گانا
شروع کیا۔ لیکن وہ چند سطروں کے بعد دفعتہً ٹھہر گیا اور کہنے لگا، "اور
کچھ یاد نہیں آتا"۔

یہ کہہ کر وہ بالکل خاموش ہو گیا۔ اگرچہ ستفنس برابر باتیں کرتا رہا مگر
اُس نے پھر مُنہ نہ کھولا اور برابر دریائے فکر میں غرق رہا۔

گیارھواں باب

یروشلیم کا سفر

ابھی بہت سویرا ہے۔ کوئی ستارہ آسمان پر چمکتا نظر آتا ہے۔ پائرس
کے محل کا صحن لوگوں کے شور و غوغا سے گونج رہا ہے۔ نوکر ادھر ادھر دوڑتے
پھرتے ہیں۔ بعض خچروں کو لاتے اور سامان لاد رہے ہیں جو فرش پر بکھرے
پڑے ہیں۔ بیرونی صحن میں کھڑا احکام جاری کر رہا ہے۔ جو جو جانور لادے
جاتے ہیں انہیں باہر لے جا کر کھڑا کر دیتے ہیں۔ جب سب سامان لد گیا تو
پکار کر کہنے لگا۔

"اچھا۔ اب جلد جا کر آقا کا گھوڑا اور خچریں لے آؤ۔ وقت ہاتھ سے
نکلا جاتا ہے۔ ہمیں ضرور ہے کہ دن کی گرمی سے پہلے پہلے منزل پر پہنچ جائیں"۔

حُکم کی دیر تھی کہ نوکر اصطبل میں سے ایک خوبصورت سڈول۔ سیاہ چشم۔ نازک کمر اور چھوٹے سر کا عربی گھوڑا نکال لائے۔ اُس کے ساتھ ہی کئی ایک خوبصورت خچریں بھی تھیں جو نہایت قیمتی ساز سے آراستہ تھیں۔ ہر ایک کے ساتھ ایک سائیس تھا۔ بنونی نے اندر جا کر آقا کو خبر دی کہ سب کچھ تیار ہے۔ اب یائرس اور اُس کی بیوی سائرہ اپنی ننھی لڑکی رُوت اور بہت سی کنیزوں کے ساتھ باہر نکل آئی۔ رُوت گھوڑوں کو دیکھتے ہی بہت خوش ہُوئی اور سب سے آگے بڑھ کر کہنے لگی۔

"لو آخر ہم چل پڑے۔ اور یہ میری پیاری بیکاہ (خچر کا نام) ہے کیوں پیاری۔ تُو مجھے پہچانتی ہے؟" یہ کہہ کر وہ اپنی سفید رنگ خچر کے سر پر جو اوروں سے الگ کھڑی تھی پیار سے ہاتھ پھیرنے لگی۔

ماں۔ "بیٹی۔ ذرا ٹھہرو۔ بنونی ابھی تمہیں زین پر بٹھا دیگا" ابھی وہ یہ کہہ ہی رہی تھی کہ طیطس نے اُسے اُٹھا کر بڑے آرام کے ساتھ خچر پر سوار کر لیا۔

رُوت۔ "ہاں امّاں۔ تم دیکھتی ہو طیطس بھی بنونی سے کچھ کم نہیں۔" اور پھر طیطس سے مخاطب ہو کر اور خچر کی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہُوئے "میں خوش ہُوں کہ تم میرے ساتھ ساتھ چلوگے۔ کیونکہ ہم راستے میں خوب بات چیت کرتے جائینگے۔ پچھلی دفعہ بوڑھا آسا میرے ساتھ تھا۔ وہ ایسا بہرا تھا کہ اگر میں اُس سے بات چیت کرنا چاہتی بھی تو نہ سُنتا"۔

طیطس نے اِس کے جواب میں فقط مُسکرا دیا مگر مُنہ سے کچھ نہ بولا سچ تو یہ تھا کہ وہ اُس سیاہ چشم اور سُنہری بالوں والی ننھی لڑکی سے ذرا خوف کھاتا تھا۔ اور اُسے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ ساری دُنیا سے کوئی نرالی مخلوق ہے آخر کار سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور اب یکے بعد دیگرے سب

بڑے پھاٹک سے باہر نکل گئے۔ بنونی نے رومال سے اپنے مُنہ کا پسینہ پُونچھا اور ذرا ٹھہر کر نائب داروغہ کو جو اُس کی غیر حاضری میں مکان کی حفاظت پر مامُور تھا آخری ہدایات دیں اور پھر سب کے بعد گھوڑے پر سوار ہو کر دَوڑتا ہُوا قافلے سے جا مِلا۔

رُوت کی خچر اُس کی ماں کے پیچھے پیچھے جا رہی تھی۔ اُس کے پیچھے مرسا کی خچر تھی۔ یائرس بہت سے مسلح نوکروں کے ہمراہ آگے آگے جاتا تھا۔ جانور جن پر خیمے۔ کھانے پینے کا سامان اور نذرانے لدے تھے سب کے سب پیچھے چلے آتے تھے۔ اگرچہ ابھی بہت سویرا تھا تو بھی شہر کے لوگ اِس قافلے کو دیکھنے کے لئے باہر نکل آئے۔ یائرس کی بیوی نے چہرے پر سفید نقاب ڈال لیا اور اپنی لڑکی کو بھی یہ ہدایت کی۔ لڑکی نے ماں کا حُکم تو مان لیا مگر اُس کی چمکیلی آنکھیں نقاب میں سے ہر چیز کو غور سے دیکھتی جاتی تھیں۔ اتنے میں طیطس کی نظر ستفنس پر پڑی جو کندھے پر جال لٹکائے لوگوں کے ساتھ کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا۔ طیطس کو دیکھ کر اُس کا چہرہ مارے خُوشی کے چمکنے لگا۔ اور مچھلیوں کی ٹوکری اُوپر اُٹھا کر تاکہ وہ اُسے اچھی طرح دیکھ سکے پُکار کر کہنے لگا۔

"الوداع۔ دیوتا تیری حفاظت کریں"۔

رُوت۔ "یہ کون لڑکا ہے اور یہ کیوں کہتا ہے کہ دیوتا تیری حفاظت کریں؟ کیا خُدا بہت سے ہیں"؟

طیطس۔ "یہ میرا بھائی ستفنس ہے۔ چونکہ یہ بچپن سے دیوتاؤں کا ذکر سُنتا رہا ہے وُہی بات زبان پر چڑھی ہُوئی ہے۔ ہم دراصل یونانی نسل سے ہیں"۔

روت:۔ "میں نے بہت یونانی دیکھے ہیں لیکن تم تو یونانی معلوم نہیں ہوتے۔ تمہاری صورت و شکل تو بالکل یہودیوں کی سی ہے بلکہ تمہاری شکل میرے کسی جان پہچان سے ملتی ہے۔ اب اُس کا نام مجھے یاد نہیں آتا۔ ذرا مجھے اپنے بھائی کا کچھ حال تو بتاؤ۔ ستفنس اُس کا نام ہے نا؟"

طیطس:۔ "ہاں۔ میں اُس کے متعلق ایک بڑی عجیب بات بتا سکتا ہوں۔ یہ بالکل چل پھر نہیں سکتا تھا۔ یسوع نے اُسے بالکل تندرست کر دیا اور اب تم دیکھتے ہو کہ کیسا ہٹا کٹا مضبوط لڑکا ہے اگرچہ صورت سے ذرا نازک سا معلوم ہوتا ہے۔"

روت:۔ "ہاں۔ مگر کیا سچ مچ اُس نے یسوع کے ہاتھوں سے شفا پائی اور چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا؟ مجھے اِس کا سب حال سناؤ۔"

یہ حکم پا کر طیطس نے جہاں تک ہو سکا سارا قصہ اُس کے سامنے بیان کیا۔ روت کبھی کبھی اُس سے سوال پوچھتی جاتی تھی۔ جب وہ ختم کر چکا تو ایک لمبی سانس بھر کر کہنے لگی۔

"مجھے یہ کہانی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے اور سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ کہانی بالکل سچی ہے۔ میں نے بھی اُس یسوع ناصری کو دیکھا ہے۔ مجھے تو وہ نہایت عجیب و غریب اور خوبصورت آدمی معلوم ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دُنیا بھر میں اُس سے بہتر کوئی نہ ہوگا۔ میں ہمیشہ چاہتی ہوں کہ اُس سے گفتگو کروں لیکن اماں منع کرتی ہیں کیونکہ ہمیشہ غریب لوگوں کی بھیڑ اُسے گھیرے رہتی ہے۔"

اب وہ شہر سے باہر نکل گئے تھے اور ایک بلند پہاڑی پر چڑھ رہے تھے جو گنیسرت کی خوبصورت جھیل کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

راستہ ناہموار اور دُشوار گذار تھا اس لئے طیطس کی ساری توجہ اس بات میں لگی تھی کہ خچر کو ہموار جگہ پر چلائے۔ یائرس کی بیوی نے کئی دفعہ پیچھے پھر کر اپنی لڑکی کو دیکھا کہ کسی طرح کی تکلیف تو نہیں۔ لیکن ہر دفعہ اُسے خوش و خرم پایا۔ قریباً ایک گھنٹے کی چڑھائی کے بعد آخر سب چوٹی پر پہنچ گئے اور یہاں دم بھر کے لئے آرام کرنے کو ٹھہر گئے۔ اب سورج چڑھ آیا تھا اور چاروں طرف کا نظارہ نہایت خوبصورت تھا۔ سینکڑوں گز نیچے جھیل کی روپہری سطح نظر آتی تھی جس پر کہیں کہیں جہازوں کے بادبان دکھائی دیتے تھے۔ پہاڑی کا دامن ہر طرف سبزہ زار سے ڈھنپا تھا۔ کہیں کہیں گاؤں بسے ہوئے تھے۔ اُن سے پرے بہت دُور کوہ حرمون کی اونچی برفانی چوٹی تھی۔ یہ نظارہ دیکھ کر سارہ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے "میں اپنی آنکھیں پہاڑوں کی طرف اُٹھاؤنگی۔ میری کمک وہاں سے آئیگی۔"

الغرض یہ سفر طیطس کے لئے نہایت خوشی کا باعث تھا۔ یہ چھوٹی چھوٹی منزلیں اُس کے مضبوط جسم میں کچھ تکان پیدا نہیں کرتی تھیں۔ مگر نئے نئے نظارے اور نقل و حرکت اور ان سب سے بڑھ کر روت کی مہربانی جو روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ یہ سب باتیں طیطس کے دل میں ایسی خوشی و خرمی پیدا کرتی تھیں جس کا اس سے پہلے اُس نے کبھی مزہ نہ چکھا تھا۔ اُس کی گذشتہ زندگی کی تلخی اور تکالیف اب پیچھے رہ گئی تھیں۔ اور نئی نئی تاثیریں جو اُس کو گھیرے ہوئے تھیں اُس کی روح میں نت نئی اُمنگیں پیدا کرتی تھیں۔

سفر کے چوتھے دن یہ ظاہر ہونے لگا کہ وہ بیت المقدس کے قریب

پہنچ گئے ہیں کیونکہ اب اُنہیں زائرین کی جماعتیں جن کے ساتھ قربانی کے لئے بھیڑوں اور بیلوں کے گلّے تھے کثرت سے ملنے لگیں ۔ بہت لوگ چلتے چلتے گاتے بھی جاتے تھے اور اُن کی آوازیں دُور دُور وادیوں میں گونجتی تھیں ۔

"اے یروشلیم ۔ ہمارے قدم تیرے پھاٹکوں کے اندر ہیں جس میں قبیلے ۔ خُداوند کے قبیلے ۔ خُداوند کے نام کا شکر کرنے کو جاتے ہیں یروشلیم کی سلامتی کی دُعا مانگو ۔ وہ جو تجھ سے محبّت رکھتے ہیں اقبالمند ہونگے ۔ تیری فصیل کے اندر سلامتی اور تیرے محلّوں میں اقبالمندی ہو"۔ (زبور ۱۲۲ و ۱۲۳) ۔

بارھواں باب

یسُوع کے تذکرے

مَیں کہتا ہُوں کہ اب مُتوقع نہیں رہا ہے کہ اِن باتوں سے چشم پوشی کی جائے ۔ کیوں کہ یہ شخص ہمیشہ خُدا کے نام پر کُفر بکتا رہتا ہے ۔

اِن الفاظ کا متکلم کائفا سردار کاہن ہے ۔ جب وہ یہ کلام کر رہا تھا وہ بے صبری سے صحن کے ادھر اُدھر چہل قدمی کرتا جاتا تھا مگر اُس کا مہمان یائرس اُس کے پاس ہی سنگ مرمر کی ایک چوکی پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا ۔ دونو بہنیں کچھ فاصلے پر بیٹھی ایک دُوسری کی صحبت کا لُطف اُٹھا رہی تھیں ۔ رُوت اپنی کُہنیاں منڈیر پر رکھے آنکھیں پھاڑ پھاڑ

کر شہر مقدّس کے عجیب و غریب نظاروں کا ملاحظہ کر رہی تھی ۔

کائفا۔ "تُم نے آج ہی اُس یسُوع کی بات سُنی کہ جب اُس سے بیت حسدا میں ایک ضعیف آدمی کو شفا بخشنے کی بابت سوال کیا گیا تو اُس نے جواب دیا کہ "باپ کسی کی عدالت بھی نہیں کرتا ۔ بلکہ اُس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا ہے"۔ جس سے اُس کی مُراد یہ تھی کہ یہ کام مجھے سونپا گیا ہے ۔ اور اِس فقرے پر غور کرو "تاکہ سب لوگ جس طرح باپ کی عزت کرتے ہیں بیٹے کی عزت کریں ۔ ذرا الفاظ جس طرح پر بھی لحاظ کیجئے ۔ اُس کے بعد اُس نے یوحنّا کا ذکر کیا جو میری دانست میں اپنی دیوانگی کے سبب قید میں پڑا ہے ۔ اور انصاف کے رُو سے اِسی کا سزاوار ہے ۔ وہ اُس کے حق میں یُوں کہنے لگا "ایک اور ہے جو میری گواہی دیتا ہے اور مَیں جانتا ہُوں کہ میری گواہی جو وہ دیتا ہے سچّی ہے ۔"

یائرس۔ "ہاں اُس نے یہ باتیں کہی تھیں لیکن اُس نے ایک اور بات بھی کہی تھی جسے مَیں نہیں بھُولا ۔ لیکن میرے پاس جو گواہی ہے وہ یوحنّا کی گواہی سے بڑی ہے کیونکہ جو کام باپ نے مجھے پُورے کرنے کو دیئے یعنی یہی کام جو مَیں کرتا ہُوں وہ میرے گواہ ہیں کہ باپ نے مجھے بھیجا ہے ۔ آپ اُس شخص پر الزام لگاتے ہُوئے اِن عجیب و غریب شفا بخشی کے کاموں کو جو وہ ہر روز کرتا رہتا ہے بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں ۔ بھلا آپ اُس شخص کے علاج کی نسبت جس کی بابت عام طور پر شہادت دی جاتی ہے کہ اڑتیس سال تک بستر پر پڑا رہا کیا کہتے ہیں ؟ اِس ناصری نے فقط ایک لفظ کہہ کر اُسے بھلا چنگا کر دیا ۔"

کائفا۔ (ذرا بگڑ کر) "لیکن اس بات کو بھی سوچئے کہ وہ سبت کا روز تھا۔ اور اُس نے اُسے کہا کہ اُٹھ اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر۔ یہ دونو باتیں کہ اُس نے سبت کے روز اُسے اچھا کیا اور پھر اُسے اپنی چارپائی اُٹھا کر چلنے پھرنے کا حکم دیا شریعت کے خلاف ہیں۔ اِس لئے وہ کفر کا مجرم ہے۔ اُس نے خدائے تعالےٰ کی شریعت کی تحقیر کی۔ ایسی خطا کی سزا سے آپ خوب واقف ہیں"۔

یہ دونو شخص گفتگو میں ایسے مشغول تھے کہ انہیں ہرگز معلوم نہ ہُوا کہ رُوت پیچھے پھر کر بڑے غور و توجہ سے اُن کی اس گفتگو کو سُن رہی ہے وہ دفعتہً یہ سوال کر اُٹھی۔

"چچا یوسف۔ کیا آپ یسوع ناصری کا ذکر کرتے ہیں"؟

کائفا یہ سُن کر ٹھہر گیا اور پیار سے اُس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگا "پیاری بیٹی۔ کیوں پوچھتی ہو"؟

رُوت۔ "میں اُسے جانتی ہوں اور اُسے دیکھا بھی ہے۔ اگر وہ اپنے دعوے کے مطابق فی الحقیقت خدا کا بیٹا ہے تو کیا اُسے سبت کے دن شفا بخشنے کا حق نہیں کیونکہ یہ بھی تو اُسی خدا کا دن ہے"؟

پائرس۔ (ذرا فخر سے) "لڑکی نے خوب کہا۔ میں خود تم سے یہی سوال پوچھنے کو تھا"۔

کائفا۔ "اور تم کو یہی جواب دیتا کہ اُس کے سارے دعوے کفر پر مبنی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ شخص ایک معمولی بڑھئی کا بیٹا ہے۔ نہیں بلکہ خود بھی بڑھئی ہے اور اب تک یہی کام کرتا رہا ہے۔ وہ ناصرت کا رہنے والا ہے اور کیا ناصرت سے کوئی اچھی چیز نکل سکتی ہے"؟

رُوت۔ (آنکھوں میں آنسو بھر کر) "مگر چچا یوسف۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ایسے ایسے عجیب و غریب کام کر سکے اگر خدا اُس کے ساتھ نہ ہو؟ میں تو اُسے دل سے محبت کرتی ہوں اور یقین کرتی ہوں کہ وہ سچ مچ جیسا کہ وہ دعوےٰ کرتا ہے خدا کا بیٹا ہے"۔

مال۔ (نرم آواز سے) "میری پیاری بیٹی۔ تیرے جیسے بچوں کو زیبا نہیں کہ اپنے چچا کے ساتھ ایسے معاملے میں بحث کریں۔ تم جانتی ہو کہ وہ خدا کی ہیکل کا سردار کاہن ہے۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔ تمہارے سونے کا وقت بھی قریب ہے"۔

دونو عورتیں لڑکی کو جو اب رو رہی تھی ہمراہ لے کر وہاں سے چلی گئیں جب اُن کے کپڑوں کی سرسراہٹ کی آواز بند ہو گئی تو فوراً پائرس کائفا کی طرف متوجہ ہُوا۔ کائفا ہیکل کی طرف خاموشی کے عالم میں دیکھ رہا تھا جس کی دیواریں اور بُرج ڈوبتے سورج کی کرنوں سے سنہری اور گلابی رنگوں سے منوّر ہو رہے تھے اور بڑی سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"میرے بھائی۔ میرے نزدیک قوم کے سرداروں کے لئے یہ ایک بڑی ذمہ داری کا موقع ہے۔ اگر لڑکی کی یہ بات درست و صحیح ہو جیسا کہ میں بھی یقین کرتا ہوں تو خدا کے مسیح کو رد کر دینا یقیناً بڑی خوفناک آفت ہے"۔

کائفا یہ سُن کر کچھ دیر تک خاموش رہا۔ پھر پائرس کی طرف مخاطب ہو کر بولا "میرے بھائی۔ تُو ایک نیک مرد ہے۔ بہتر ہوگا کہ ہم اس معاملے پر گفتگو نہ کیا کریں۔ مبادا ہمارے درمیان ایسی ناچاقی پیدا ہو جائے کہ پھر اُس کا علاج نہ ہو سکے۔ میں تجھے صاف صاف کہتا ہوں کہ میں نے اپنے ذہن میں اُس شخص کی نسبت فیصلہ کر لیا ہے کہ اُس کا مرنا ضرور ہے

کیونکہ یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی اُمت کے واسطے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو۔" لیکن جب یہ الفاظ جو ایک طرح سے پیشین گوئی سمجھنی چاہئے اُس کی زبان سے نکلے تو اُس کا جسم کانپ گیا اور اُس کی نظر آسمان کی طرف اُٹھ گئی ۔

اِسی اثنا میں محل کے ایک کمرے میں یہ عورتیں خادمہ کو رخصت کر کے رُوت کو سُلانے میں مشغول تھیں ۔ لڑکی نے ماں کے گھٹنوں کے پاس دو زانو ہو کر زبُور اور دُعائیں پڑھیں اور پھر کپڑے اُتار کر مرصع پلنگ پر جو رنگا رنگ کے پردوں سے ڈھکا ہوا تھا آرام سے لیٹ گئی اور ماں سے کہنے لگی :۔

"اماں جان ۔ اب ہمیں کوئی کہانی سُناؤ ۔ اچھا داؤد اور جولیت کا قصہ ہی سُناؤ۔"

اور ماں نے یہ قصہ جو ابتدائی عمر سے اُس کو بر زبان حفظ تھا قریباً کتاب مقدس ہی کے الفاظ میں اُسے سُنا دیا اور جب وہ ختم کر چکی تو رُوت بڑی گرم جوشی سے کہنے لگی "

"مجھے یہ کہانی بہت بھلی معلوم ہوتی ہے ۔ کاش کہ میں داؤد کو دیکھ سکتی جب وہ اُس کی بڑی تلوار لے کر اس فلسفی دیو کے جسم پر کھڑا اُس کا سر کاٹ رہا تھا ۔ "اور پھر ذرا تامل کر کے گویا وہ اُس نظارے کا تصور باندھنے کی کوشش کر رہی تھی کہنے لگی، اماں میں خیال کرتی ہوں کہ داؤد کی صورت ہو بہو ہمارے طلیطس کی مانند ہو گی "

ماں "میری بیٹی ۔ تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو ؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ طلیطس تو یونانی نسل کا ہے" ؟

لڑکی "نہیں اماں ۔ میں اُسے بھی کہہ چکی ہوں کہ یہ بات درست نہیں کیونکہ اُس کی صورت بالکل یہودیوں کی سی معلوم ہوتی ہے ۔ کیا اُس کی باز کی چونچ کی طرح مُڑی ہوئی ناک اور بڑی بڑی چمکیلی آنکھیں اس بات کو ظاہر نہیں کرتیں ؟ اُس کا چہرہ تو دیکھو کس کی مانند ہے ہاں ہاں ۔ اب مجھے یاد آیا ۔ بالکل ہمارے چچا یوسف کی مانند معلوم ہوتا ہے" ۔ اور وہ جوش میں آ کر بستر پر سے اُٹھ بیٹھی ۔

ماں (نرم مگر مضبوط آواز سے) "میری بیٹی ۔ میری بیٹی تم کیا باتیں بناتی ہو ؟ اب لیٹ کر سو جاؤ ۔ تمہارے دماغ میں خدا جانے کیا کیا بھرا ہے ۔ میں باہر جا کر یہیں پاس بیٹھتی ہوں ۔ مگر تم بالکل خاموش ہو کر سو جاؤ" ۔

جب وہ دونو کمرے کے باہر جا کر بیٹھ گئیں تو حنا سرسری طور پر پُوچھنے لگی "یہ کس لڑکے کا ذکر کرتی ہے" ؟

سارہ "یہ کفر نحوم کا ایک لڑکا ہے جسے ہمارے دارو غہ نے باغیچہ کی رکھوالی کے لئے تھوڑے دِنوں سے نوکر رکھا ہے ۔ ننھی لڑکی کی طبیعت کو کچھ اُس سے ایسا لگاؤ ہو گیا ہے کہ مجھ سے کہنے لگی کہ سفر میں وُہی اس کی خچر کی لگام پکڑے جائے ۔ لڑکا تو ہشیار اور نیک دِل معلوم ہوتا ہے مگر یونانی نسل سے ہے ۔ رُوت کو ان دِنوں میں کچھ ایسی اُبھارنے والی باتیں پیش آتی رہی ہیں کہ اُس کی زبان بہت چلنے لگ گئی ہے ۔ اور میں اسی فکر میں ہوں کہ اُس کو کسی کام میں لگا دُوں تاکہ اُسے اتنی باتیں کرنے کا موقع نہ ملے" ۔

حنا ۔ "میں نے بھی اس لڑکے کو دیکھا ہے ۔ صورت و شکل سے شریف

معلوم ہوتا ہے اور اُس کے خط و خال بھی بالکل یہودیوں کے سے ہیں۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ یہودی نسل سے ہے"؟

سارہ "ہاں۔ یہ بات سچ ہے کیونکہ میں نے اپنے داروغہ کی معرفت اس امر کی تحقیقات کی تھی۔ اُس کے باپ کا نام داؤس ہے"۔ تب اپنی بہن کے خیالات معلوم کرکے اور اُس کی توجہ کو دوسری طرف لگانے کی غرض سے کہنے لگی "ہم اچھا بہن۔ اب ہم یہاں تنہا ہیں۔ اور اُمید نہیں کہ کوئی ہماری باتوں میں مخل انداز ہو۔ میں تم کو بتاؤنگی کہ میں نے اُس ناصری کو کس طرح لوگوں کو تعلیم دیتے سُنا ہے۔ مجھے مدت سے یہ شوق تھا کہ اُس کی تعلیم کا حال پورے طور سے معلوم کروں کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ اکثر خبریں جو اوروں کی معرفت ملتی ہیں بالکل صحیح اور واقعہ کے مطابق نہیں ہوتیں۔ اس لئے جب ہم نے سُنا کہ وہ شہر طبریاس کی طرف چلا گیا ہے تو میرا شوہر اور میں فقط اپنے داروغہ شونی کو ساتھ لے کر معمولی آدمیوں کی طرح خچروں پر سوار ہو کر اُودھر روانہ ہوئے۔ جب ہم کچھ فاصلہ طے کر چکے تو ہمیں بہت سے لوگ ملے جو اُدھر ہی کو جارہے تھے۔ اُن میں سے ہر ایک عجیب و غریب کراماتوں کا تذکرہ کرتا تھا جو اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں۔ بلکہ اُن میں کئی ایک آدمی ایسے تھے جنہوں نے خود اُس کے ہاتھ سے شفا پائی۔ آخر ہمیں معلوم ہوا کہ وہ اِس وقت ایک چھوٹے سے گاؤں حتین میں قیام پذیر ہے۔ تمہیں وہ مقام یاد ہوگا یہ کفرنحوم سے سات میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی[1] کے دامن میں واقع ہے جس کے اُوپر

[1] تمام اس بات پر متفق ہیں کہ خداوند یسوع مسیح نے اسی پہاڑی پر پہاڑی وعظ دیا تھا

دو چوٹیاں دو سینگوں کی مانند معلوم ہوتی ہیں۔ یہ پہاڑی ہمارے گھر سے صاف صاف دکھائی دیتی ہے۔

جب ہم اُس مقام پر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ مختلف اقوام اور مختلف حیثیت کے آدمیوں کی بہت بھیڑ جمع ہے۔ ہمیں معلوم ہوا کہ ناصری اس وقت پہاڑی کی چوٹی پر اپنے شاگردوں کے ساتھ بیٹھا ہے لیکن تھوڑی دیر کے بعد ہم کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے شاگردوں کے ہمراہ پہاڑی پر سے اُترا چلا آتا ہے۔ لوگ بیماروں کو لے کر فی الفور آگے بڑھے۔ چونکہ ہم ذرا فاصلے پر تھے اس لئے اچھی طرح دیکھ نہ سکے کہ یہ لوگ کن کن بیماریوں میں مُبتلا تھے اور نہ یہ کہ پھر ٹھیک ٹھیک کیا واقع ہوا۔ لیکن لوگوں کے جوشِ شکر گزاری اور ہلیلویاہ کے نعروں سے معلوم ہوتا تھا کہ سب کے سب شفا پاگئے ہیں ✣

اب ہم بھیڑ میں گھس کر آگے بڑھتے چلے گئے اور آخرکار ناصری کے اس قدر قریب جا پہنچے کہ اُس کی آواز سُن سکتے تھے۔ وہ ایک بڑی چٹان پر بیٹھا تھا۔ اور جب وہ جماعت کی طرف نظر کرتا تھا تو اُس کی صُورت ایسی معلوم ہوتی تھی کہ گویا کوئی عظیم الشان فرشتہ جن کا ذکر ہم کتاب مقدس میں پڑھتے ہیں بیٹھا ہے۔ اب اُس نے کلام شروع کیا کاش کہ میں اُس کی تمام تقریر کا ایک ایک لفظ تمہیں سُنا سکوں کیونکہ اُس کی ہر بات میں حکمت کُوٹ کُوٹ کر بھری تھی۔ اگر خود حضرت مُوسےٰ بھی موجود ہوتے اور ابھی ابھی کوہ سینا سے اُتر کر آتے تو وہ بھی اس سے بڑھ کر قدرت و اختیار کے ساتھ کلام نہ کرتے۔ سب سے پہلے اُس نے برکات کا ذکر کیا۔ مجھے سب کی سب تو یاد نہیں ہیں لیکن اب تک بعض میرے حافظہ میں تر و تازہ

ہیں "مبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائینگے"۔ اِس کے علاوہ اُس نے حلیم، رحم دل اور پاک دل اشخاص کی برکات کا ذکر کیا۔ اور نیز اُن لوگوں کا جو مسیح کی خاطر گالیاں کھائیں یا ستائے جائیں۔ اور پھر اپنے شاگردوں کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ "جب میرے سبب لوگ تمہیں لعن طعن کرینگے اور ستائینگے اور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہینگے تو تُم خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے۔ اِس لئے کہ لوگوں نے اُن نبیوں کو بھی جو تُم سے پہلے تھے اِسی طرح ستایا تھا۔ تُم دُنیا کے نُور ہو۔ جو شہر پہاڑ پر بسا ہُوا ہے وہ چھپ نہیں سکتا۔ چراغ جلا کر پیمانے کے نیچے نہیں بلکہ چراغدان پر رکھتے ہیں تو اُس سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہنچتی ہے۔ اِسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے اچھے کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے بڑائی کریں"۔

تب پھر اُس نے بیان کیا کہ "میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پُورا کرنے آیا ہُوں۔ اور اُن میں سے ایک نقطہ یا شوشہ ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پُورا نہ ہو جائے"۔ اور پھر اُس نے یہ بھی کہا کہ "اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تُم آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہوگے"۔ اِس کے بعد اُس نے تفصیل کے ساتھ شریعت کا ذکر کیا اور یہ دکھایا کہ اُس کی رائے میں وہ شخص جو بلا سبب غصہ ہوتا ہے قاتل کے طور پر سزا پانے کے قابل ہے۔ اور اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ جھگڑا رکھتا ہے تو اُس کی قربانی خُدا کے نزدیک مقبول نہ ہوگی۔ علاوہ بریں یہ کہ ہمیں شریر آدمی کا مقابلہ نہیں

کرنا چاہئے بلکہ فیاضی دکھا کر اُسے شرمندہ کرنا چاہئے۔ اور ہمیں نہ صرف اپنے دوستوں ہی سے محبت کرنی چاہئے بلکہ اُن سے بھی جو ہم سے نفرت کرتے یا ہمارا نقصان کرتے ہیں۔ اور ہمیں شریر آدمیوں کے لئے بھی دُعا مانگنی چاہئے تاکہ ہم اپنے آسمانی باپ کے بیٹے ٹھہریں کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے۔ "اگر ہم فقط اپنے ہمسروں سے محبت کریں تو ہماری حالت رذیل لوگوں سے کسی طرح بہتر نہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ ہمیں ایسا ہی کامل بننے کی کوشش کرنی چاہئے جیسے ہمارا آسمانی باپ کامل ہے۔

اُس نے یہ بھی فرمایا کہ خیرات اِس لئے مت کرو کہ تمہارے دوست دیکھ کر تمہاری تعریف کریں۔ اگر تُم اِس طور سے غریبوں کو دوگے تو خُدا سے تمہیں بدلہ نہ ملیگا۔ لیکن جو چُپ چاپ اور دکھاوے کے بغیر دیگا اُسے سب کے سامنے بدلہ ملیگا۔ نیز اُس نے دکھاوے کے طور پر نماز و دُعا کرنے کو بھی بُرا ٹھہرایا۔ پس تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے فقیہ اور فریسی بعض اوقات بازاروں میں بھی دُعا مانگا کرتے ہیں۔ مجھے اکثر تعجب ہُوا کرتا ہے کہ جب وہ بازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے دُعا مانگتے ہیں تو اپنے دِل کو کس طرح خُدا کی طرف لگا سکتے ہیں؟ مگر ناصری نے بیان کیا کہ یہ لوگ فقط دکھاوے اور لوگوں کی تعریف حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ درحقیقت اُن کو ایسی دُعاؤں سے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور اُس نے کہا کہ اگر تُو چاہتا ہے کہ خُدا تیری دُعا سُن کر قبول کرے تو اپنی کوٹھڑی میں جا اور دروازہ بند کر کے دُعا مانگ۔ اور یہ مت سمجھو کہ ہمارا آسمانی باپ لمبی لمبی دُعاؤں یا لفظوں کے بار بار دُہرانے سے خوش ہوتا ہے

کیونکہ اس طرح تو غیر قومیں دُعا مانگا کرتی ہیں۔ خُدا تمہارا باپ ہے۔ وُہ تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تُم کن کن چیزوں کے محتاج ہو بلکہ وہ ہمارے مانگنے کا بھی منتظر نہیں رہتا۔ کیونکہ دیکھو وہ کس طرح ہر ایک مخلوق کی خبر گیری کرتا ہے بلکہ اُن لوگوں کی بھی جو ٹھیک طور پر دُعا مانگنا نہیں جانتے۔ تاہم ہمیں ضرور دُعا مانگنی چاہیئے کیونکہ یہ بات ہمارے آسمانی باپ کو خوش آتی ہے۔ پھر اُس نے بتایا کہ تُم اس طرح دُعا مانگا کرو کہ "اَے ہمارے باپ۔ تُو جو آسمان پر ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر پُوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔ ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے۔ اور جس طرح ہم نے اپنے قرضداروں کو مُعاف کیا ہے تُو ہمارے قرض ہمیں معاف کر اور ہمیں آزمائش میں نہ لا۔ بلکہ بُرائی سے بچا۔ کیونکہ بادشاہی۔ قُدرت اور جلال ابد تک تیرا ہی ہے"۔

حنّا۔ "یہ تو بڑی عجیب دُعا ہے۔ مگر اُس کی تعلیم۔ یہ تو میرے کانوں کو بڑی عجیب سی معلوم ہوتی ہے بلکہ موسٰے کے وقت سے جب وہ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لایا آج تک کسی نے ایسی تعلیم نہیں دی"۔

سارہ۔ "مگر کیا وہ تعلیم سچّی معلوم نہیں ہوتی؟ مجھے تو وہ بالکل سچّی معلوم دیتی ہے۔ اگر تُم سُننا چاہتی ہو تو مَیں اَور بھی بہت کچھ سُنا سکتی ہُوں۔ کیا تُم تھک تو نہیں گئیں؟"

حنّا۔ "نہیں جو کچھ تمہیں معلوم ہے مہربانی سے مجھے بتا دیجئے"۔

سارہ۔ "خیر جو کچھ مجھے آتا ہے مَیں سُنانے کو تیار ہُوں۔ اگرچہ ساری باتیں تو مجھے یاد نہیں رہیں۔ اُس نے یہ بھی ہدایت کی کہ ہمیں اس دُنیا کے مال و دولت کی بہت پروا نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ ان چیزوں کو کیڑا لگ جاتا یا زنگ

کھا جاتا ہے یا چور چُرا لے جاتے ہیں۔ کیوں بہن کیا یہ بات بالکل ٹھیک نہیں؟"

حنّا۔ (ٹھنڈی سانس بھر کر۔ کیونکہ اب اُسے اپنا سب سے قیمتی خزانہ جو اُس سے چوری ہو گیا تھا یاد آ گیا) "ہاں بہن یہ بالکل سچ ہے"۔

سارہ۔ "اُس نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو۔ جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ۔ اور نہ چور نقب لگاتے اور چُراتے ہیں۔ اور اپنے آیندہ کے لئے بہت فکرمند نہ ہو کیونکہ تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تمہیں کھانے اور کپڑے اور مکان کی ضرورت ہے۔ اور جب وہ جنگلی سوسن کے درختوں کو جو نہ محنت کرتے ہیں اور نہ کاتتے ہیں ایسا لباس پہناتا ہے کہ سلیمان بھی باوجود اپنی شان و شوکت کے اُن میں سے کسی کی مانند پوشاک پہنے ہُوئے نہ تھا تو کیا وہ اپنے فرزندوں کو بھُول جائیگا؟ سب سے پہلی اور ضروری بات یہ ہے کہ تُم خُدا کو اور اُس کی راستبازی کو ڈھونڈو۔ اور جب ہم ایسا کرینگے تو اور سب چیزیں جن کے ہم حاجتمند ہیں خُدا اپنے لازوال خزانے سے عطا کریگا۔ اَوروں کی عیب جوئی نہ کرو۔ کیونکہ اکثر ہم خود اُن سے کہیں زیادہ عیبدار ہوتے ہیں۔ اس لئے جیسا ہم اَوروں پر حکم لگائینگے۔ ویسا ہی ہم پر حکم لگایا جائیگا۔ جب ہم خُدا سے مانگینگے تو خُدا اپنے فرزندوں کو بہت افراط سے عطا کریگا۔ زمینی باپ اُس کے مقابلے میں کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ اِس لئے اگر ہم کسی چیز کے خواہشمند ہوں تو ہمیں وہ اپنے آسمانی باپ سے مانگنی چاہیئے۔ اگر وہ ہمارے لئے فائدہ مند ہوگی تو ضرور ہم کو مل جائیگی۔ شریعت اور انبیا کو کامل طور پر پُورا کرنے کے لئے (بہن ذرا اِس بات کو غور سے سُننا کیونکہ ہم ہمیشہ شریعت کے احکام کو بجا لانے کے لئے محنت کرتے رہتے ہیں۔) فقط یہی ضروری ہے کہ ہم اَوروں کے ساتھ ایسا

ہی سلوک کریں جیسا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اور لوگ ہم سے کریں ۔

اُس کے آخری کلمات بہت حیرت انگیز تھے ۔ کیونکہ اُس نے صاف صاف الفاظ میں رسُول اللہ ہونے کا دعوےٰ کیا ۔ چنانچہ اُس نے فرمایا ۔ جو مجھ سے اَے خُداوند ۔ اَے خُداوند ۔ کہتے ہیں اُن میں سے ہر ایک تو آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا مگر وُہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے ۔ اُس دن بہتیرے مجھ سے کہینگے ۔ کیا ہم نے تیرے نام سے بدرُوحوں کو نہیں نکالا ؟ اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے ؟ اُس وقت مَیں اُن سے صاف صاف کہُونگا کہ میری کبھی تُم سے واقفیت نہ تھی ۔ اَے بدکارو ۔ میرے پاس سے چلے جاؤ ۔ پس جو کوئی میری یہ باتیں سُنتا اور اُن پر عمل کرتا ہے وہ اُس عقلمند آدمی کی مانند ٹھہریگا جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا اور مینہ برسا اور پانی کا چڑھاؤ آیا اور آندھیاں چلیں لیکن وہ نہ گرا ۔ کیونکہ اُس کی بُنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی ۔ لیکن جو کوئی میری یہ باتیں سُنتا ہے اور اُن پر عمل نہیں کرتا وہ اُس بے وقوف آدمی کی مانند ٹھہریگا جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا اور مینہ برسا اور پانی کا چڑھاؤ آیا اور آندھیاں چلیں اور اُس گھر کو صدمہ پہنچایا ۔ اور وہ گر گیا اور بالکل برباد ہوگیا ۔

جب وہ یہ باتیں بیان کر چُکا تو لوگ بالکل حیرت زدہ رہ گئے ۔ سچ مُچ میری پیاری بہن ۔ اُس کا کلام نہایت عجیب و غریب تھا ۔ اگرچہ مجھے فقط کہیں کہیں سے یاد رہ گیا ہے ۔ کاش کہ تُو بھی اُس کی باتیں اپنے کانوں سے سُنتی "!

حنّا ۔ "کاش کہ مَیں سُن سکتی (پھر ٹھہر کر) مگر تُم جانتی ہو کہ میرا شوہر

اور خود ہمارا باپ بھی اِس معاملے میں کیا رائے رکھتے ہیں "؟

سارہ ۔ "ہاں مجھے معلوم ہے "۔

پھر دونو بہنیں بالکل خاموش ہوگئیں ۔ ہر ایک اپنے اپنے خیال میں غرق تھی اور اندر لڑکی گہری نیند میں سو رہی تھی ۔

تیرھواں باب

یائرس کی لڑکی

طیطس باغ کے اندر کام میں مشغول تھا ۔ انگوروں کی نرم نرم ٹہنیوں کو باندھ رہا تھا کہ کہیں گر کر ٹوٹ نہ جائیں ۔ اور ساتھ ہی آہستہ آہستہ سیٹی بجاتا جاتا تھا ۔ کام ذرا مشکل تھا اور جب وہ تمام کر چُکا تو اُس کا مُنہ بالکل سُرخ ہو گیا تھا ۔ اِس لئے وہ آہستہ آہستہ حوض کے پاس گیا اور سنگ مرمر کے فرش پر بیٹھ کر اُس کے ٹھنڈے ٹھنڈے پانی سے ہاتھ مُنہ دھونے لگا ۔ جب ذرا ٹھنڈا ہو گیا تو کہنے لگا ۔ یہ ٹھنڈا پانی خُدا کی کیسی بڑی نعمت ہے ۔ ہاتھ مُنہ دھونے سے طبیعت کیسی بحال ہو گئی اور تکان اُتر گیا ۔ تب وہ اُٹھ کھڑا ہُوا اور اپنے سر کے بال جھاڑتا ہُوا ہاتھ مُنہ پر رکھ کر اِدھر اُدھر نظر کرنے لگا ۔ وہ صبح ہی سے کام میں لگ رہا تھا اور جب اُس کی نظر مخملی گھاس اور جھاڑیوں اور خوشنما پھُولوں کے درختوں پر پڑی تو اُس نے سب کچھ درست پایا اور

کہنے لگا۔

"مجھے تو سب کچھ درست اور تیار معلوم ہوتا ہے۔ معلوم نہیں اسے دیکھ کر بنوتی کیا خیال کرے گا؟ اُس کی آنکھیں نقص پکڑنے میں بڑی تیز ہیں۔"

اب اُس کی نظر دفعتہً کسی چمکیلی رنگ دار چیز پر پڑی جو سنگ مرمر کے ایک بنچ کے نیچے دھری تھی۔ اُس نے جھک کر اُسے اُٹھا لیا۔ جب دیکھا کہ وہ گیند ہے تو اُسے ہاتھ میں لے کر گھمانے لگا۔ اور پھر ذرا مسکرا کر کہنے لگا "معلوم نہیں۔ ننھی لڑکی آج کس کام میں مشغول ہے۔ آہا۔ یہ تو مرلیسا آرہی ہے"۔

خادمہ جلدی جلدی صحن کی طرف جارہی تھی اور اُس کے ہاتھ میں ایک مٹکا تھا۔ طیطس نے اُسے آواز دی اور وہ ٹھہر کر اُس کی طرف متوجہ ہوئی۔ مگر جب وہ پاس آیا تو اُس نے دیکھا کہ خادمہ کی صورت ذرا سنجیدہ معلوم ہوتی ہے۔ جو ایک غیر معمولی بات تھی۔

طیطس: "یہ ہماری ننھی خاتون کا گیند ہے۔ تم ذرا اُسے دے دینا۔ کیا وجہ ہے کہ آج وہ باغ میں کھیلنے نہیں آئی"۔

مرلیسا: "اُس کی طبیعت ناساز ہے۔ ہم نے حکیم کو بلا بھیجا ہے اور میں اُس کے لئے کچھ گرم پانی لئے جاتی ہوں۔ مجھے مت روکو"۔

طیطس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ جس سے دوسرے صحن کو راستہ تھا اور پھر مرلیسا کے پیچھے ہو لیا۔ اور جب وہ مٹکے میں سے گرم پانی لینے لگی تو پوچھنے لگا۔

"بتاؤ تو کیا شکایت ہے"؟

مرلیسا: "ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ اُسے سخت تپ چڑھی ہے اور سردرد کی شکایت کر رہی ہے۔ جب سے یروشلیم سے واپس آئی ہے اُس کی طبیعت درست نہیں رہی"۔

طیطس: "آقا کہاں ہیں"؟

مرلیسا: "وہ بھی لڑکی کے پاس بیٹھے ہیں اور اُس کی ماں اور بوڑھی تابیتا جو اُس کی انا تھی وہ بھی وہیں بیٹھی ہیں۔ تابیتا حکیموں کی نسبت بیماری کا علاج بہتر سمجھتی ہے۔ مجھے تو ان لوگوں سے اور ان کے جوشاندوں سے ڈر لگتا ہے۔ ایک دفعہ جب مجھے تپ چڑھی تھی تو بچھوؤں[1] کا عرق شراب میں ملا کر دیا گیا تھا مگر میں نے تو نہ پیا۔ اور جب پیالہ میرے سامنے آتا تھا تو زمین پر اُنڈیل دیتی تھی"۔ یہ کہہ کر وہ گرم پانی لئے ہوئے جلد جلد چلی گئی۔ اتنے میں دوسرے نوکر بھی طیطس کے گرد جمع ہو گئے اور لڑکی کی بیماری کی خبر سُن کر سب کے سب غم سے بھر گئے۔

وہ جس قدر جلد ہو سکا اُن سے پیچھا چھڑا کر الگ چلا گیا کیونکہ اُن کی صحبت اُسے پسند نہ تھی۔ اور اب جب بیماری کی خبر سُن کر اُنہوں نے سر ہلانا اور طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کیا تو اُسے اور بھی بُرا معلوم ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا۔

[1] یہ بات بالکل صحیح ہے کیونکہ تاریخی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانے کے اطبّا یہ اور اور اسی قسم کی دوائیں مریضوں کو پلایا کرتے تھے۔

"احمق - حیوان - انہیں صرف زبان ہلانا ہی آتا ہے۔ جب کوئی نئی خبر مل جاتی ہے تو کیسے اُس کے پیچھے دوڑتے ہیں اور سرگوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ جیسے مُرغی دانے کے پیچھے دوڑتی ہے"۔

مگر اُس کی یہ رائے ٹھیک نہ تھی۔ اور وہ خود بھی جانتا تھا کیونکہ نوکروں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو ننھی رُوت کو دل سے نہ چاہتا تھا۔

جب وہ اسی فکر میں غلطاں و پیچاں اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا تو اُس کی نظر گلی کے دروازے پر جا پڑی جو کُھلا پڑا تھا اور یہ سوچے سمجھے بغیر کہ کہاں جاتا ہے وہ باہر نکل گیا۔ اب وہ قدم اُٹھاتے ہوئے اپنے گھر کی طرف روانہ ہُوا اور دل میں کہنے لگا۔ "مستفنس مل جائے تو خوب ہو"۔

اِدھر ننھی رُوت اندرُونی محل کے ایک چھوٹے سے کمرے میں لیٹی ہُوئی بے قراری سے کروٹیں لے رہی تھی۔ اور کبھی چلاتی تھی۔ ہائے اماں۔ ہائے میرا سر۔ اور اُس کے زرد زرد رُخسار اور اُس کی آنکھیں جو رفتہ رفتہ پژمُردہ ہوتی جاتی تھیں دیکھ کر ماں کا دل ڈوبا جاتا تھا۔ بیچاری تابیتا بار بار ٹھنڈے پانی میں کپڑا تر کرکے اُس کی پیشانی پر رکھتی اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اُس کے پاؤں گرم پانی میں ڈال کر پاشویہ کرتی تھی۔

"تمہیں ذرا احتیاط کرنی چاہئے کہ کہیں گرمی اُس کے سر کو نہ چڑھ جائے۔ میں نے بہت سے تپ کے مریضوں کو اسی طرح فقط پانی کے ذریعہ سے تندرست کیا ہے"۔

بائرس۔ (بے صبر ہو کر) معلوم نہیں حکیم کو کیا ہو گیا ہے؟ کہیں

آنے میں نہیں آتا تاکہ جلد کوئی دوا تجویز کی جاتی۔ پانی تو اچھا ہے لیکن ایسی بیماری کے واسطے دوا بہت ضروری ہے"۔

ابھی یہ الفاظ اُس کے مُنہ میں ہی تھے کہ حکیم آ پہنچا۔ یہ طویل قامت اور دراز ریش آدمی تھا۔ نہایت عُمدہ لباس پہنے تھا۔ اور اُس کے ہمراہ ایک حبشی غُلام تھا جو اِس کی ادویات وغیرہ کا تھیلہ اُٹھائے تھا۔ حکیم نے بڑے ادب سے بائرس کو سلام کیا اور پھر لڑکی کے بستر کی طرف گیا اور آنکھیں جھکا کر۔ لبیں بڑھا کر اور بھویں چڑھا کر غور سے اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اپنا ہاتھ بڑھا کر لڑکی کے سر پر رکھا اور ذرا بلند آواز سے کہہ اُٹھا۔ "ہُوں"! اُس کی آواز سُن کر لڑکی چونک اُٹھی۔ اور کانپ کر ماں کے کپڑے میں اپنا مُنہ چھپا لیا۔

حکیم۔ "لڑکی کا سر آگ کی طرح جل رہا ہے"۔

اور تب تابیتا کی طرف دیکھ کر جو ٹھنڈے پانی میں سے نچوڑا ہُوا کپڑا لڑکی کے سر پر رکھنے کو تھی ہاتھ بڑھا کر کہنے لگا۔

"عورت یہ کیا حماقت ہے؟ پانی صحت کی حالت میں اچھا ہوتا ہے لیکن اب تیری بیوقوفی سے بچی کی جان کے لالے پڑ گئے ہیں"۔

تابیتا نے اُس کی طرف سے پیٹھ پھیر لی اور کچھ مُنہ ہی مُنہ میں بڑبڑانے لگی۔

حکیم نے اب اپنے غُلام کی طرف اشارہ کیا۔ اور اُس کے ہاتھ سے ایک چھوٹا سا پیتل کا برتن لے کر اُس میں کئی ایک سیاہ رنگ کے عرق ملائے اور پھر ایک سفید بھورے رنگ کا بُرادہ اُس میں ڈالا۔ اور جب وہ یہ دوائی تیار کر چُکا تو پھر اپنے نوکر کی طرف متوجہ ہُوا جس نے اپنے

کبھی یہ خیال کرتی کہ خچر پر سوار ہے اور طیطس جنگلی پھولوں کی ٹہنیاں توڑ توڑ کر اُس کے پاس لا رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں بستر پر سے اُٹھی اور آنکھوں پر ہاتھ سے سایہ کر کے گویا کسی دُور کی چیز کو دیکھ رہی ہے بڑی خوشی سے پُکار اُٹھی:

"او طیطس۔ یہ تو سامنے اُستاد کھیت میں سے آ رہا ہے۔ دیکھو اُس کے دامن کے نیچے سوسن کیسے جُھکے جاتے ہیں۔ آخر مجھے اُس سے بات چیت کرنے کا موقع مِل ہی گیا"۔

یہ کہہ کر پھر وہ تکیہ پر گر پڑی اور پھر آہستہ آہستہ آواز سے ٹوٹی پھوٹی باتیں کرنی شروع کیں۔

لیکن اب بجلی کی تیزی کے ساتھ مایوس ماں کے دِل میں دفعتہً اُس بڑے شفا دہندہ کا خیال آ گیا۔ وہ اُٹھ کر کھڑکی کی طرف گئی جہاں اُس کا خاوند سر جُھکائے دریائے فکر میں غرق کھڑا تھا۔ اور اُس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی "جناب ہم اِس غم میں یسُوع ناصری کو تو بالکل ہی بھول گئے کیا ممکن نہیں کہ وہ ہماری بچّی کو شفا بخشے"؟

یائرس یہ سُن کر چونک اُٹھا اور اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہُوا۔ اُس کی آنکھوں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اب اُس کے دِل میں کچھ اُمید پیدا ہو گئی ہے۔ اور بولا۔

"سچ ہے۔ ہم تو اِس بات کو بالکل بھول گئے تھے مجھے یقین ہے کہ صرف وُہی اِس وقت ہماری مدد کر سکتا ہے۔ مَیں فی الفور جا کر اُس کی بابت دریافت کرتا ہُوں۔ بنوتی بھی باہر حکم کا منتظر کھڑا ہوگا"۔

اُدھر طیطس بے حس و حرکت حوض کے کنارے بیٹھا تھا۔ اُس کی

آنکھیں اندرُونی صحن کے دروازے پر لگی تھیں۔ اُس کو وہاں بیٹھے بیٹھے گھڑیاں گُذر گئی تھیں۔ وہ اِس بات کا منتظر تھا کہ کوئی باہر آئے تو اُس سے لڑکی کا حال پُوچھوں۔ اِس لئے بنوتی باہر نکلا تو لپک کر اُس کے پاس گیا اور پُوچھنے لگا۔

"اب ہماری ننھی مخدومہ کیسی ہے"؟

بنوتی:۔ "افسوس اُس کی حالت اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ مجھے خوف ہے کہ اگر جلد مدد نہ ملی تو اُس کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔ مَیں ناصری کی تلاش میں جاتا ہُوں۔ ہمیں اُمید ہے ـــــ"۔

طیطس:۔ (مایوسی کی آواز میں) "مگر وہ تو یہاں نہیں ہے۔ آج صبح جب مَیں نے بیماری کا حال سُنا تو فی الفور اپنے بھائی ستفنس کے پاس گیا اور اُس کو ہمراہ لے کر اُستاد کی تلاش میں نکلا۔ ہم اُسے دُور دُور ڈھونڈتے پھرے۔ آخر کار معلوم ہُوا کہ وہ کل جہاز پر سوار ہو کر جھیل کی دُوسری طرف چلا گیا ہے۔ معلوم نہیں کہ سامریہ کو گیا ہے یا یروشلیم کو۔ معلوم نہیں اب وہ کہاں مِل سکتا ہے"؟

بنوتی:۔ یہ سُن کر غمگین سا ہو گیا لیکن آخر کار بول اُٹھا "تو بھی مجھے حکم کی تعمیل واجب ہے۔ مَیں ضرور جاؤں گا۔ ممکن ہے کہ وہ لوٹ آیا ہو"۔

طیطس:۔ "اچھا آپ جائیں لیکن مَیں ستفنس کو وہاں بٹھا آیا تھا۔ اور کہہ آیا تھا کہ اگر اُسے آتا دیکھے تو فی الفور مجھے خبر دے۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ اِس امر میں قاصر نہ رہیگا"۔

بنوتی:۔ "خیر۔ مَیں بھی جاتا ہُوں"۔

مگر وہ ایک گھنٹے کے بعد واپس چلا آیا۔ اور اُس کی غمزدہ صُورت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہُوا۔

چودھواں باب

اُستاد آگیا

گھنٹے آہستہ آہستہ گذرتے گئے۔ رات آئی اور چلی گئی۔ طیطس ابھی تک بیٹھا ستفنس کی راہ دیکھ رہا تھا۔ اندر بیمار کے کمرے میں تیمارداروں نے مایوسی سے بھرے دل کے ساتھ آنکھوں میں رات کاٹی تھی۔ اور اب معلوم ہوتا تھا کہ اُس خوفناک ظالم موت کی سواری قریب آگئی ہے۔

لڑکی بے حس و حرکت بستر پر لیٹی تھی۔ اُس کی آنکھیں پتھرا گئی تھیں فقط اُس کی سانس کی آواز سے جو اب مشکل سے آرہی تھی وہ زندہ معلوم ہوتی تھی۔ ماں پائنتی کی طرف اپنا مُنہ چھپائے پڑی تھی۔ وہ رات بھر دعا مانگتی رہی تھی۔ اور اُستاد کے یہ الفاظ اُس کو بار بار یاد آتے تھے کہ خُدا دُنیا کے والدین کی نسبت زیادہ خوشی سے اچھی اچھی نعمتیں اپنے بندوں کو دینے کا خواہشمند ہے۔ اب اُس کا دل نہایت تلخ ہو رہا تھا۔ وہ دل میں کہنے لگی۔ میں نے رات بھر دُعا مانگی لیکن خُدا میری نہیں سُنتا۔ میری بچی مر رہی ہے اُستاد نے بہتیرے کوڑھیوں اور ننگے گداگروں کو شفا بخشی ہوگی لیکن میری پیاری معصوم بچی مر رہی ہے مگر وہ نہیں آتا۔ اگر وہ مسیح ہوتا تو ضرور اس بات کو جان لیتا۔"

یہ دردناک خیال بار بار اُس کے دل میں آتے تھے یہاں تک کہ مارے تکلیف اور رنج کے وہ دیوانہ سی ہو گئی۔ آخر کار اُٹھی اور اپنے شوہر کے پاس جو بے حس و حرکت بیٹھا ہوا لڑکی کا مُنہ دیکھ رہا تھا کہنے لگی۔

"تم خود جا کر ناصری کو کیوں نہیں ڈھونڈتے؟ کس بات کے منتظر بیٹھے ہو؟ شاید وہ اب آگیا ہو۔"

یائرس یہ سُن کر اُٹھا اور چُپ چاپ کمرے سے باہر نکل گیا۔ اب صبح ہو گئی تھی۔ مگر سُورج کی روشنی اُس کی سُوجی ہُوئی آنکھوں کو بُری معلوم ہوتی تھی۔ باہر بنونی اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ جب اُس نے آقا کے پاؤں کی آہٹ سُنی تو فوراً اُس کے پاس گیا اور کچھ پوچھنے کو تھا مگر آقا کی صُورت دیکھ کر بات مُنہ ہی میں رہ گئی۔

یائرس۔ "کہو ناصری کی کچھ خبر ملی ہے"؟

بنونی۔ "نہیں خُداوند۔ میں کئی دفعہ خود جا چُکا ہُوں۔ اور طیطس بھی بار بار جاتا رہا ہے مگر اُس کا کچھ پتہ نہیں ملا"۔

یائرس۔ "اچھا میں خود جاتا ہُوں۔ شاید وہ مجھے مل جائے۔ تم یہیں رہو۔ مگر میں لڑکے کو ساتھ لئے جاتا ہُوں"۔

طیطس ابھی ابھی باہر سے پھر کر واپس آیا تھا اور اب پھر لوٹنے کو تھا کہ اُسے کسی کے جلد جلد چلنے کی آہٹ سُنائی دی۔ یہ سُن کر وہ ٹھہر گیا کہ اتنے میں ستفنس بھاگتا ہُوا اُس کے سامنے آکھڑا ہُوا اور طیطس کو دیکھ کر بڑی خوشی سے چلا کر کہنے لگا۔

"وہ آگیا ہے"۔

طیطس نے یہ سُنتے ہی ستفنس کو ٹھہرنے کے لئے کہا اور خود بھاگ کر اندر کے صحن کی طرف گیا۔ وہ دروازہ کھٹکھٹانے کو تھا کہ کواڑ خود بخود کُھل گئے اور یائرس باہر نکل آیا۔

طیطس بڑے اضطراب کی حالت میں تھا اور پیشتر اس کے کہ آقا

کی زبان سے کچھ نکلے کہنے لگا۔ "شفا دہندہ آگیا ہے۔ میرا بھائی ابھی ابھی خبر لایا ہے۔ وہ باہر میرا منتظر کھڑا ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ وہ کہاں مل سکتے ہیں۔ کیا میں آپ کی طرف سے جا کر اُنہیں بلا لاؤں"؟

بائرس "نہیں لڑکے میں خود جاؤں گا لیکن تم بھی میرے ساتھ چلو"۔ وہ فوراً گلی میں نکل آئے۔ باہر ستفنس منتظر کھڑا تھا۔ وہ اُنہیں دیکھ کر کہنے لگا "اِدھر کو آیئے۔ اُستاد صاحب ابھی شہر سے باہر اُترے ہیں۔ اور جب مجھے خبر ملی تو وہ مشرقی دروازے کی طرف جا رہے تھے"۔

اب تینوں شخص چپ چاپ اُدھر کو روانہ ہوئے۔ بائرس دونوں لڑکوں سے ذرا آگے تھا گویا چاہتا تھا کہ اگر پر ہوں تو جلد اُڑ کر وہاں پہنچ جا
راستہ طویل معلوم ہوتا تھا۔ گلیاں۔ کوچے۔ محل۔ جھونپڑی اور عبادت گاہ کے پاس سے گذرتا جاتا تھا مگر اُسے کچھ ہوش نہ تھا۔ آٹھ پہر سے نہ اُس نے کچھ کھایا تھا نہ اُس کی آنکھ جھپکی تھی۔ ہر ایک چیز پر وحشت برستی معلوم ہوتی تھی۔ آخرکار وہ مشرقی دروازے پر جا پہنچے اور دربان سے پوچھنے لگے۔

"کیا ناصری اس راہ سے گذرا ہے"؟

دربان "نہیں وہ سامنے لوگوں سے باتیں کر رہا ہے۔ اگرچہ ابھی ابھی کشتی سے اُترا ہے مگر لوگوں کا بڑا مجمع اُس کے گرد جمع ہے"۔

یہ کہہ کر اُس نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

اب تینوں اُس طرف جہاں لوگ جمع تھے گرتے پڑتے روانہ ہوئے۔ تھوڑی دیر میں وہ اُس بھیڑ کے قریب پہنچ گئے جہاں سے وہ اُستاد کو جو اُن کے درمیان ایک اونچی جگہ پر کھڑا تھا دیکھ سکتے تھے۔

بائرس "بھائیو خدا کے واسطے مجھے گذر جانے دو مجھے اُستاد سے ایک

ضروری کام ہے"۔

لوگ ادب سے اِدھر اُدھر ہٹ گئے۔ کیونکہ بھیڑ میں سے بہت لوگ اُسے پہچانتے تھے۔ اور اب وہ جا کر اُستاد کے قدموں پر گرا۔ اور یہ کہہ کر اُس کی بہت منت کی۔

"اَے یسوع۔ خدا کے بیٹے۔ میں تیری منت کرتا ہوں میری طرف متوجہ ہو جیئے میری چھوٹی بیٹی مرنے کو ہے۔ تو آ کر اپنا ہاتھ اُس پر رکھ تاکہ وہ اچھی ہو جائے اور زندہ رہے"۔

یسوع نے فی الفور اپنا ہاتھ بڑھا کر اُسے اُٹھا لیا۔ تب وہ شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ بھیڑ بھی اُن کے ساتھ ساتھ تھی۔ جوں جوں وہ شہر کے قریب آتے جاتے تھے اور لوگ بھی اُن کے ساتھ ملتے جاتے تھے۔ بھیڑ کے سبب سے جلد چلنا مشکل تھا۔ لیکن تھوڑی دیر میں سب کے سب بالکل ٹھہر گئے کیونکہ یسوع اُن کے درمیان کھڑا ہو کر اور پھر کر کہنے لگا۔

"کس نے میری پوشاک چھوئی ہے"؟

پہلے تو کسی نے جواب نہ دیا کیونکہ اِس سوال کو سُن کر سب حیران ہو گئے۔ تب اُس کے شاگردوں میں سے ایک بولا۔

"اَے صاحب۔ تو دیکھتا ہے کہ بھیڑ تجھ پر گری پڑتی ہے۔ پھر تو کہتا ہے کہ مجھے کس نے چھوا"؟

مگر یسوع نے جواب دیا "کسی نے مجھے ضرور چھوا ہے کیونکہ میں نے معلوم کیا کہ مجھ میں سے قوت نکلی"۔

یہ کہہ کر اُس نے اپنی آنکھیں ایک غریب عورت پر جو پاس ہی تھی جما دیں۔ جب اُس عورت نے دیکھا کہ وہ اُس کی طرف دیکھ رہا ہے تو کانپنے لگی اور

پاس آکر اُس کے پاؤں پر گر پڑی اور رو رو کر کہنے لگی۔

"اے اُستاد، میرا قصور معاف کریں بارہ برس سے ایک لاعلاج مرض میں مبتلا ہوں۔ اور طبیبوں کے ہاتھوں بہت کچھ دُکھ اُٹھا چکی ہوں۔ اس مرض کے علاج میں مَیں نے اپنا سارا مال و متاع خرچ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ روز بروز بدتر ہوتی گئی۔ اب مَیں نے دِل میں سوچا کہ اگر تیری پوشاک کا دامن بھی چھو لوں تو تندرست ہو جاؤں گی۔ اور ایسا ہی ہوا کہ جونہی مَیں نے تیرا دامن چھوا، بالکل تندرست ہو گئی۔"

تب یسوع نے یہ سُنا تو ہاتھ بڑھا کر اُسے اُٹھایا اور کہنے لگا۔

"بیٹی تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا۔ سلامت جا اور اپنی بیماری سے بچی رہ۔"

ابھی وہ عورت سے کلام کر رہا تھا کہ یائرس نے جو نہایت بے صبری سے چلنے کو مُنتظر کھڑا تھا دُور سے بنونی کو دیکھا۔ جونہی اُس کی نظر آقا پر پڑی اُس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور چلا چلا کر کہنے لگا۔

"ہائے میرے آقا۔ لڑکی چل بسی۔ اب اُستاد کو کیوں تکلیف دیتے ہو؟"

یہ الفاظ سُن کر یائرس کے مُنہ پر مُردنی چھا گئی اور وہ غش کھا کر گرنے کو تھا کہ اُستاد نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور نرم آواز سے کہنے لگا۔

"خوف نہ کر۔ فقط اعتقاد رکھ۔"

اور پھر بھیڑ کی طرف پھر کر اُن کو حکم دیا کہ آگے اُس کے ہمراہ نہ چلیں۔ تب وہ آگے بڑھا۔ یسوع کے ہمراہ اُس کے تین شاگرد بھی تھے اور یائرس اور دو نوکر بنونی کے ساتھ پیچھے پیچھے آتے تھے۔

طیطس: "بھلا اب یہ شعبدہ باز کیا مدد کر سکتا ہے؟ اگر یہ عورت نہ

روک رکھتی تو شاید ہم عین وقت پر پہنچ جاتے۔"

بنونی: "مگر ننھی نے تو ٹھیک اُسی وقت دم توڑ دیا تھا جب آقا گھر سے چلے تھے۔"

ستفنس: "مگر کیا آپ نے وہ الفاظ نہیں سُنے جو اُستاد نے ابھی لڑکی کے باپ سے کہے کہ مت ڈر۔ فقط اعتقاد رکھ۔ تم دیکھ لو گے کہ وہ اب بھی کچھ نہ کچھ کر سکتا ہے۔"

طیطس: "لیکن اب کیا ہو سکتا ہے؟"

ستفنس: "کم سے کم وہ یہ تو کر سکتا ہے کہ لڑکی کے والدین آسمانی باپ کی رضا پر راضی ہو جائیں۔"

اتنے میں وہ یائرس کے گھر پہنچ گئے۔ اندر جا کر دیکھا کہ نوکروں کا صحن بالکل خالی پڑا ہے۔ جب وہ باغ کے صحن میں داخل ہوئے تو انہیں عورتوں کے رونے چلانے کی آواز سُنائی دینے لگی۔ کیونکہ اندرونی صحن کا دروازہ کُھلا پڑا تھا۔ باغ کا صحن بھی عورتوں سے بھرا تھا جو ماتم کر رہی تھیں۔ دُوسری جانب مرد کھڑے تھے جو کپڑے پھاڑے ہوئے بلند آواز سے چلاتے اور مارے غم کے سر اور ڈاڑھی پر راکھ ڈال رہے تھے۔

ماں بیچاری لاش کے پاس اندر بیٹھی ہوئی تھی کیونکہ اگرچہ اُس کی کنیزوں نے بہتیرا چاہا کہ اُس کو وہاں سے ہٹا لے جائیں مگر وہ نہ گئی۔ وہ اپنی آنسوؤں سے خالی آنکھیں لڑکی کی صورت پر جو اب موم کی تصویر معلوم ہوتی تھی جمائے ہوئے بیٹھی تھی۔ اس آہ و بکا کے درمیان صرف وہی ایک تھی جو بُت کی طرح خاموش بیٹھی تھی اور دل میں کہتی تھی۔

"یہ پیاری پیاری صورت بہت جلد میری آنکھوں کے سامنے سے

ہمیشہ کے لئے چھپ جائیگی۔ جب تک وہ چپ چاپ پڑی سوتی ہے مجھے رونا دھونا مناسب نہیں۔"

ٹھیک اُسی وقت اُسے معلوم ہوا کہ کوئی اور شخص کمرے میں آ کھڑا ہے اور اُس کی حاکمانہ آواز یہ کہتی سُنی "تم کیوں غل مچاتے اور روتے ہو؟ لڑکی مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے۔"

اُس کی یہ آواز سُن کر رونا دھونا موقوف ہوگیا اور سب پر ایک خاموشی چھا گئی۔ جب ماں کے کان میں یہ الفاظ پڑے کہ مر نہیں گئی سوتی ہے تو وہ فی الفور کھڑی ہوگئی اور لاش کے مُنہ پر جُھک کر اُس کی سانس کی آواز سُننے کے لئے کان لگا دیا۔ افسوس۔ لڑکی سوتی تو ضرور تھی مگر وہ ایسی سرد اور بے حس نیند تھی جس سے کوئی نہیں جاگتا۔ پھر وہ نہایت جان کنی کی حالت میں آنکھیں اُٹھا کر اُستاد کو دیکھنے لگی اور یہ کہنے کو تھی کہ اُستاد یہ تو فی الحقیقت مر گئی ہے مگر یہ الفاظ اُس کی زبان سے نکلنے نہ پائے۔ کیونکہ اُستاد کی صُورت میں کوئی ایسی بات تھی جس نے اُس کی زبان کو بند کر دیا۔

بستر کے پاس کھڑے ہوکر یسُوع نے لڑکی کے ننھے سے ہاتھ کو جو اب بالکل سرد ہو رہا تھا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا۔

"اے لڑکی میں تجھ سے کہتا ہُوں۔ اُٹھ۔"

جُونہی یہ الفاظ اُس کی زبان سے نکلے اُس پتھرائے ہُوئے چہرے پر ایک گلابی رنگ کا بادل سا پھر گیا۔ اُس کے مژگان نے حرکت کی اور آنکھیں جو ابھی نیند میں بند ہو رہی تھیں دفعتاً کُھل گئیں اور اُن میں خوشی اور صحت کے آثار کی چمک نظر آنے لگی۔ اُس کی آنکھ جُھپتے ہی اُستاد کے چہرے پر پڑی۔ وہ ایک شیریں تبسم سے مسکرانے لگی اور اُس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

"آخر کار سچ مچ آپ آ ہی گئے۔ میں تو ابھی آپ ہی کا خواب دیکھ رہی تھی۔"

بھلا اب اُس نظارے کا حال کون بیان کرسکتا ہے؟ وہ خوشی اور شکر گزاری جو اس اندوہناک رنج کے دفعتاً سُرور و فرحت میں بدل جانے سے پیدا ہوئی ہوگی کس زبان میں طاقت ہے کہ اُس کا بیان کرسکے؟

لڑکی نے جب اپنے والدین کو آنسو بہاتے اور اُستاد کے پاؤں پر گر کر اُس کو چُومتے دیکھا تو متعجب ہوگئی۔ وہ تو سو رہی تھی اور اچھے اچھے خواب دیکھ کر ابھی ابھی جاگ اُٹھی ہے۔ مگر اس آہ و نالہ اور باہر باغ میں شور و غوغا کا کیا سبب ہے؟ کیا وہ اب بھی خواب دیکھ رہی ہے؟

مگر اُستاد اُس کی صُورت دیکھ کر اور اُس کے خیال کو معلوم کرکے فی الفور اُس کی ماں کی طرف پھرا اور فرمایا۔

"لڑکی بھوکی ہوگی۔ اُسے کچھ کھانے کو دیا جائے۔"

تب اُستاد نے اُن کو یہ تاکید کی کہ اس بات کو شہرت نہ دیں اور وہاں سے رُخصت ہوگیا۔

پندرھواں باب

دماگوس اور اُس کی جماعت

ایک فرحت بخش سبزہ زار میں جو ایک طرف علیحدہ لب جھیل واقع تھا آدمیوں کی ایک جماعت جن کی حالت اُن کے ارد گرد کے دلکش پُرامن منظر سے بالکل مختلف معلوم ہوتی تھی آگ کے گرداگرد بیٹھی ہوئی

نہیں بلکہ لیٹی ہوئی تھی۔ قریباً دس بارہ آدمی ہونگے۔ سب دراز قد اور تنگ پیشانی تھے۔ اُن کا رنگ محنت جفاکشی۔ سردی اور گرمی کے اثر سے سیاہ ہو گیا تھا۔ اُن زخموں کے نشانوں سے جو انہوں نے لڑائی اور فساد کے معرکوں میں کھائے تھے اُن کی شکلیں بدنما سی ہو گئی تھیں۔ وہ اس وقت آگ پر مچھلی بھون رہے تھے اور پاس ہی سبز گھاس پر شراب کی چند صراحیاں رکھی تھیں جو آدھی خالی ہو چکی تھیں۔

ایک شخص۔ (ذرا آگے بڑھ کر آگ پر لکڑیاں ڈالتے ہوئے) "دماگوس اُس لڑکے نے تجھے جھکہ دیا ہے۔ نہایت افسوس کی بات ہے۔ بڑا دلیر لڑکا تھا۔ وہ تجھے کہاں سے مل گیا تھا؟ تیرا کوئی رشتہ دار تو معلوم نہیں ہوتا"۔

دماگوس۔ (بے اعتنائی سے) "وہ میرا بیٹا ہے"۔

شخص۔ "رہنے بھی دے یار۔ ایسی ذراسی بات میں ہم سے کیوں جھوٹ بولتا ہے؟ اگر تو اُسے کسی دولتمند یہودی کے ہاں سے چرا لایا ہو تو نادان لے کر اُسے کیوں نہیں واپس کر دیتا؟ آج کل تو آدمیوں کی نسبت دولت بہت پیاری ہو رہی ہے"۔

دماگوس۔ (ایک لمحہ کے بعد ناک بھوں چڑھا کر) "اور اے دوست شاید تم اس امر کو عمدہ طرح سے سرانجام دینے کو تیار ہو گے۔ اور جو کچھ مال و دولت اس سے حاصل ہو اُس میں حصہ لو گے"۔

شخص۔ (ہنس کر بڑی خوشی سے۔ اچھا بتاؤ۔ اُس کا کیا نام ہے؟)

دماگوس۔ (حقارت کے لہجہ میں) "احمق! اگر تیرے کہنے کے مطابق میں اُس لڑکے کو واپس ہی دینا چاہتا تو کیا میں اب سے کئی سال پہلے واپس نہ کر دیتا؟ میں اشرفیوں کی نسبت اپنا انتقام زیادہ پسند کرتا ہوں۔ وہ میرے

پھندے سے نہ نکل سکیگا۔ اور جب مناسب وقت آئیگا تو میں......"

اس موقع پر وہ یکایک رُک گیا۔ اور اُس کی صُورت ایسی ہیبت ناک ہو گئی کہ اُس کے جرائم پیشہ اور سنگدل ساتھی بھی ایک لمحہ تک اُس کی صُورت کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔

پہلا شخص۔ (شانے سکیڑ کر) "تجھ جیسے محافظ کے ہوتے ہوئے مجھے اس لڑکے کی آیندہ حالت پر شک نہیں آتا۔ مجھے یقین ہے کہ گلیل میں تجھ سا اور کوئی وحشی درندہ نہیں سوائے میرے مکرم سردار۔ اب بھی صلیب تجھ سے کچھ دُور نہیں ہے"۔

مگر جب وہ یہ کہہ رہا تھا تو اُس کا ہاتھ اپنے بیش قبض پر تھا اور دماگوس جو اس کی باتیں سُن کر اُٹھ کھڑا ہوا تھا یہ دیکھ کر آہستہ آہستہ غُصے سے دھمکیاں اور گالیاں دیتا ہوا پھر بیٹھ گیا۔

دُوسرا شخص۔ "ادھر آ۔ کیا ابھی تو جی بھر کے خون نہیں بہا چکا ہے کہ اب آپس میں بھی تلوار چلانا چاہتا ہے؟ آؤ۔ ہم کچھ کھائیں پئیں"۔ یہ کہہ کر اُس نے اُن مچھلیوں میں سے جو کوئلوں پر کباب ہو رہی تھیں ایک مچھلی اُٹھا کر کھانا شروع کیا۔

باقیوں نے بھی اُس کی تقلید کی۔ اور تھوڑی دیر کے بعد سب کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔ اُن کی وحشیانہ دعوت گندے گیتوں اور قہقہوں سے ذرا پُر لطف ہو گئی تھی۔ یکایک ایک شخص اپنے مُنہ تک نوالا لاتے لاتے رُک گیا اور بہ آواز بلند بولا "خاموش! کسی کے آنے کی آواز سُنائی دیتی ہے"!

فی الفور سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک شخص ڈھلوان کی طرف جس کے کنارے پر جھاڑیاں تھیں آہستہ آہستہ سرکتا ہوا گیا اُسے

بڑی احتیاط کے ساتھ نیچے کی طرف دیکھ کر ایک لمحہ بعد واپس آ گیا۔

"یہ تو ربّی یشوع ناصری اور اُس کی جماعت ہے۔ وہ ابھی نیچے کے ساحل پر آ کر اُترے ہیں"۔

دُوسرا شخص۔ (آہستہ سے) "تم کیا خیال کرتے ہو۔ وہ یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔ کیا ہم ــــــ؟"

اور باقی فقرہ کہنے کی بجائے اُس نے اپنے چمکتے ہُوئے خنجر پر نظر کی۔

دماکُوس۔ "ہرگز نہیں۔ او احمق۔ ان کے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اِس شخص سے ہمارا کام نکلیگا۔ تو جانتا ہے کہ پہلے اُس کے بہت سے پیرو ہو گئے اور روز بروز زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ اگر وہ ہمارا بادشاہ بن جائے تو ہم تمام مُلک کے مالک ہو جائینگے۔ وہ بڑا جادوگر ہے اور اگر چاہے تو کھیت کی گھاس سے اپنی ساری جماعت کو مسلح کرنے کے لئے تلواریں بنا سکتا ہے۔ خود رُومی بھی اُس سے کانپتے اور خوف کھاتے ہیں"۔

دُوسرا شخص۔ "کہتے ہیں کہ اُس نے بعلزبول (ابلیس) کے ساتھ عہد و پیمان کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُسے انوکھی قوتیں اور اختیار حاصل ہیں۔ مَیں نے یروشلیم کے ایک اُستاد کو یہی بات ایک بڑی بھیڑ کے رُوبرو جو اس بات پر تعجب کر رہے تھے کہ اُس نے اُن میں سے ایک اندھے اور بہرے آدمی کو چنگا کر دیا بیان کرتے ہُوئے سُنا"۔

تیسرا شخص۔ "خیر ہمیں اس سے کیا۔ وہ جس سے چاہے عہد و پیمان کرتا پھرے۔ ہمیں تو لُوٹ سے غرض ہے۔ مگر یہ شور و غل کیسا سُنائی دے رہا ہے؟ ٹھہرو! مَیں ابھی دیکھ لیتا ہُوں"! اور وہ ایک اُونچے درخت پر جو پاس ہی تھا چڑھ گیا۔ اور اُوپر سے اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا "یہاں تو

ایک عجیب تماشا ہے! کوئی ہزاروں مرد۔ عورتیں اور بچّے سوار اور پیدل اِس طرف کو چلے آ رہے ہیں"!

دماکُوس۔ (شانے ہلا کر) "وہ اُس سامنے والے آدمی کو تلاش کر رہے ہیں۔ اب تجھے معلوم ہُوا کہ مَیں نے سچ کہا تھا! آؤ ہم یہیں ٹھہر کر دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔ آج ہمیں لُوٹ کھسوٹ کا خوب موقع ملیگا"۔

جب وہ یہ باتیں کر رہا تھا پاس والی جھاڑی میں سے ایک آدمی نمودار ہُوا۔ جب اُس کی نگاہ اِس وحشی جماعت پر پڑی تو وہ ڈر کے مارے پیچھے لوٹ گیا۔ مگر اس بات سے ہمت باندھ کر کہ اُس کے ساتھی بہت ہی پاس ہیں آدھے راستے سے پھر واپس لوٹا۔ اور آگے بڑھ کر بلند آواز سے پوچھا: "کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ شخص جو یشوع ناصری کہلاتا ہے کہاں ہے"؟

دماکُوس۔ (مذاقیہ) "مَیں ہی ہُوں۔ اور یہ میرے شاگرد ہیں۔ تجھے ہم سے کیا کام ہے"؟

وہ بیچارہ اُس کے مُنہ کو حیرت سے دیکھنے لگا۔ اس پر اُنہوں نے اُس کی حیرانی پر بے ساختہ زور کا قہقہہ لگا دیا۔

دماکُوس۔ (یہ دیکھ کر کہ وہ بھاگنے کو ہے) "وہ ناصری سامنے پہاڑی پر ہے"۔ اُس نے اُوپر نگاہ کی اور خوشی کے لہجے میں نیچے والوں کو آواز دی۔ "وہ یہیں ہے! اِسی راستے چلے آؤ"!

کوئی دم بھر میں دو تین۔ بلکہ ایک درجن آدمی جھاڑیوں سے نکل آئے اور خوشی کے نعرے مارتے ہُوئے پہاڑی کے اُوپر چڑھنے لگے۔ ان کے پیچھے ہی پیچھے اندھا دھند مردوں۔ عورتوں اور بچّوں کی ایک جماعت دوڑتی۔ دھینگا مُشتی کرتی ہُوئی آگے کو بڑھی۔ دماکُوس اور اُس کے ساتھی بھی بھیڑ میں شامل

ہو گئے اور اپنی شرارت سے کمزوروں کو گراتے اور روندتے ہوئے پہاڑی کے اُوپر چڑھنے لگے۔ وہ ساتھ ہی اُس شافی مریضاں کے نام سے باآوازِ بلند نعرے لگاتے جاتے تھے۔ مسیح اپنے چند خاص ہمراہیوں سمیت پہاڑی کے ڈھلوان پر ایک گوشے میں چُپ چاپ آرام کر رہا تھا۔ لگاتار محنت اور تگ و دو سے تھکے ماندے ہو کر اُنہوں نے امن چین اور تنہائی کا یہ گوشہ تلاش کر لیا تھا جہاں وہ تھوڑی دیر آرام کرنے کے لئے چلے آئے تھے۔ جُونہی اُنہیں اس مجمع کا شور و غوغا سُنائی دیا پطرس فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور جلدی سے ایک چٹان کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اور آنکھوں پر دونو ہاتھوں سے سایہ کر کے اُس طرف کو دیکھنے لگا۔ کوئی چھ آدمیوں نے تشویش کے لہجے میں اُس سے دریافت کیا "کیوں؟ کیا ہے؟ کیا نظر آ رہا ہے"؟

مگر پطرس نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ نیچے اُتر کر سیدھا خداوند کے پاس چلا گیا جو اُن سے ذرا فاصلے پر بیٹھا بڑی توجہ کے ساتھ اس قدرتی منظر کا لطف اُٹھا رہا تھا۔ اور اُس سے یُوں مخاطب ہوا۔ "اے خداوند میں ایک ٹڈی سی بھیڑ آتی دیکھتا ہوں جو تیری تلاش میں آئے ہیں۔ کیا ہم نظر بچا کر یہاں سے نہ چل دیں کیونکہ ابھی وقت ہے؟ ہم یہاں سے پہاڑ پر اور بھی اُوپر جا سکتے ہیں یا اپنی کشتیوں میں واپس چلیں"۔

مسیح نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ اُٹھ کر اُس ڈھلوان کے کنارے کی طرف بڑھا اور نیچے کی طرف دیکھنے لگا۔ شور بڑھتا جاتا تھا اور سمندر کی آواز کی مانند ایک لہر کے ساتھ اس کی طرف چلا آتا تھا۔ لوگوں کی رنگین پوشاکیں سبز درختوں میں سے نظر آنے لگیں۔ وہ دم بھر میں اُن کے پاس پہنچنے کو تھے۔ مسیح نے بھیڑ کو دیکھ کر ٹھنڈی سانس بھری اور الٰہی رحم و کرم کے ساتھ اُن کی طرف

دیکھ کر فرمانے لگا "یہ اُن بھیڑوں کی مانند ہیں جن کا چرواہا نہ ہو"۔

پطرس ۔ "مگر، خداوند تیرے لئے آرام کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیا تُو یہاں سے آگے نہیں چلنا چاہتا"؟

لیکن ابھی یہ الفاظ اُس کے مُنہ ہی میں تھے کہ بدبخت انسانوں کی جماعت کا اگلا حصہ روتا چلاتا اُن کے عین قریب آ نکلا۔

اس کے بعد حسبِ معمول کئی گھنٹوں وہ اسی بھیڑ بھاڑ میں گھرا رہا۔ فی الحقیقت وہ ایک کام کو پورا کرنے آیا تھا اور جب تک وہ ہو نہ لے اُسے کس قدر تنگی تھی۔ جو لوگ شفا کے حاجتمند تھے اُنہیں شفا بخشی اور اُس کے بعد اُنہیں خدا کی بادشاہی کے متعلق تعلیم دیتا رہا۔

اگرچہ دن بہت ڈھل گیا تھا اور پہاڑی پر بالکل چھاؤں آ گئی تھی۔ تاہم لوگ وہاں سے نہ ہٹے۔ بلکہ چُپ چاپ اُس کی باتیں سُنتے رہے۔ فقط کبھی کبھی کسی بھوکے یا تھکے ماندے بچے کے رونے کی آواز سُنائی دیتی تھی۔

اب اُس کے شاگرد جو علیحدہ چُپکے چُپکے آپس میں مشورہ کر رہے تھے اُس کے پاس آئے اور ایک نے جس کا نام فلپس تھا اُس سے کہا "اے خداوند یہ جگہ ویران ہے اور دن بہت ڈھل گیا ہے۔ انہیں رخصت کر تا کہ وہ چاروں طرف کی بستیوں اور گاؤں میں جا کر اپنے لئے کچھ کھانے کو مول لیں کیونکہ اُن کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے"۔

مسیح ۔ "تم ہی اُنہیں کھانے کو دو"۔

فلپس ۔ "دو سو دینار کی روٹیاں بھی کافی نہ ہوں گی کہ اُن میں سے ہر ایک کو تھوڑا تھوڑا کھانا مل سکے۔ بھلا ہم اُنہیں کس طرح کھانے کو دے سکتے ہیں"؟

مسیح ۔ "تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں۔ جاؤ۔ دیکھو"؟

اندریاس:- "میں جاکر دیکھتا ہوں (فی الفور واپس آکر) ایک لڑکے کے پاس جَو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں مگر یہ اتنے لوگوں میں کیا ہیں"؟

مسیح:- "تو اُن آدمیوں کو ہری گھاس پر جماعت جماعت کر کے بٹھا دو"۔

مگر اس قابل بادشاہ کو دماکُس اور اُس کے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ محض جسمانی طاقت کے زور سے اُس بھیڑ کو چیر کر وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے وہ اچھی طرح ہر بات کو دیکھ اور سُن سکتے تھے اور جب خداوند بیماروں اور زخمیوں کو جو اُس کے پاس لائے گئے تھے شفایاب کر رہا تھا۔ یہ لوگ حیرت سے مُنہ پھاڑے اور زیرِ لب قسمیں کھاتے ہوئے اُسے دیکھتے رہے۔ مگر جب اُس نے حاضرین سے کلام کرنا شروع کیا تو سوائے گستاس کے باقی سب ایک ایک کر کے وہاں سے کھِسک گئے۔ اُس روز گرمی زیادہ تھی اور وہ چونکہ بڑے آرام سے ایک درخت سے لگا ہوا بیٹھا تھا اُونگھنے لگا اور اُونگھتے ہی اُونگھتے اُس پر خوابِ گراں چھا گیا اور جب خداوند ابدی زندگی کا ذکر کر رہا تھا وہ "خراٹے" لے رہا تھا۔ اُس کے کان بند تھے اور اُس نے کچھ بھی نہ سُنا۔

جب شاگردوں نے بھیڑ کو پچاس پچاس اور سو سو کی قطاریں باندھ کر بیٹھنے کو کہا تو ہر شخص کی زبان پر یہی کلمہ تھا "دیکھیں اب وہ کیا کریگا"؟ جب اُس نے پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں کو لیا تو ہر ایک کی نگاہ اُسی کی طرف لگی ہوئی تھی اور جب اُس نے روٹیوں اور مچھلیوں کو لے کر آسمان کی طرف دیکھ کر برکت چاہی اور اُنہیں توڑ توڑ کر شاگردوں کو تقسیم کرنے کے لئے دیتا گیا تو اُن کی حیرت میں اور بھی ترقی ہوئی۔ وہ سب ہیبت زدہ ہو کر اُس کی طرف دیکھ رہے تھے مگر دیکھو اُس کے ہاتھوں میں آکر روٹیوں اور مچھلیوں کی مقدار بڑھتی ہی گئی۔ اُس کے بارہ شاگرد بار بار روٹیاں اور مچھلیاں لینے کو اُس کے پاس آتے رہے یہاں تک

کہ پانچ ہزار مرد۔ عورت اور بچے کھا کر خوب سیر ہو گئے۔

جب تمام بھیڑ کھا کر سیر ہو گئی تو خداوند نے شاگردوں کو حکم دیا کہ ٹکڑوں کو جمع کریں تاکہ ذرا سا بھی ضائع نہ جائے۔ پس شاگردوں نے ٹکڑوں کو جمع کیا اور اُن سے بارہ ٹوکریاں بھر گئیں۔

دماکُس اور اُس کے ساتھی بھی اس دعوت میں شریک تھے اُن میں سے ایک نے جس کا نام گیئس تھا دماکُس سے کہا "تو سچا ہے۔ یہ شخص ہمارا بادشاہ بننے کے قابل ہے جب وہ ہمارے لئے جَو کی روٹیاں اور مچھلیاں پیدا کر سکتا ہے تو کیا وہ ہمیں شہد۔ شراب اور اور عمدہ چیزیں بھی بکثرت نہ دے سکیگا؟ آؤ ہم اُسے ابھی اپنا بادشاہ بنا لیں"!

اس جماعت میں کچھ یہودی بھی تھے۔ یہ ماجرا دیکھ کر وہ بول اُٹھے۔ "فی الحقیقت یہ وُہی نبی ہے جس کے آنے کی پہلے سے خبر دی گئی تھی کیونکہ دیکھو جس طرح موسٰی نے ہمارے بزرگوں کو بیابان میں کھانا کھلایا اُسی طرح اس نے بھی ہمیں کھلایا ہے"!

مگر خداوند اُن کے دلوں کا حال جانتا تھا۔ اُس نے شاگردوں کو حکم دیا کشتی میں سوار ہو کر بیت صیدا میں چلے جائیں جو جھیل کے اُس پار تھا۔ اُس نے اُس بڑی بھیڑ کو حکم دیا کہ یہاں سے روانہ ہو کر ہر شخص اپنے گھر چلا جائے مگر وہ خود اکیلا پہاڑ پر دُعا مانگنے کے لئے چلا گیا۔

اُس کے حکم کے مطابق کچھ آدمی تو وہاں سے روانہ ہو گئے مگر اب بھی بہت سے اس خیال سے ٹھہرے رہے کہ وہ اُن کے پاس واپس آئیگا کیونکہ انہوں نے شاگردوں کو کشتی میں جاتے دیکھا تھا اور وہ اُن کے ساتھ نہ گیا تھا جب لوگ اُس کی آمد کے منتظر تھے اور اُن کی حیرت و اضطراب بڑھتا جاتا تھا تو

وماگوس اُن کے مزاج کی کیفیت دیکھ کر ایک اُونچی چٹان پر چڑھ گیا اور اُن سے یُوں تقریر کرنے لگا۔

"اَے گلیل کے رہنے والو! میری بات سنو! تم نے دیکھا کہ ہمارے دیکھتے ہُوئے اِس شخص نے کس طرح بلا کسی ظاہری سامان کے اس بڑی بھاری بھیڑ کے لئے بہت سی خوراک پیدا کر دی۔ جب وہ یہ کر سکتا ہے تو کیا تم خیال نہیں کرتے کہ وہ اسی جگہ کی گھاس سے ہم میں سے ہر ایک کے لئے تلواریں بھی بنا سکتا ہے؟ آؤ ہم اُسے اپنا بادشاہ بنالیں! پھر ہم سب اکٹھے اس پہاڑ سے نیچے اُترینگے۔ اور ہر گاؤں ہر قصبے اور ہر شہر سے آدمیوں کو جمع کرینگے۔ پھر کسی شخص کو ہمارے مقابلے کی تاب نہ ہوگی۔ رُومی یہاں سے بھاگ جائینگے اور اُن کے خزانے ہمارے ہاتھ لگینگے۔ بولو ناصری کی فتح! ناصری کی فتح! ہمارے بادشاہ کی فتح!"

جب اِس جماعت نے یہ سُنا تو سب نے بڑے زور کا ایک نعرہ بلند کیا جس سے جھیل کا پانی ہل گیا اور پہاڑ گونج اُٹھی۔ اور اُس کی گونجیں آسمان تک پہنچیں۔

مسیح کے پاس بھی جو پہاڑ کی چوٹی پر تنہا بیٹھا تھا اُس نعرے کی گونج پہنچی اور اُسے پھر ایک دفعہ بیابان کی آزمائشوں کی یاد دلا گئی۔ دُنیا کی بادشاہیاں اور اُن کی شان و شوکت۔ تاج و تخت۔ نہ صلیب! مگر وہ پہلے ہی ہمیشہ کے لئے اِس قسم کی آزمائشوں پر ایک فتح حاصل کر چکا تھا۔ اُس نے ابدیت کی صاف روشنی میں اپنے دُنیاوی راستے کو دیکھ لیا اور یہ راستہ کلوری کی صلیب کی طرف جاتا تھا۔

اب رات ہو گئی تھی کشتی جھیل کے درمیان تھی مگر وہ اکیلا خشکی پر تھا اور ہوا زور سے چلنے لگی جس کے باعث جھیل میں تلاطم پیدا ہو گیا۔ اُس نے دیکھا کہ اُس کے شاگرد کشتی کھینے سے تنگ آ گئے ہیں کیونکہ ہوا مخالف تھی اور رات کے پچھلے پہر کے قریب وہ جھیل پر چلتا ہُوا اُن کے پاس آیا اور اُن سے آگے نکل جانا

مگر جب اُنہوں نے اُسے جھیل پر چلتے دیکھا تو خیال کیا کہ وہ بھوت ہے اور وہ چلا اُٹھے کیونکہ وہ سب اُسے دیکھ کر گھبرا گئے تھے۔ وہ فی الفور اُن سے ہمکلام ہُوا اور کہنے لگا خاطر جمع رکھو۔ "میں ہُوں۔ ڈرو نہیں"۔ پطرس نے اُس سے جواب میں کہا۔ اَے خُداوند اگر تُو ہے تو مجھے حُکم دے کہ پانی پر چل کر تیرے پاس آؤں۔ اُس نے کہا۔ "آ"۔ تب پطرس کشتی سے اُتر کر یسُوع کے پاس جانے کے لئے پانی پر چلنے لگا۔ لیکن جب اُس نے ہوا دیکھی تو ڈر گیا۔ اور جب ڈُوبنے لگا تو چلا کر کہا۔ اَے خُداوند مجھے بچا۔ یسُوع نے فوراً ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑ لیا اور اُس سے کہا۔ اَے کم اعتقاد۔ تُو نے کیوں شک کیا؟ اور جب وہ کشتی پر چڑھ آئے تو ہوا تھم گئی۔ اور جو کشتی پر تھے اُنہوں نے اُسے سجدہ کر کے کہا۔ یقیناً تُو خُدا کا بیٹا ہے۔

سولھواں باب

مسیح کفرنحوم میں

وماگوس۔ "گلیلیوں کی ایک جماعت سے میں تم سے کہتا ہُوں کہ مسیح تمہیں پہاڑ پر نہ ملیگا۔ میرے آدمی اِس سرزمین کے چپے چپے سے خوب واقف ہیں۔ اور اُنہوں نے سارا علاقہ چھان مارا ہے"۔

دُوسرا شخص۔ "یہاں کوئی کشتی نہ تھی۔ پس وہ جھیل کے رستے تو نہیں گیا ہوگا۔ ضرور وہ پہاڑ پر ہو کر دوسری طرف اُتر گیا ہوگا۔ اِس صورت میں فی الحال اُس کا ملنا مشکل ہے۔ غالباً وہ گاؤں میں ٹھہر جائیگا۔ کیونکہ یہی

اُس کا دستور ہے"۔

تیسرا شخص "۔ آؤ ہم کفر نحوم کو واپس چلیں۔ کیونکہ اُس کے شاگرد وہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور یقیناً وہ کبھی نہ کبھی آ پہنچیگا"۔

اُنہوں نے دیکھا کہ نیچے جھیل کے کنارے پر کچھ بڑی کشتیوں کی قطار لگی ہوئی ہے۔ یہ کشتیاں طبریاس والوں کی تھیں جو گذشتہ رات کے طوفان میں پڑ کر یہاں آ گئی تھیں۔ جتنے آدمی اُن میں سما سکے سوار ہو کر چل دیئے۔ اور چند گھنٹوں بعد کفر نحوم میں جا اُترے۔

جب وہ شہر میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک بڑا شور و ہنگامہ برپا ہے۔ آدمیوں کے گروہ کے گروہ تنگ گلیوں میں سے ہو کر بھاگے جاتے ہیں اور چوکوں میں ٹھٹ بندھے ہوئے ہیں۔

دماگوس ۔ (ایک جماعت سے) "اے بھائیو۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ ہم بھی جھیل کو عبور کر کے آئے ہیں اور اُس معجزہ دکھانے والے کی تلاش میں ہیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے"؟

دماگوس کی بات سُنتے ہی دو تین آدمی اُس کی طرف مخاطب ہوئے۔ ایک بولا "ناصری یہاں موجود ہے۔ وہ آج ہی صبح آیا ہے۔ اُس نے ہمارے درمیان بہت سی کرامتیں اور معجزے دکھائے ہیں۔ کیونکہ جب وہ اِس نواح کے گاؤں میں ہو کر گذرا تو لوگ اپنے بیماروں کو گھروں سے نکال لائے اور سڑک پر رکھ دیا تاکہ کسی طرح وہ اُس کی پوشاک کا کنارہ ہی چھو لیں۔ پس جتنوں نے اُس کی پوشاک کو چھوا وہ سب شفا پا گئے۔ اِس کے بعد وہ کفر نحوم میں آیا۔ اور دیہات کے آدمی یہاں بھی اُس کے پیچھے پیچھے چلے آئے ہیں۔ کیا یہ وہی آدمی نہیں ہے جو اسرائیل کو رہائی بخشیگا"؟

دماگوس ۔ (مکاری سے) "فی الحقیقت بڑی بڑی کرامتیں دکھاتا ہے۔ بلاشُبہ آج بھی پہلے سے بڑھ کر کرامتیں دکھائیگا؟ آؤ ہم اُس کی تلاش کریں اور دیکھیں کہ آیا وہ ہمیں بھی کوئی ایسی کرامت دکھاتا ہے یا نہیں جو اِن لوگوں کے تندرست کرنے سے بڑی ہو۔ وہ اگر ہمیں بہت سا زر و مال دے اور یہ عالیشان مکان اور ساری زمین دولتمندوں سے لے کر ہمیں جو اُس کے خادم ہیں عنایت کرے پھر تو ہم شراب کے خُم کے خُم چڑھائینگے اور کھائینگے پئینگے اور خوب مزے اُڑائینگے"۔

شخص "۔ اگر وہ مسیح ہے تو یہ کیا بلکہ اِس سے بھی زیادہ کر سکیگا کیونکہ نبیوں نے ہم سے اِس بات کا وعدہ کیا ہے۔ فی الحقیقت اب وقت آ گیا ہے کہ بنی اسرائیل اُسے اپنا بادشاہ قبول کریں۔ اور اُن تمام کافروں کو جو ہمارے اُوپر حکمرانی کرنا چاہتے ہیں شرمندگی اور شکست نصیب ہو"۔

جن لوگوں نے اُس کی یہ بات سُنی اُنہوں نے آمین! آمین! کا نعرہ بلند کیا اور سب کے سب عبادت خانے کی طرف دوڑ پڑے کیونکہ وہ ہفتے کا ایک متبرک دن[1] تھا۔ اور جب وہ جلد جلد عبادت خانے کی طرف جا رہے تھے تو کہتے جاتے تھے۔ "بلاشک وہ ہمیں وہیں ملیگا! آؤ ذرا قدم بڑھائے چلیں تاکہ ہمیں بھی اُس سے باتیں کرنے کا موقع مل جائے"۔

جُوں جُوں وہ عبادت خانے کے نزدیک پہنچے ہنگامہ اور شور و غُل بڑھتا گیا۔ اِس بڑے اژدہام میں سے گذر کر آگے بڑھنا دُشوار تھا۔ اگرچہ ابھی عبادت کا وقت نہ ہوا تھا تاہم عبادت خانے میں آدمیوں کی کثرت کے باعث تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔

[1] عبادت خانے میں ہر ہفتہ پیر اور جمعرات کے دن عبادت ہوا کرتی تھی کیونکہ اِن دنوں میں دیہات کے لوگ منڈی میں آیا کرتے تھے۔ علاوہ بریں شہر کے یہودیوں کی پنچایت یا مجلس بھی اُسی روز منعقد ہوا کرتی تھی۔

شریعت سکھانے والوں - فریسیوں - صدوقیوں - فقیہوں - محصول گیروں - چھوٹوں - مردوں - بچوں اور عورتوں الغرض ہر شخص کی زبان سے "یسوع ناصری" کی صدا بلند ہو رہی تھی۔

باہر کی بھیڑ میں سے ایک صدا بلند ہوئی "دیکھو - وہ چلا آتا ہے - راستہ چھوڑ دو"۔ دماکوس اپنی کہنیوں سے بھیڑ کو چیرتا پھاڑتا دروازے کے پاس جا پہنچا جس میں سے ہو کر خداوند عبادت خانے کے اندر داخل ہونے کو تھا اور جب اُسے اپنے شاگردوں کے ہمراہ سیڑھیوں پر چڑھتے دیکھا تو لوگوں کو ہٹا کر آگے بڑھ گیا - اور دلیری سے اُسے کہنے لگا "خداوند تو یہاں کس طرح اور کب آیا؟ تیرے پاس کشتی بھی نہ تھی جس سے تو جھیل کو عبور کرتا"۔

مسیح نے اُس کی طرف نظر کی اور پھر پیچھے مڑ کر بھیڑ کی طرف دیکھا۔ الجھی تماشائی خود غرض کمینے - حریص - بے رحم اور بے اعتقاد۔ یہ بات ایک تیز نظر شخص بھی پہچان لیتا۔ مگر اُس کی نظر کے سامنے جو دلوں کے حال جاننے والا ہے اُس بھیڑ کی حالت کیا کچھ دکھائی دی ہو گی -

تب اُس نے آہستہ مگر پُر زور الفاظ میں فرمایا "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں۔ تم مجھے اس لئے نہیں ڈھونڈتے کہ معجزے دیکھے بلکہ اس لئے کہ تم روٹی کھا کر سیر ہوئے - فانی خوراک کے لئے محنت نہ کرو بلکہ اُس خوراک کے لئے جو ہمیشہ کی زندگی تک ٹھہرتی ہے۔ جسے ابن آدم تمہیں دیگا کیونکہ باپ یعنے خدا نے اُسی پر مُہر کی ہے"۔

اُس وقت اس بھیڑ میں ایک نوجوان کی آواز آئی - اور اُس نے یہ سوال کیا جس پر وہ غالباً مہینوں سے اپنے دل میں غور کر رہا ہوگا "ہم کیا کریں تاکہ خدا کے کام انجام دیں؟"

اور خداوند نے اُس سوال کرنے والے کے چہرے کو دیکھا جس [illegible]

بے ایمانوں کے چہروں کا حلقہ بندھا ہوا تھا۔ وہ اُن میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اندھیری رات میں ستارہ - اُس نے اُسے دیکھ کر پہچان لیا کہ وہ اُس کا ہے اور بڑے غور سے اُس کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر جو اُس پر لگی ہوئی تھیں جواب دیا - "خدا کا کام یہ ہے کہ جسے اُس نے بھیجا ہے اُس پر ایمان لاؤ"۔

دماکوس (گستاخانہ لہجہ میں) "تو کون سا نشان دکھاتا ہے کہ اُسے ہم دیکھ کر تیرا یقین کریں؟ تو کون سا کام کرتا ہے"؟

اور ایک عمامہ پوش معلم شرع نے جو پاس کھڑا تھا چالاکی سے اُس پر یہ الفاظ ایزاد کئے "ہمارے باپ دادوں نے بیابان میں من کھایا چنانچہ لکھا ہے کہ اُس نے انہیں کھانے کے لئے آسمان سے روٹی دی"۔

خداوند۔ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ موسیٰ نے تو وہ روٹی آسمان سے تمہیں نہ دی - لیکن میرا باپ تمہیں آسمان سے حقیقی روٹی دیتا ہے - کیونکہ خدا کی روٹی وہ ہے جو آسمان سے اُتر کر دنیا کو زندگی بخشتی ہے"۔

پھر جس طرح دُعا کے بعد کلمات خیر و برکت کہے جاتے ہیں ایک لڑکے کی صاف آواز سنائی دی -

"اے خداوند - یہ روٹی ہم کو ہمیشہ دیا کر"۔

تب خداوند عبادت خانے میں داخل ہوا - اور سب لوگ بالکل خاموش ہو گئے کیونکہ عبادت شروع ہو گئی تھی -

اب اہل اختیار اصحاب کے حکم - تاکید کے موافق بھیڑ دروازے سے کچھ پیچھے کو ہٹی اور عبادت خانے کی اطراف کو خالی کر دیا - اور جب لوگ عبادت خانے سے دُور ہٹے تو اُن کے درمیان سے طرح طرح کی آوازیں آنے لگیں -

ایک شخص۔ "وہ کیونکر کہتا ہے کہ میں آسمان سے اُترا ہوں؟ ہم جانتے ہیں

کہ وہ کون ہے۔ وہ یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے"۔

دوسرا شخص:"اگر وہ آسمان سے اُترا ہے تو میں بھی اُترا ہوں۔ اگر وہ بڑھئی ہے تو میں لوہار ہوں"۔

ایک چرب زبان **یہودی اُستاد**:"اے نیک لوگو۔ اب تم سمجھ گئے؟ اس شخص نے کفر بکنا نہیں چھوڑا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے کو خدا کے برابر ٹھہراتا ہے۔ اور یہ اس کا آسمان سے اُتر کر آنا سو اس پر بدروح چڑھی ہے اور وہ دیوانہ ہے"۔

ایک شخص۔ (جواب میں) "اگر وہ دیوانہ نہیں ہے تو یقیناً وہ مسیح بھی نہیں ہے جیسے کہ ہمیں اُمید تھی کیونکہ اُس کے اطوار بادشاہوں کے سے نہیں معلوم ہوتے"۔

یہودی اُستاد:"اُس کو مسیح مان لینا بڑے کفر کی بات ہے۔ تُو نے تو عہدِ عتیق اور نبیوں کی کتابیں پڑھی ہونگی اور جو تجھ سے زیادہ عقلمند ہیں اُن کی سُنی ہونگی۔ یہ شخص لوگوں کے لئے ایک بڑا خطرہ ہے۔ دنیا ہی کے بادشاہ کے ساتھ میل رکھتا ہے"۔

ایک شخص۔ (بلند آواز سے) "میں ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ تُو جو ناصری کی نسبت ایسی باتیں کہتا ہے تُو جھوٹ بولتا ہے اور بکواس کرتا ہے"۔

یہ بات سُن کر سب چونک اُٹھے اور اُس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اتنے میں دو تین بول اُٹھے "ہاں، ہاں۔ لڑکے کہہ ڈال۔ ہاں۔ یہاں ذرا اُونچے پر کھڑے ہو کر ربی صاحب کو جواب دے"۔ اور کوئی ایک درجن آدمیوں نے اُس لڑکے کو پکڑ کر ایک پتھر کی دیوار پر کھڑا کر دیا جو پاس ہی تھی جہاں سے اُسے سب دیکھ سکتے تھے۔

لڑکا پہلے تو کچھ شرما سا گیا مگر پھر ربی کے الفاظ اُسے یاد آگئے۔ اور اُس کا چہرہ غصّہ سے لال ہو گیا۔ اور وہ بآوازِ بلند بولا "تو کہتا ہے کہ اُس پر بدروح اسوار ہے۔ کیا کوئی بدروح ایسے ایسے کام کر سکتی ہے جو وہ کرتا ہے؟ تو جانتا ہے کہ اُس نے بیماروں اور لاچاروں کو صحیح و سالم کر دیا ہے۔ اُس نے اندھوں کو آنکھیں دیں۔

کوڑھیوں کو پاک صاف کیا بلکہ مُردوں کو بھی زندہ کر دکھایا۔ اُس نے ہم سب کے ساتھ نیکی کی ہے نہ کہ بدی۔ اور تُو کس طرح کہتا ہے کہ وہ خطاکار ہے"؟

ربی۔ (غصّہ ہو کر) "وہ کفر بکتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں اور آسمان سے اُتر کر آیا ہوں۔ احمق لڑکے اپنی اس بیہودہ گوئی سے باز آ نہیں تو تجھے نقضِ امن کے جرم میں گرفتار کرا دونگا"!

چند آدمی:"نہیں ربی صاحب ترش نہ ہو جئے۔ لڑکے کو اپنی بات ختم کرنے دو جس طرح آپ اپنی بات کہہ چکے۔ ہم اُس کے ذمہ دار ہیں"!

لڑکا:"تو اُسے نہیں جانتا۔ وہ آسمان سے اُتر کر آیا ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے اپنے آسمانی باپ کی مرضی کے موافق کرتا ہے"۔

ایک شخص۔ (بھیڑ کے باہر سے) "تو وہ ہمیں کوئی معجزہ دکھائے۔ اور ہم اُسے اپنا بادشاہ بنا لینگے"۔

لڑکا:"کیا اُس نے تمہیں بہت سے معجزے نہیں دکھائے؟ خود میں یہاں اس کا ثبوت تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔ دیکھو میں لنگڑا تھا۔ اُس نے ایک کلمہ کہہ کر مجھے چنگا کر دیا۔ اور اب میں سیدھا کھڑا ہو سکتا اور بالکل توانا ہوں جیسا کہ تم مجھے دیکھتے ہو"۔

ایک شخص (دہشت آواز سے) "تو کون ہے؟ دیوتاؤں کی قسم یقیناً یہ تو میرا ہی بیٹا ستفنس ہے۔ ذرا مجھے اس کے پاس جانے دو تاکہ میں اپنا اطمینان کر لوں"۔ یہ کہہ کر وہ بھیڑ کو چیر کر لڑکے کی طرف بڑھا۔

اُس کی شکل دیکھتے ہی لڑکے کا رنگ فق ہو گیا۔ کوئی دم بھر تو وہ تذبذب کی حالت میں کھڑا رہا۔ پھر دیوار سے کُود پڑا۔ اور بھیڑ میں ہو کر آگے بڑھا۔ لوگوں نے اُس کے لیئے راستہ چھوڑ دیا۔

وماگوس۔ (لڑکے کا بازو پکڑ کر) "تو تو میرا بیٹا ستقفنس ہے۔ تندرست اور توانا۔ مگر نہیں۔ مجھے اعتبار نہیں آتا۔ دیوتاؤں کی قسم! میں تجھے جوانمرد بناؤنگا مجھے تیری دلیری بہت بھاتی ہے۔ آ میرے ساتھ آ۔"

وماگوس۔ (ایک لمحہ تک خاموشی کے ساتھ چلنے کے بعد اور پھر تھم کھا کر) "تو بولتا کیوں نہیں؟ کیا تو اپنے باپ کو دیکھ کر خوش نہیں ہوا؟ کیا تیری ماں نے تجھے یہی سکھ لیا ہے کہ اپنے باپ سے نفرت رکھے؟ جب تک تو لنگڑا اور لاچار تھا میں نے تیرا خیال نہ کیا۔ مگر اب تو سمجھ لیگا کہ تیرا باپ بھی ہے اور تجھے اُس کی تابعداری کرنی چاہیئے۔"

ستقفنس۔ (دھیمی آواز سے) "میری ماں نے مجھے تجھ سے نفرت کرنا نہیں سکھایا۔"

وماگوس۔ "نہیں۔ تو عورتوں کی طرح کھنکھناتا ہے۔ پھر اُسی طرح باتیں کر جس طرح تو ابھی ابھی اُس مغرور لڑکی کے مقابلہ میں کر رہا تھا۔ تو نے خوب مردانہ جواب دیا۔ اِس ناصری نے تجھے چنگا کر دیا۔ اچھا تو بتا یہ کیسے ہوا؟"

ستقفنس کے چہرے پر خداوند کا نام سنتے ہی پھر خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور اُس نے بڑے شوق سے اپنا قصہ بیان کیا اور دم بھر کے لئے یہ بھی بھول گیا کہ اُس کا مخاطب کون ہے۔

وماگوس۔ (اپنی ڈاڑھی کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر) "اچھا یہ بات ہے۔ جب ناصری تیرے لئے یہ کر سکا تو اور کچھ بھی کر سکتا ہے۔ کیوں تیرا کیا خیال ہے؟"

ستقفنس۔ (خداوند کی نگاہوں کو یاد کر کے جب اُس نے ستقفنس کو بشارت کی سیڑھیوں پر سے جواب دیا تھا) "ہاں۔ ضرور۔"

وماگوس۔ "تو اے بیٹے ستقفنس۔ تو اُس سے اشرفیاں مانگ لے تاکہ ہم ایک انگورستان اور ایک مکان خرید لیں اور رئیسوں کی طرح مزے سے رہیں سہیں۔"

ستقفنس۔ (بلاتامل) "میں سمجھتا ہوں وہ بہت ہی غریب ہے میں اُس سے کس طرح اشرفیاں مانگ سکتا ہوں؟"

وماگوس۔ "اے بیٹے۔ اگر وہ چاہے تو اشرفیاں بنا سکتا ہے کیا میں نے نہیں دیکھا کہ اُس نے پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے اِس قدر کھانا بنا لیا کہ پانچ ہزار آدمی کھا کر سیر ہو گئے؟ اُس نے بدرُوح سے عہد کر لیا ہے اور اُسی کی مدد سے وہ ایسے ایسے عجیب کام کرتا ہے۔"

ستقفنس ڈر کر پیچھے ہٹا اور اپنے باپ کے چہرے کو غور سے دیکھ کر کہنے لگا۔

"باپ اگر تو ایسی باتیں کہتا ہے تو میں تیرے ساتھ گفتگو نہ کرونگا۔"

وماگوس۔ (تمسخر سے) "کیا مجھ سے گفتگو نہیں کریگا؟ میرے پیارے لڑکے بھلا تیرا کیا مقدور ہے؟ اچھا تو کیا تو مجھے بتا سکتا ہے کہ طیطس کہاں ہے؟ (اور اُس کی صورت خوفناک ہو گئی) بول۔ کیا تجھے معلوم ہے وہ کہاں ہے؟"

ستقفنس۔ "ہاں مجھے معلوم تو ہے۔ مگر میں تجھے نہیں بتاؤنگا۔"

وماگوس۔ (لڑکے کا شانہ اس زور سے پکڑ کر کہ وہ اپنے کو سنبھال نہ سکا اور گر گیا) "کیا تو میرا مقابلہ کرنے کی جرأت کرتا ہے؟ اپنے ہی باپ کا مقابلہ؟"

ستقفنس۔ (اُس کے چہرے پر نظر جما کر) "باپ۔ میں بخوشی تیری اطاعت کرتا مگر جب طیطس تیرے اور تیرے ساتھیوں کی ہمراہی سے واپس آیا تو اُس نے مجھ سے بیان کیا کہ تو نے اُسے بڑے خوفناک جرموں میں شریک ہونے کے لئے مجبور کیا۔ ہاں تو نے بہت بُرا کیا۔ اب وہ صحیح سلامت ہے اور ایمانداری کی روٹی کما کر کھاتا ہے۔"

وماگوس۔ (طنز آمیز ہنسی سے) "ایمانداری کی روٹی کماتا ہے؟" اور پھر یکایک قہر کی نگاہوں کے ساتھ اُس سے مخاطب ہو کر "تو لنگڑا تھا اور اب تو اُس سامنے

والے ناصری کی شیطانی حکمت سے تندرست ہو گیا ہے۔ مگر سُن، اگر تو مجھے اس وقت نہ بتائیگا کہ طیطس کہاں ہے تو مَیں تیرے ساتھ وہ کرونگا جس کا کچھ علاج نہیں۔ ہاں جتنا چاہے۔ ادھر اُدھر دیکھ۔ تو میرے پنجے سے چھوٹ نہیں سکتا"۔

ستفنس نے چاروں طرف وزدیدہ نگاہوں سے دیکھا اور یہ دیکھ کر نہایت خوفزدہ ہو گیا کہ وہ اور اُس کا باپ باتیں کرتے کرتے اس قدر دُور نکل گئے ہیں کہ اُس وقت وہ شہر پناہ کے باہر ایک سنسان جگہ میں ہیں۔

دماکوس (دھمکانا چھوڑ کر ذرا نرم آواز میں) "کیا تو مجھے نہیں بتائیگا؟ مَیں حلف اُٹھاتا ہوں۔ اگر تو مجھے بتا دے تو پھر ہم تم دونو دوست اور رفیق ہو نگے۔ ابھی تو بچہ ہے۔ تو میرے ساتھ چلیگا اور مَیں تجھے دلیر آدمی بنا دونگا۔ اچھا تو اُسے کیا سمجھتا ہے؟ (اور اپنے پیرہن کے نیچے سے ایک خوبصورت جڑاؤ طلائی زنجیر نکال کر اُسے دکھائی) مَیں یہ تجھے دونگا اور اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں بھی۔ کیا مَیں سب کا سرغنہ نہیں ہوں اور تو میرا اکلوتا بیٹا ہے"؟

ستفنس۔ (تعجب کے لہجے میں) "تیرا اکلوتا بیٹا! کیا طیطس بھی ۔۔۔"؟

دماکوس "لڑکے تجھے اس سے کیا کہ طیطس میرا کیا لگتا ہے۔ تجھے اُس سے کیا کام؟ اب بچوں والی باتوں کے لئے وقت نہیں۔ بتا طیطس کہاں ہے"؟

ستفنس (لیس و پیش کے بعد) "بھلا تجھے اُس سے کیا غرض ہے"؟

دماکوس "تجھے میری غرض سے کیا کام؟ تجھے اس سے کچھ مطلب نہیں (اور لڑکے کی طرف نظر جما کر اور غصہ کے ساتھ آہستہ آہستہ لفظوں پر زور دے کر) تو کوڑے کھانا چاہتا ہے۔ اچھا تو مَیں تجھے کوڑے لگاؤنگا اور اگر اس پر بھی تو احمقوں کی ضد سے باز نہ آئیگا تو مَیں تیری ہڈی ہڈی چکنا چور کر ڈالونگا اور تجھے جنگلی کتوں کا لقمہ بننے کے لئے یہیں چھوڑ جاؤنگا"۔

یہ سُن کر ستفنس کا رنگ فق ہو گیا۔ اُس کے چہرے پر مُردنی چھا گئی مگر وہ کچھ نہ بولا۔ دماکوس نے اُسے پاس ہی ایک درخت سے کس کر باندھ دیا اور ایک موٹی چھڑی کاٹ کر بڑی احتیاط سے اُس کے پتے سونتنے لگا۔

طیطس کوہستانی مزروع سے جہاں اُسے بنیوتی نے ایک پیغام دے کر بھیجا تھا ٹھیک اُسی وقت آہستہ آہستہ واپس آ رہا تھا اور کبھی کبھی راستہ میں تازہ پھول توڑنے کے لئے ٹھہر جاتا تھا۔ کیونکہ وہ ننھی رُوت کے لئے جنگلی پھولوں کا ایک گلدستہ تیار کر رہا تھا۔

طیطس اب ایک چھوٹے سے کراڑے پر سے نیچے اُترا جہاں چھوٹی چھوٹی گھاس تھی اور دل ہی دل میں کہنے لگا "یہاں تو جنگلی گلاب کے بھی پھول ہیں۔ مَیں نے انہیں پہلی ہی بار دیکھا ہے۔ لاؤ انہیں بھی توڑ لوں"۔ مگر جونہی اُس نے پھولوں کے توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا دفعتاً ایک آواز اُس کے کان میں آئی جس کو سُن کر وہ پیچھے ہٹ گیا اور کان دھر کر سُننے لگا۔ وہ ایک دھیمی نالہ و فریاد کی آواز تھی اور درختوں کے کنج میں سے آ رہی تھی جو نزدیک ہی تھا۔ وہ آگے بڑھا۔ مگر جُوں جُوں وہ پاس گیا آہ و زاری کی آواز بار بار اُسے سُنائی دی جو ایک بھاری ضرب کی آواز کے ساتھ آتی تھی "اے باپ۔ رحم کر"! طیطس نے آواز فوراً پہچان لی۔ اُس نے غصہ سے اپنا مکا باندھا لیکن جب درختوں کی شاخوں میں ہو کر آگے بڑھا تو اُسے ایک ایسا منظر نظر آیا جس سے اُس کا خون خشک ہو گیا۔ ایک لمحے تک تو اُس کا دل یہی چاہتا رہا کہ آگے بڑھ کر حملہ کرے۔ لیکن اگرچہ وہ قدآور و توانا تھا تاہم اُسے اُس دیو کا مقابلہ کرنے کی جرات نہ ہُوئی۔ ادھر بیچارے بچے پر ضرب پر ضرب پڑ رہی یہاں تک کہ وہ تکلیف کے مارے بلبلا اُٹھا۔ اب طیطس سے ضبط نہ ہو سکا اور اُس نے جھک کر ایک پتھر کو جو اُس کے قدر لیا

میں پڑا ہوا تھا اٹھایا۔ اور اپنی ساری طاقت کے ساتھ خوب تاک کر پھینکا۔ پتھر
دماکُس کے ٹھیک کان کے پیچھے لگا اور وہ دھڑام سے منہ کے بل گر پڑا۔ اب طیطس
فی الفور آگے بڑھا اور جھٹ پٹ اُن رسّوں کو کاٹ دیا جن سے ستفنس بندھا ہُوا
تھا۔ اس کے بعد اُس نے پھر کر دماکُس کو جو زمین پر پڑا ہُوا تھا دیکھا۔
ستفنس نے جس کے سفید رخساروں پر آنسو بہ رہے تھے کانپ کر کہا "اور
طیطس کیا تُو نے اُسے مار ڈالا"؟
طیطس "اُسے مار ڈالا؟ نہیں۔ کاش کہ مار ہی ڈالتا۔ شریر حیوان بالصرف
اُسے چکر آ گیا۔ مگر میں ذرا اُس کی خبر لے لُوں تاکہ ہمارا پیچھا نہ کر سکے"۔
یہ کہہ کر اُس نے دماکُس کو جو بے ہوش پڑا ہُوا تھا چُپکے چُپکے اور بڑی ہوشیاری
کے ساتھ اُن تسموں سے باندھ دیا جن سے ابھی ستفنس بندھا ہُوا تھا۔ اور کڑی
آواز سے کیونکہ غصّہ کے مارے ابھی تک اُس کے بدن میں خون جوش کھا رہا تھا کہنے
لگا "آؤ۔ اب چل دو۔ بھلا تُو اُس شیطان کے ہاتھ کیسے پڑ گیا"؟
ستفنس نے جلدی سے اُسے ماجرا کہہ سُنایا۔
طیطس۔ (تندی سے) "ہاں تو اُس نے تجھے مار ہی ڈالا ہوتا"!
ستفنس "نہیں نہیں! وہ مجھے جان سے ہرگز نہ مارتا۔ وہ مجھے صرف
ڈرانا چاہتا تھا"۔
طیطس "لڑکے تُو ابھی اُس سے اتنا واقف نہیں جتنا میں ہُوں۔ سُن!
تجھے کچھ سُنائی دیتا ہے"؟
وہ ذرا ٹھہر گئے اور اُنہوں نے دُور سے کسی کو دیوانوں کی طرح چیختے چلاتے سُنا
طیطس "اب ہمیں بھاگنا چاہیے کیونکہ جب وہ اس طرح غصہ میں ہوتا
ہے تو اُس میں دس آدمیوں کے برابر زور آ جاتا ہے"۔

اور وہ دونوں ایسے بے تحاشا دوڑے کہ بہت جلد شہر کے پھاٹک پر پہنچ گئے
اور جب وہ بہ امن و امان شہر میں داخل ہو گئے تو طیطس ستفنس کی طرف متوجہ
ہو کر کہنے لگا "اب تُو اماں کو لے کر چند دن کے لئے کہیں چلا جا۔ آج کی رات وہ
تجھے گھر پر نہ پائے۔ اور ٹھہر شاید تجھے روپے کی ضرورت ہوگی میرے پاس
میری مزدوری کے دام ہیں یہ لے اور جا"۔
یہ کہہ کر اُس نے ستفنس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی تھیلی دی اور وہ وہاں
سے فی الفور ہَوا ہو گیا۔

سترھواں باب
جہنم کا اندھا

لڑکا۔ "آج تو ہمیں اس وقت تک بہت ہی تھوڑا ملا ہے۔ صرف چند ہی
پیسے" اور اُس نے اُن پیسوں کو ایک چھوٹے سے پیتل کے پیالے میں ڈال کر
جھنجھنایا۔ اور ایک راہگیر سے چلا کر کہا "کیا تُو اندھے پر رحم نہ کریگا"؟ "نہیں
اُس نے تو ادھر مُڑ کر دیکھا بھی نہیں۔ اور چلا گیا"۔
اندھا۔ (مایوسی سے) "خیر۔ لڑکے تُو جانتا ہی ہے یروشلیم میں بیشمار فقیر ہیں"
لڑکا۔ (فخریہ لہجہ میں) "مگر وہ جہنم کے اندھے نہیں"۔
یہ دونوں عبادت خانے کی ایک خوبصورت ڈیوڑھی میں بیٹھے ہوئے تھے۔
یہ ایک دل پسند مقام تھا کیونکہ اس ستُونوں والی ڈیوڑھی میں وہ دھوپ سے
بالکل محفوظ تھے۔ جبکہ شہر میں جو ذرا نشیب میں تھا سخت ناقابل برداشت

گرمی پڑتی تھی۔ اس بلند مقام میں نسیم فرحت افزا اٹھکھیلیاں لیتی ہوئی برابر چلتی رہتی تھی
چھوٹا لڑکا جس کے چہرے پر سیاہ کاکلیں لہرا رہی تھیں اندھے کو لے کر ہر روز اسی جگہ آیا کرتا تھا۔ وہ علی الصباح عبادت خانے کا دروازہ کھلنے سے پہلے وہاں پہنچ جاتے تھے اور دروازہ کھلتے ہی اندر داخل ہو کر دن بھر ڈیوڑھی میں بیٹھے رہتے تھے۔ دوپہر کو جو کچھ تھوڑا بہت کھانا اُن کے پاس ہوتا کھا لیتے۔ اور جو کچھ دن بھر میں مل جاتا اُسے لے کر شام کو دن بھر کے تھکے ماندے کہیں جا کر پڑ رہتے۔

اندھے کے لئے عبادت خانہ گویا گھر تھا۔ وہ اُس سے بہت ہی مانوس ہو گیا تھا۔ لڑکا اُس حیرت انگیز چکنے اور شفاف سنگ مرمر کا جو عمارت میں لگا تھا اور زرنگار کمروں اور کاہنوں کی زردوزی کے بیش قیمت پیراہنوں کا اکثر ذکر کیا کرتا رہتا تھا عبادت خانے میں دن بھر زبور کے گیت گائے جایا کرتے تھے جیسے وہ برابر سُنتے رہتے تھے۔ بخور جلانے کی خوشبو سے اُن کے دماغ معطر رہتے تھے۔ لڑکا اندھے کو صبح شام عبادت خانے کے صحن میں لے جاتا تھا جہاں وہ جماعت کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا تھا۔ اُس وقت جب وہ ایک بڑے ستون کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھا تھا دعا و نماز کی آواز کچھ کچھ اُس کے کانوں میں آ رہی تھی۔

"مبارک[1] ہے تو جس کے حکم سے دنیا پیدا کی گئی۔ تیرا نام ہمیشہ مبارک رہے! مبارک ہے تو جس نے تمام چیزوں کو نیست سے ہست کیا۔ مبارک ہے وہ جو زمین پر ابر رحمت نازل کرتا ہے۔ مبارک ہے وہ جو اپنی تمام مخلوقات پر رحم کرتا ہے۔ مبارک ہے وہ جو اپنے عابدوں اور زاہدوں کو بڑے بڑے اجر عطا کرتا ہے۔ مبارک ہے وہ جو ابد تک اور ابدالآباد تک لاتبدیل ہے۔ مبارک ہے وہ جو منجی اور شفیع ہے۔

[1] یہ دعا ہیکل کی نماز کی کتاب میں سے لی گئی ہے۔

تیرا نام مبارک ہو۔ مبارک ہے تو اے ابدالآباد یکساں رہنے والے۔ ہمارا خدا تمام عالم کا بادشاہ ہے! وہ بڑا رحیم خدا اور باپ ہے"۔

"ہائے! کیا وہ مجھ پر رحم نہ کریگا۔ مجھ جیسے اندھے بیکار و ناچیز پر؟ تاہم میں تندرست ہوں اور زندہ رہونگا۔ ہاں مدتوں زندہ رہونگا اور گدائی کرونگا۔" اور اُس نے چپکے سے اپنے مضبوط ہاتھوں کی مٹھی باندھ لی۔

لڑکا۔ "اور راہ گذر آ رہے ہیں۔ اے نیک مردو۔ رحم کرو جنم کے اندھے پر رحم کرو!"

اندھے کو سنگ مرمر کے فرش پر چند آدمیوں کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ جونہی لڑکے نے زور سے آواز دی وہ ٹھہر گئے۔

مسیح کے شاگرد۔ "اے ربی کس نے گناہ کیا تھا جو یہ اندھا پیدا ہوا؟ اس شخص نے یا اس کے ماں باپ نے"؟

ان لفظوں کو سنتے ہی اندھا فقیر سرنگوں ہو گیا۔ یہ وہی پرانا سوال تھا۔ کیا اس سوال کو وہ بچپن سے نہ سنتا آیا تھا؟ اُس نے دل میں خیال کیا "میں ملعون ہوں۔ وہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے مگر گنہگاروں کے بدلے بیگناہوں کو سزا دیتا ہے"!

مگر وہ کیا بات تھی جو اُس وقت خداوند نے کہی؟ یقیناً کوئی نئی اور عجیب بات تھی۔ "نہ اس نے گناہ کیا تھا نہ اس کے ماں باپ نے بلکہ یہ اس لئے ہوا کہ خدا کے کام اس میں ظاہر ہوں جس نے مجھے بھیجا ہے ہمیں اُس کے کام دن ہی دن میں کرنے ضرور ہیں۔ وہ رات آنے والی ہے جس میں کوئی شخص کام نہیں کر سکتا۔ جب تک میں دنیا میں ہوں دنیا کا نور ہوں"۔

"دنیا کا نور"! اب اندھے نے اپنا سر اٹھایا۔ اور اُس طرف کو جدھر سے یہ آواز آئی تھی اپنی بے نور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ ہی رہا تھا کہ اُسے اپنی آنکھوں کے پپوٹوں پر کوئی ٹھنڈی اور ملائم چیز لگتی ہوئی معلوم ہوئی۔

اجنبی آواز (مسیح کی آواز) "جا شیلوخ کے حوض میں دھولے" اور اُس
کے ابدی قدموں کی آواز جاتی رہی۔

فقیر۔ (لڑکے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا کر) "آؤ! چلو!"

لڑکا۔ (شکایت کے طور پر) "اُنہوں نے ہمیں کچھ دیا تو ہے نہیں۔ بلکہ اُس
نے تیری آنکھوں کے پپوٹوں پر گیلی مٹی رکھ دی ہے۔ اُس نے کیوں ایسا کیا ہے"؟

اندھا۔ "لڑکے چُپ رہ۔ چل مجھے تالاب پر لے چل۔ میں اُس کے حکم
کے مطابق ضرور وہاں اپنی آنکھیں دھوؤنگا"۔

دونوں سنگِ مرمر کی سیڑھیوں پر اُترتے اُترتے پانی تک جا پہنچے۔

لڑکا۔ (آہستہ سے) "میں نے لوگوں کو کہتے سُنا کہ وہ شخص یسوع تھا۔۔
(ایک لمحہ ٹھہر کر) ٹھہرو جی! لو تالاب پر آ پہنچے۔ اب جُھک جاؤ۔ میں تمہارا پیراہن
پکڑے رہونگا۔ اگر اب اپنا ہاتھ بڑھاؤ تو پانی تک پہنچ سکتے ہو"۔

اندھے نے اپنا ہاتھ کہنی تک پانی میں ڈال دیا اور مُنہ دھونے لگا۔ پھر
خاموشی کے ساتھ پیچھے ہٹ گیا۔ مگر اُس کے چہرے کی حالت ایسی متغیر ہوگئی کہ
لڑکا چلا اُٹھا "یہ کیا ہے؟ تجھے کیا ہوگیا"؟

اندھے نے اُس کی بات پر توجہ نہ کی کیونکہ جواب دیئے بغیر اُس نے اپنے
ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور بہ آواز بلند یوں کہنے لگا۔

"اے غیر متغیر خداوند خدا۔ ہم تیری حمد کرتے ہیں۔ ہم شکر گذاری اور
تعریف کے راگوں سے تیری ستائش اور حمد و ثنا کرتے ہیں! اے ہمارے بادشاہ!
ہمارے خدا۔ ہم تیرے نام کی پرستش کرتے ہیں۔ تو ہی اکیلا خدا ہے جو ہمیشہ
قائم رہتا ہے۔ اے خداوند تیرے نام کی ابدالآباد تک تمجید ہو۔ اے ازلی خدا۔
تیرا نام مُبارک ہو! کیونکہ تو نے اپنے خادم کو اندھیروں سے یعنی تاریکی۔ ہاں

رات کی تاریکی سے بچا لیا۔ میرا گناہ ڈھنپ گیا۔ اور میرے ماں باپ کا گناہ دب گیا
سچ مچ تُو نے اپنے رحم سے ایک بندے کو جو تجھ سے دُور اور بدبختی میں مبتلا تھا
یاد کیا۔ خدا کی ستائش ہو جو ہمیشہ اور ابدالآباد ستائش کے قابل ہے"۔

یہ دیکھ کر لڑکے پر خوف طاری ہوا کیونکہ اُس نے دیکھا کہ اُس کی بند اور
بے نور آنکھیں کُھل گئیں اور اُس کی آنکھوں کی طرح اُن میں بھی نور آ گیا۔ اور نادانی
سے (کیونکہ اُس کا چھوٹا سا دماغ حیرت سے بھر گیا تھا) پھر کہنے لگا۔ "اُس کا نام یسوع تھا"۔
اب وہ اُس کی طرف مُڑا اور اُس کی طرف بڑے غور سے دیکھ کر آخر کار بولا
"تُو ہی وہ لڑکا ہے"؟

لڑکا۔ (کانپ کر) "میں وہی ہوں جو تجھے صبح و شام لایا اور لے جایا کرتا ہوں"۔

فقیر۔ "اب تجھے مجھ کو لانا اور لے جانا نہ پڑیگا۔ خدائے ازلی و ابدی کا ہزار
ہزار شکر ہو۔ اب سے میں تیری خبرداری کرونگا"۔

اشخاص۔ "کیا تو ہمارے ساتھ چل کر فریسیوں کے سامنے بھی اِس بات
کا اقرار کریگا جو تُو نے ابھی ہم سے کہی ہے"؟

فقیر۔ ضرور۔ میں اپنی نجات کا اظہار کرونگا۔ کاش میں اپنے نجات دینے
والے کو جان لیتا تاکہ اُس کے پیراہن کے دامن کو بوسہ دیتا"۔

ایک پڑوسی۔ "مجھے تو یقین نہیں آتا۔ تُو اُس اندھے کا ہم شکل معلوم ہوتا ہے
مگر مشابہت ایسی ہے کہ حیرت ہوتی ہے"۔

دوسرا پڑوسی۔ "مگر اسے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت پڑی ہے؟ اُس کا
اِس میں کیا نفع ہے"؟

فقیر۔ (گرمجوشی سے) "میں جھوٹ نہیں بولتا۔ میں وہی ہوں۔ وہی جنم کا اندھا
میں بینا ہو گیا ہوں جیسا کہ میں نے تمہارے سامنے اقرار کیا ہے"۔

ایک فریسی (جس کی دینداروں کی سی وضع - چوڑا تعویذ اور لمبا پیراہن بتا رہے تھے کہ وہ سخت پابند شرع ہے جماعت سے یوں مخاطب ہوا) "اے کونسل کے گرامی قدر اور واجب التعظیم ممبرو۔ میں آپ کے پاس ایک شخص امتحان کی غرض سے لایا ہوں جس پر ایک معجزہ دکھایا گیا ہے۔ یہ معجزہ خلاف شرع سبت کے دن دکھایا گیا ہے اور آپ لوگوں کی توجہ کے قابل ہے"۔

کائفا۔ (شاہانہ انداز سے سر ہلا کر) "صاحب۔ آپ نے بڑی عقلمندی کی (اور پھر فقیر سے مخاطب ہو کر) بول اور اپنا ماجرا سنا تاکہ ہم اس پر حکم لگائیں"۔

فقیر (سادگی سے) "مجھے کچھ کہنا نہیں ہے۔ ایک شخص نے جس کا نام یسوع ہے مٹی تر کر کے میری آنکھوں پر لگا دی اور مجھ سے کہا جا شیلوخ کے تالاب میں اپنی آنکھیں دھو ڈال۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور مجھے بینائی مل گئی"۔

جلیل القدر جماعت نے اس بیان کو تیوری چڑھا کر اور سر ہلا ہلا کر سنا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سب ناراض ہیں۔ آخرش ایک ممبر یوں بولا "یہ شخص جو اپنے کو مسیح کہتا ہے خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ سبت کے دن کو نہیں مانتا اور سب جانتے ہیں وہ اس سے پہلے بھی کئی بار یہ بیجا حرکت کر چکا ہے"۔

نکودیمس "مگر ایک گنہگار آدمی کیونکر ایسے معجزے دکھا سکتا ہے؟ (فقیر سے) یسوع نے جو تیری آنکھیں کھولی ہیں تو اس کے حق میں کیا کہتا ہے؟"

فقیر "میرے خیال میں تو وہ نبی ہے"۔

دوسرا ممبر "میری رائے ہے کہ ایک افسر بھیج کر اس کے ماں باپ کو بلایا جائے اور ان سے دریافت کیا جائے کہ آیا یہ اندھا تھا یا بینا"۔

چنانچہ اس کی یہ تجویز منظور کی گئی اور پیادہ دوڑایا گیا۔ اس اثنا میں کونسل کے ممبر آپس میں چپکے چپکے صلاح و مشورہ کرتے تھے اور فقیر علیحدہ کھڑا ہوا اپنی تیز

اور روشن آنکھوں سے یہ سب ماجرا دیکھتا رہا۔

تھوڑی ہی دیر میں افسر اپنے ہمراہ ایک بوڑھے مرد اور ایک عورت کو جس کے چہرے پر نقاب پڑا تھا ساتھ لے کر واپس آیا۔ جونہی وہ کونسل کے کمرے میں داخل ہوئے انہوں نے دزدیدہ نگاہوں سے اپنے بیٹے کو دیکھا اور پھر بڑے ادب و انکسار کے ساتھ اہل مجلس کا آداب بجا لائے۔

کائفا۔ (ایک لحظہ تک خاموش بیٹھا انہیں غور سے دیکھتا رہا اور پھر غصہ کے ساتھ) "کیا یہ شخص جو تمہارے سامنے کھڑا ہے تمہارا بیٹا ہے جسے تم کہتے ہو کہ اندھا پیدا ہوا تھا؟ پھر وہ اب کیونکر دیکھنے لگا؟"

بوڑھا۔ (مکرر آداب بجا لا کر، عذر خواہی کے پیرایہ میں اور شانے اوپر کو اٹھا کر) "حضور والا۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ ہمارا بیٹا ہے اور اندھا پیدا ہوا تھا لیکن یہ ہم نہیں جانتے کہ اب وہ کیونکر دیکھنے لگا ہے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کس نے اس کی آنکھیں کھولیں۔ وہ تو بالغ ہے اسی سے پوچھو۔ اپنا حال آپ کہہ دیگا"۔

کائفا (فقیر سے تحکمانہ لہجہ میں) "آگے بڑھ کر کھڑا ہو"۔

فقیر آگے بڑھ کر اپنے ماں باپ کے پاس جا کھڑا ہوا۔ کاہن نے اسے دھمکانے والی نگاہوں سے دیکھا مگر اس کی روشن آنکھیں اس کے سامنے نہ جھپکیں۔

کاہن "اگر تو ہوش نہ کریگا تو اپنے کئے کے موافق سزا پائیگا۔ اس معاملے میں سب کچھ سچ سچ بتا دے۔ اگر تو نے شفا پائی ہے تو خدا کی تمجید کر۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ آدمی جسے یسوع کہتے ہیں گنہگار ہے"۔

یہ سنتے ہی فقیر سنبھلا۔ اس کی آنکھوں سے تیز روشنی نمودار ہوئی۔ اور ایک تیز آواز سے جواب دیا کہ کونسل کا کمرہ گونج اٹھا "میں نہیں جانتا کہ وہ گنہگار ہے یا نہیں۔ ایک بات جانتا ہوں کہ میں اندھا تھا۔ اب بینا ہوں"۔

ایک لمحہ کے لئے کمرہ میں سناٹا سا چھا گیا جس کے بعد ایک بوڑھے آدمی نے جو اُس وقت تک خاموش بیٹھا تھا اپنی گردن اُٹھا کر مشفقانہ لہجہ میں اُس سے دریافت کیا "اُس نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ کس طرح تیری آنکھیں کھولیں"؟

فقیر۔ "میں تو تم سے کہہ چکا اور تم نے نہ سُنا۔ دوبارہ کیوں سُننا چاہتے ہو؟ کیا تم بھی اُس کے شاگرد ہونا چاہتے ہو"؟

کائفا۔ (غصہ سے آنکھیں لال کر کے) "تیرے جیسے کمینے فقیر اُس کے شاگرد ہوتے ہیں۔ ہم تو مُوسٰی کے شاگرد ہیں ہم جانتے ہیں کہ خدا نے مُوسٰی کے ساتھ کلام کیا ہے مگر اِس شخص کو نہیں جانتے کہ کہاں کا ہے"۔

فقیر۔ (طنزیہ) "یہ تعجب کی بات ہے کہ تم اُسے نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا ہے حالانکہ اُس نے میری آنکھیں کھولیں۔ ہم جانتے ہیں کہ خدا گنہگاروں کی نہیں سُنتا۔ لیکن اگر کوئی خدا پرست ہو اور اُس کی مرضی پر چلے تو وہ اُس کی سُنتا ہے۔ دُنیا کے شروع سے کبھی سُننے میں نہیں آیا کہ کسی نے جنم کے اندھے کی آنکھیں کھولی ہوں۔ اگر یہ شخص خُدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کچھ نہ کر سکتا"۔

کائفا۔ (غصہ سے اُٹھ کر) "نکمے بدبخت گداگر۔ تُو تو بالکل گُناہوں میں پیدا ہُوا کیا تُو ہمیں سکھاتا ہے؟ تُو اِس متبرک مقام سے باہر نکل جا۔ اگر جان کی خیر چاہتا ہے تو پھر کبھی اِس میں داخل نہ ہونا"۔

بیچارہ فقیر وہاں سے رنجیدہ خاطر ہو کر چلا گیا کیونکہ عبادت خانہ کی شان وشوکت دیکھنے کی اُسے بڑی خواہش تھی۔ اور اب وہ عبادت خانے سے جاتے ہُوئے بار بار اُس کے درودیوار پر حسرت کے ساتھ نگاہیں ڈالتا جاتا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ کے لئے وہاں سے نکال دیا گیا تھا۔ اُس وقت اُس نے ایک آواز سُنی جو اُسے بُلا رہی تھی مُڑ کر دیکھنے پر اُسے ایک شخص نظر آیا جو اُسے بڑی سنجیدہ اور پیاری

نگاہوں سے دیکھ رہا تھا خود بخود اُس کا دل سینے میں اُچھلنے لگا۔ اُس شخص نے فقیر سے باتیں کیں اور فقیر نے اُس کی آواز کو پہچان لیا۔ وہ اُسی شخص کی آواز تھی جس نے اُسے شیلوخ کے تالاب میں آنکھیں دھونے کا حکم دیا تھا۔

شخص۔ (یسُوع) "کیا تُو خُدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے"؟

فقیر۔ (کانپ کر) "اَے خُداوند وہ کون ہے کہ مَیں اُس پر ایمان لاؤں"؟

یسُوع۔ "تُو نے اُسے دیکھا ہے اور جو تجھ سے باتیں کرتا ہے وُہی ہے"۔

فقیر۔ (اُسے سجدہ کر کے اور اُس کے پیراہن کا دامن چُوم کر) "اَے خُداوند مَیں ایمان لاتا ہُوں"۔

اُس وقت ایسا ہُوا کہ چند فریسی جنہوں نے اُسے عبادت خانے سے نکالا تھا اُس کے پاس کھڑے ہُوئے یہ باتیں سُن رہے تھے اور مسیح اُن کی غُصہ بھری نگاہیں دیکھ کر اور اُن کے دل کا حال معلوم کر کے اُن سے یُوں مخاطب ہُوا "مَیں دُنیا میں عدالت کے لئے آیا ہُوں تاکہ جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں اور جو دیکھتے ہیں وہ اندھے ہو جائیں"۔

فریسی۔ (حقارت سے) "کیا ہم بھی اندھے ہیں"؟

یسُوع۔ "اگر تُم اندھے ہوتے تو گنہگار نہ ٹھہرتے۔ مگر اب تُم کہتے ہو کہ ہمیں دکھائی دیتا ہے اِس لئے تمہارا گُناہ قائم رہتا ہے"۔

اٹھارھواں باب

ناصرت کا سفر

شروع موسم بہار میں ایک دِن شام کے قریب دو تھکے ماندے مُسافر

ایک ڈھلوان چٹانی راستے پر چڑھ رہے تھے جو ناصرت نامی ایک کوہستانی گاؤں کو جاتا تھا۔ رستہ ناہموار اور دُشوار گذار تھا۔ عورت نے جب وہ آہستہ آہستہ آگے کو بڑھتی جاتی تھی ایک دردناک آہ بھری۔ لڑکا یہ سُن کر اُس کی طرف پھرا اور اُس کے متفکّر اور پریشان چہرے کو دیکھنے لگا جو دم بدم گھٹتی ہوئی روشنی میں زرد معلوم ہوتا تھا۔

لڑکا۔ "اماں تو تھک گئی ہے معلوم ہوتا ہے بہت ہی تھک گئی ہے ہمیں پیچھے والے گاؤں میں ٹھہر جانا مناسب تھا۔ آؤ۔ یہاں بیٹھ کر تھوڑا آرام کر لیں"۔

لڑکے نے پتھر پر اپنا پوستین بچھا دیا اور عورت ایک ٹھنڈی سانس لے کر اُس پر بیٹھ گئی۔ آخرش اُس نے کراہ کر ایک اور گہری سانس لی اور کہا۔ "ہاں میں بہت تھک گئی ہوں۔ اِس پہاڑی پر چڑھتے چڑھتے میری طاقت جواب دیئے جاتی ہے"۔

لڑکا۔ (پیار سے) "اماں ذرا سستانے سے تیری ساری تکان جاتی رہیگی اور طبیعت بحال ہو جائیگی۔ اِن دنوں ہم نے بہت دُور کا سفر کیا ہے۔ اگر چاہو تو جب تک طبیعت بحال نہ ہو اس سامنے والے گاؤں میں ٹھہر جائیں کیسی خوبصورت اور فرحت بخش جگہ معلوم ہوتی ہے! پہاڑی کو تو دیکھو۔ کیسی ہری بھری اور سرسبز ہے اور پھول بھی ہر طرف کھل رہے ہیں۔ تو جب تک یہاں آرام کرے میں جا کر کچھ پھول تیرے لئے جمع کر لاؤں"۔

عورت۔ (ذرا مسکرا کر) "اَے میرے پیارے ستفنس۔ کیا تجھے آرام کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی؟ ابھی تو ہمیں شہر تک پہنچنے کے لئے بڑی دشوار گذار چڑھائی باقی ہے"

لڑکا۔ "اماں میں ابھی نہیں تھکا ہوں"۔ اور یہ کہہ کر وہ خوشی سے اُچھل کھڑا ہوا ماں کی آنکھیں بڑے پیار کے ساتھ اُسے دیکھتی رہیں۔ جب وہ ایک ڈھلوان کنارے پر کچھ شوخ رنگ کی کلیوں کے توڑنے کے لئے چڑھا جو چٹانوں کے درمیان بڑی دلربائی کے ساتھ لہلہا رہی تھیں اور دل ہی دل میں کہنے لگی۔ "آہا میرے

پیارے بیٹے! یُوں تو اب تُو پورا جوان ہو چلا ہے مگر تیرا دل ابھی تک بچوں کا سا ہے"۔

لڑکا۔ (اپنی جھولی میں بہت سے پھول لئے ہوئے) "اماں دیکھئے۔ دیکھئے یہ ہر قسم کے گلاب کے پھول ہیں۔ سفید۔ زرد کیسی اچھی خوشبو ہے۔ اور یہ سوسن اور چنبیلی بھی کیسے اچھے ہیں۔ مگر یہ چھوٹے چھوٹے زرد پھول تو بالکل ستاروں کی مانند ہیں۔ تُو دیکھتی ہے کہ سامنے والے گاؤں کے ہر گھر میں باغیچہ ہے۔ اِس بلند چٹان پر سے جہاں میں نے یہ گلابی پھول جمع کئے تھے۔ انار کے پھول اور نارنگی کی برف سی سفید کلیاں نظر آتی تھیں۔ کیا تُو ایسی دلکش جگہ میں رہنا پسند نہ کریگی؟ اب میں خوب محنت کر سکتا اور بلا شبہ دونوں کے لئے روٹی کما سکتا ہوں"۔ (اور پھر ذرا ٹھہر کر جیسے کوئی خواب دیکھتا ہے) "اُس (یسُوع) کی اصل جائے رہائش ناصرت ہے۔ ہم اُس کا گھر ضرور دیکھینگے"۔

ماں۔ (فی الفور) "اَے میرے ستفنس۔ اب ہمیں یہاں سے جلد چلنا چاہئے۔ کیونکہ سُورج تو غروب ہو چکا اور رات سر پر کھڑی ہے"۔

لڑکا۔ (کھڑا ہو کر) "ہاں اماں۔ تُو میرا سہارا لے کر چل"۔

کوئی آدھ گھنٹے کی چڑھائی کے بعد دو مسافر گاؤں کی حد میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک چشمہ زیر و بم کی سُریلی آواز کے ساتھ پہاڑی کے پہلو میں سے اُبل کر نیچے ایک پتھر کے تالاب میں گر رہا تھا۔ یہ عورت یہاں ذرا دیر کے لئے ٹھہر گئی۔

عورت۔ (گھاس پر بیٹھ کر غش کھاتی ہوئی) "میں اب اور آگے نہیں چل سکتی۔ میری طبیعت ناساز ہے"۔

ستفنس۔ "اَے ماں۔ اب تو بالکل ہم گاؤں کے پاس ہیں۔ لے میں تجھے تھوڑا سا پانی دیتا ہوں اس سے تیری طبیعت بحال ہو جائیگی"۔

مگر عورت (اُس کی ماں) نے کچھ جواب نہ دیا۔ اُس کا سر پیچھے کو جھک کر سبز

گھاس والے کنارے سے جا لگا۔ جب لڑکے نے جھک کر اُسے دیکھا تو معلوم ہُوا کہ وہ بالکل بیہوش ہے۔

لڑکا۔ (کفِ افسوس مَل کر اور چلا کر) اب میں کیا کروں؟ اماں؟ او اماں"۔

اُس کے پاس ہی سے یہ آواز آئی "وہ غش کھا گئی ہے۔ لاؤ میں اُسے ذرا سا پانی دُوں"۔ لڑکے نے سر اُٹھا کر اُوپر کو دیکھا تو اُس نے ایک عورت کو اپنے پاس ہی کھڑی دیکھا۔ اُس کے کندھے پر پانی کا گھڑا تھا۔ اُس نے گھڑے کو فی الفور جا کر چشمہ میں سے بھرا۔ اور پھر اُس زمین پر پڑی ہُوئی عورت کی طرف جھک کر اُس کے چہرے پر کچھ تازہ اور ٹھنڈے پانی کے چھینٹے دیئے۔

عورت "دیکھ وہ ہوش میں آتی جاتی ہے۔ اور بہت جلد پُورے ہوش میں آجائیگی۔ اپنا پیالہ پانی سے بھر لے اور اُسے تھوڑا سا پانی پلا دے"۔

ستفنس نے فوراً اُس عورت کے کہنے کے مطابق کیا۔ تھوڑی دیر میں اُس کی ماں اُٹھ کر بیٹھ گئی اور اُس کی عورت کی طرف نظر کی۔ مگر پھر کراہتی ہُوئی بیہوش ہو گئی۔

دُوسری عورت۔ (لڑکے کی طرف دیکھ کر) "گاؤں میں کوئی تیرا جان پہچان ہے؟"

ستفنس۔ (متفکر ہو کر) "نہیں۔ ہم تو سرائے کو جا رہے تھے۔ کیا وہ یہاں سے دُور ہے"؟

عورت (ایک طرف اشارہ کر کے جہاں پتوں میں ہو کر ایک دھندلی سی روشنی نظر آتی تھی) "وہ سڑک کے بالائی حصہ پر ہے مگر اس کے لئے اتنی دُور جانا مشکل ہے۔ اگر تو میرے ساتھ مل کر اُسے اُٹھا کھڑا کرے تو میرا گھر چند ہی قدم پر ہے۔ تم یہ رات میرے ہاں کاٹو"۔

ستفنس۔ (شکر گزاری کے ساتھ) آپ کی بڑی عنایت ہے اور میں تہ دل سے آپ کا شکر گزار ہوں"۔

اُن دونوں نے ناتوان پرسکا کو اپنے بیچ میں لے کر اُٹھایا اور اُس کو سہارا دے کر قدم قدم چلتے ہُوئے اُس عورت کی جھونپڑی تک پہنچے جو پاس ہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ خوابگاہ سے جہاں وہ اپنے مہمان کی ضروریات کا انتظام کر رہی تھی واپس آئی اور ستفنس سے کہنے لگی "اب وہ سوتی ہے یقین ہے صبح تک بالکل اچھی ہو جائیگی"۔

ستفنس کو اس اثنا میں اِس گھر کی دیکھ بھال کرنے کا خوب موقع ملا۔ اُس نے دیکھا کہ اگرچہ اُس مکان کا ساز و سامان بالکل غریبوں کا سا ہے۔ مگر وہ بہت ہی صاف سُتھرا ہے۔ اُس نے اُس عورت کو بڑے غور سے دیکھا۔ وہ کشیدہ قامت سڈول جسم اور خوش وضع تھی۔ اور اگرچہ عُمر میں اُدھیڑ ہو چکی تھی تاہم اُس کی صُورت بہت ہی دلکش تھی۔ اُس کی آنکھیں صاف مگر نیلگوں تھیں اور دہن غنچہ کی مانند اور ہونٹ نازک تھے اور اُس کے سرخی مائل بالوں میں کچھ عجیب پیچ و خم تھا اور اُن میں کہیں کہیں سُنہری جھلک پائی جاتی تھی۔

عورت (تبسم کے ساتھ جس سے اُس کا چہرہ تمتما گیا) "تو بھی تھکا ماندہ ہو رہا ہے کچھ کھا لے۔ اور پھر سو جا"۔ یہ کہہ کر اُس نے لڑکے کے سامنے ایک لکڑی کا پیالہ جو دُودھ سے لبالب بھرا تھا اور جَو کی کچھ روٹیاں رکھ دیں۔ اور جب وہ خوب سیر ہو کر کھا چکا تو اُس سے بولی "بتا۔ یہ کیا بات ہے کہ تم تنہا سفر کر رہے ہو اور گھر سے اتنی دُور نکل آئے ہو؟ کیونکہ تیری ماں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ تم کفرنحوم کے رہنے والے ہو"۔

عورت کے اس سوال سے جرأت پا کر لڑکے نے اپنا سارا قصہ بیان کر دیا۔ خاص کر یسُوع کے ہاتھ سے شفا پانے کے اُس حیرت انگیز واقعہ کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا اور جب سارا قصہ سُنا چکا تو کہنے لگا "آپ دیکھتی ہیں کہ ہمیں مجبوراً کفرنحوم چھوڑنا پڑا۔ اور ہم ناصرت اِس لئے آئے ہیں کہ اُس کے گھر کی زیارت کریں۔

میں نے خیال کیا کہ شاید وہ ہمیں یہاں مِل جائے کیا آپ یسوع کو جانتے ہیں؟"

یہ سُنتے ہی اس عورت کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ مگر اُس کے ساتھ ہی تبسم ہوا جس سے اُس کی صورت بالکل نُورانی ہونے لگی اور اُس کے چہرے پر الٰہی حُسن و خوبی کے آثار نمایاں ہونے لگے وہ بڑی سادگی سے کہنے لگی "وہ میرا ہی بیٹا ہے۔ اور یہ اُسی کا گھر ہے"۔

اُنیسواں باب

سفر اور اُس کا انجام

"اَے نوجوان تُو یہ سُن کر خوش ہوگا کہ آقا کی نگاہوں میں تُو نے بڑی عزت و توقیر پیدا کر لی ہے۔ دہا میں جو میرے ساتھ بھی تُو نے اپنی خدمات کو نہایت عمدگی کے ساتھ قابل تعریف طور سے اوروں سے بہتر انجام دیا ہے۔ میں تیری رفاقت اور مدد کے لئے بہ دل و جان آمادہ ہُوں۔ میں روز بروز بُوڑھا ہوتا جاتا ہُوں اور فرائض منصبی کو ادا کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اگر تُو ایسا ہی اچھا کام کرتا رہا اور اپنے آپ کو عقلمند اور صاحب شعور ثابت کیا تو کوئی وجہ نہیں کہ تُو کبھی نہ کبھی میرے منصب پر سرفراز نہ کیا جائے۔ میں نے اپنی کمائی سے کچھ بچا کر انگورستان خرید لیا ہے۔ اور جب ضعف کے سبب نوکری سے سبکدوش ہونگا تو وہیں جا کر سکونت اختیار کرونگا"۔

بنونی باغ میں ایک بنچ پر آرام کے ساتھ بیٹھا تھا اور طیطس بڑے ادب کے ساتھ اُس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ اُس سے یہ باتیں کہہ رہا تھا۔ لڑکے

کے چہرے پر ان باتوں سے خوشی کے آثار نمودار ہو گئے مگر اُس نے کچھ جواب نہ دیا کیونکہ اُس نے دیکھا کہ بُوڑھا کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہے۔

بنونی "مجھے تجھ سے ایک بہت ضروری کام ہے اور یہ کام میں بزرگ یائرس کی مرضی کے موافق تیرے سپرد کرتا ہُوں۔ ورنہ سچ تو یہ ہے کہ اگر میری مرضی پر چھوڑا جاتا تو میں کسی دُوسرے سے کراتا۔ نہ اس وجہ سے کہ مجھے تجھ پر اعتبار نہیں بلکہ اس وجہ سے کہ تُو ابھی جوان عمر ہے اور تجھ میں ابھی اتنی سمجھ نہیں ہے کام یہ ہے کہ تجھے انگورستان میں جانا ہوگا جو طبریاس کے ذرا پرے واقع ہے اور روپیہ لے جا کر منشی کو پہنچانا ہوگا جو اُس انگورستان کا نگران ہے۔ وہ یہ روپیہ اس خط کی ہدایات کے موافق خرچ کریگا۔ یہ خط اور روپیہ کی تھیلی اُسے دے دینا۔ اسے اپنی کمر میں باندھ لے اور خوب مسلح ہو کر جائیں۔ تجھے سواری کے لئے ایک تیز رفتار خچر دیتا ہُوں۔ اور اگر تُو ابھی روانہ ہو کر ذرا تیز قدمی کے ساتھ جائے تو چاند نکلنے سے پہلے وہاں پہنچ جائیگا"۔

طیطس "میں کوئی آدھ گھنٹے میں تیار ہو جاؤنگا مگر آپ مجھے ذرا یہ سمجھا دیں کہ وہ جگہ مجھے کس طرح ملیگی؟"

بُوڑھا۔ "ذرا سوچ کر میں اور بھی انتظام کرتا ہُوں۔ میں تیرے ساتھ آسا کو بھی بھیجتا ہُوں۔ وہ راستے سے خوب واقف ہے کیونکہ اُسے اسی کام پر بارہا وہاں جانا پڑا ہے"۔

طیطس "جب وہ اِس کام پر گیا تو کیا وہ اکیلا جاتا رہا یا کسی دُوسرے کے ساتھ"؟

بُوڑھا۔ (بے احتیاطی سے) "ہاں وہ تو اکیلا ہی جاتا رہا" مگر طیطس کے رخسار پر غصہ کے آثار دیکھ کر تسلی کے طور پر "تُو جانتا ہے اس سرزمین میں راہزن بستے ہیں

یقیناً ایک کی نسبت دو کا جانا زیادہ اچھا ہے"۔

طیطس: "اگر آپ میرے اکیلے جانے پر اعتبار نہیں کر سکتے تو میں جاتا ہی نہیں۔ بہتر ہوگا آسا یہ تھیلا لے اور پہلے کی طرح اب بھی چلا جائے"۔

بوڑھا: "نہیں نہیں۔ میاں لڑکے۔ اس وقت تیرا مزاج بگڑا ہوا ہے۔ اگر تو اپنا بھلا چاہتا ہے تو زبان کو لگام دے اور مزاج کو سنبھال۔ کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا کہ مجھے تجھ پر کامل اعتبار ہے؟ نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اے لڑکے میں تجھے اپنے بیٹے ہی کی طرح پیار کرتا ہوں مگر میں نہیں جانتا کہ کیوں میرا دل یہی کہتا ہے کہ آج تیرے لئے تنہا جانا بہتر نہ ہوگا"۔

طیطس (تن کر کھڑا ہوا اور سینہ نکال کر) "مگر کیا میں مضبوط نہیں ہوں؟ اگر کوئی ڈاکو مل گیا تو کیا میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا؟ (اور پھر اپنے دل میں) اے مہربان بنونی تیری نسبت میں ڈاکوؤں کے اطوار اور ان کے اڈے خوب جانتا ہوں (اور پھر بلند آواز سے) اگر بدقسمتی سے ہم رہزنوں میں پھنس جائیں تو آسا میرا مددگار ہونے کی بجائے رکاوٹ کا باعث ہوگا۔ میں اس کے موٹاپے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر وہ دغاگیس سے آدمی کے ہاتھ پڑ جائے تو اس کا بچ نکلنا ناممکن ہوگا"۔

بنونی۔ (بے پروائی سے) "تو کیا کہتا ہے"؟

طیطس۔ (اپنے ہونٹ کاٹ کر) "مہربان بنونی۔ اب میری روانگی کا وقت آ پہنچا۔ اگر آپ کی مرضی ہو تو میں جانے کو تیار ہوں۔ مگر میں آسا کو اپنے ساتھ لے جانا ہرگز پسند نہیں کرتا"۔

بنونی: "اچھا۔ تو جان اور تیرا کام۔ اللہ تیرا محافظ ہو"۔

طیطس (ہنس کر) "یقیناً یہ ایک نیک دعا ہے اور میں اس کے علاوہ اپنے لٹھ اور پیش قبضوں سے بھی اپنی حفاظت کروں گا"۔

بنونی (سر ہلا کر) "لڑکے افسوس تو غیر قوم سے ہے۔ تیری باتوں سے ہمیشہ بت پرستی کی بو آتی ہے"۔

آدھ گھنٹہ کے بعد نوجوان طیطس ایک مضبوط اور تیز رفتار خچر پر سوار ہو کر اس صحن میں سے دوڑاتا چلا آیا۔ روپے کی تھیلی کو اس نے اپنے پیراہن کے نیچے کمر سے کس لیا تھا۔ اس کی جھولی میں کھانا تھا اور دو خونخوار پیش قبض اس کی پیٹی میں لگے تھے "میں چاند نکلنے سے پہلے واپس آ جاؤں گا۔ خدا حافظ"۔ اور اس نے ہنس کر اپنا ہاتھ بنونی کی طرف پھیلایا جو اس وقت کسی فکر میں غرق کھڑا تھا۔

بوڑھا گھر جاتے وقت سر ہلا کر اپنے دل میں "میرے دل میں طرح طرح کے وسواس پیدا ہوتے ہیں۔ اور میرا ماتھا ٹھنکتا ہے۔ لڑکے کے ساتھ کسی کو ضرور جانا چاہئے تھا"۔

اتنی دیر میں طیطس شہر کے دروازے پر جا پہنچا اور اب سنگین پیچ در پیچ راستے پر چڑھ رہا تھا جو کوہستانی سڑک کی طرف جاتا تھا۔ وہ خوشنما موسم بہار کی صبح تھی۔ گرم اور تیز دھوپ ہرے بھرے میدانوں اور انگورستان پر پڑ رہی تھی جن میں موسم بہار کا شوخ زمردی رنگ جو اس ملک کا خاصہ ہے ہر طرف بسا ہوا تھا۔ سڑک کے دو طرف گلابی اور نیلے پیلے پھول کھل رہے تھے۔ چمن پر زندہ پھول جیسی رنگ برنگ کی تتلیاں اڑتی پھرتی تھیں۔ چڑیاں جو آشیانے بنانے میں مصروف تھیں جھاڑیوں اور درختوں کے کنجوں میں ادھر ادھر اڑتی پھرتی تھیں اور آسمان پر ابابیلوں کا جھنڈ منڈلاتا اور میٹھی میٹھی راگنیاں گا رہا تھا۔ ہوائیں خوشبو بسی ہوئی تھیں اور طیطس کے دماغ کو معطر کرتی تھی۔ اس نے بھی مست و بیخود ہو کر سر اٹھا کر نظر کی اور گانا شروع کیا۔ بھلا جوانی اور تندرستی کے عالم میں کون ایسا شخص ہے جو ایسی دل فزا بہار کو دیکھ کر محو نہ ہو جائے۔

دوپہر کے قریب وہ انگورستان اور کھیتوں میں سے جن میں کسان کام کر رہے تھے گزرتا ہوا ایسی جگہ جا پہنچا جو بالکل سنسان اور ویران تھی۔ اس جگہ تنگ سڑک بیچ زیتون اور جھاؤ کے بلند درختوں کے جھنڈوں، جھاڑیوں اور ناہموار پہاڑیوں میں چکر کھاتی ہوئی جاتی تھی۔ طیطس اس مقام سے خوب واقف تھا۔ وہ خاموش اور چوکنا تھا۔ مگر ذرا ہی دیر کے بعد وہ رک گیا اور خچر کو باندھ کر بڑی ہوشیاری کے ساتھ ایک جھاڑی کے نیچے سے ہو کر ایک گھنی جگہ میں جا پہنچا جو سڑک کی طرف سے بالکل نظر نہ آتی تھی۔ یہاں ایک چشمہ پہاڑی کے پہلو میں سے ابل رہا تھا۔ اس کا پانی بلور کی مانند صاف و شفاف اور برف کی مانند سرد تھا۔ یہ چشمہ ایک آبشار کی صورت میں جھر جھر کر نیچے ایک پتھریلے حوض میں گرتا تھا اور وہاں سے لبریز ہو کر سبزہ اور پھولوں کے درمیان جو اس دلفریب مقام پر صف بہ صف گنجان کھڑے تھے جا کر چھپ جاتا تھا۔

یہاں پہنچ کر اس نے اپنا کان زمین پر لگایا اور کچھ دیر تک سنتا رہا۔ اور پھر ایک بلند بلوط کے درخت پر چڑھ کر جنگل کی طرف نظر دوڑائی اور جو پہاڑی کے کنارے کنارے تنگ فیتے کی طرح چکر کھاتی ہوئی آتی تھی۔ درختوں کی سرسبز نئی پتیاں دھوپ میں ناچتی ہوئی نظر آتی تھیں سینکڑوں فٹ نیچے نیلگوں پانی جھلک دکھا رہا تھا اور ان پہاڑیوں کے پیچھے جو روشنی اور سائے کے فوری انقلابات سے داغدار معلوم ہوتی تھیں کوہ ہرمون نظر آ رہا تھا جو دور افق کے مقابل ایک برفانی بادل کی مانند معلوم ہوتا تھا۔ اس نے خوب احتیاط کے ساتھ ادھر ادھر نظر کی اور اطمینان کے ساتھ خوش خوش درخت سے اترا اور جھاڑیوں میں سے ہوتا ہوا باہر نکل گیا۔ اب وہ خچر کی لگام پکڑ کر اندر لے گیا اور اس کی چکنی گردن کو تھپتھپا کر کہنے لگا۔ "اب میں تجھے پانی پلاؤں گا ایسا میٹھا پانی کہ کبھی عمر بھر تیرے

نصیب نہ ہوا ہوگا۔" جب وہ اپنے جانور کی ضروریات کو رفع کر چکا تو اس نے ملائم گھاس پر اپنا جھولا کھولا اور کھانا شروع کیا۔

یہ جگہ نہایت ٹھنڈی اور دلکش تھی۔ وہاں ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی صرف دور کی چڑیوں کے چہچہے، پانی کا ٹپکنا اور خچر کے خراٹے جو دوپہر کے تپ پر پلا ہوا تھا اس خاموشی کو توڑتے تھے۔ طیطس پر نیند کا غلبہ ہونے لگا۔ اس نے جھپکتی ہوئی نگاہوں سے خچر کی طرف دیکھا اور یہ معلوم کر کے کہ وہ قریباً نصف گھاس کھا چکا ہے بڑے آرام کے ساتھ وہیں لیٹ گیا اور سر کے نیچے بازو کا تکیہ لگا کر گہری نیند سو گیا۔

معلوم نہیں وہ وہاں کتنی دیر سوتا رہا۔ مگر وہ دفعتاً چونک اٹھا اور بیقراری کے ساتھ حرکت کر کے اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ اب اسے اپنی حماقت کا نتیجہ نظر آیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں کسے ہوئے تھے۔ پاس ہی ایک درخت سے سہارا لگائے ہوئے دماکوس نخبیالی کی ڈراؤنی اور ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا ساتھی یا تو اس کے اردگرد کھڑے تھے یا زمین پر لیٹے ہوئے تھے۔ اس کے بیدار ہوتے ہی انہوں نے زور کا قہقہہ لگایا اور ہنسی اڑانے لگے۔

ایک۔ "اے جوان رعنا۔ کیا تو آرام کر چکا؟"

دوسرا۔ "ہمیں تجھ سے یہاں دوچار ہونے کی ہرگز امید نہ تھی مگر تو اپنے پرانے اڈے کو کب بھولنے والا تھا۔ یقیناً تو یہاں ہمارا انتظار کر رہا تھا۔"

طیطس نے اپنے بندوں سے رہا ہونے کے لئے بے فائدہ کوشش کی اور اپنے گرفتار کرنے والوں کی طرف غضب آلودہ نگاہوں سے دیکھتا رہا۔

دماکوس۔ دانت دکھا کر اور روپوں کا تھیلا زور سے جھنجھنا کر "تیرا خچر اور روپوں کی تھیلی کا مل جانا ایسا ہے گویا سونے کی چڑیا ہمارے ہاتھ لگ گئی۔"

دُوسرا "اور سب سے بڑھ کر ایسے موقعہ پر جب کہ کسی دن میری قسمت نے کچھ بھی یاری نہ کی تھی"۔

دُماکوس - اب یہاں زیادہ دیر تک ٹھہرنا مناسب نہیں۔ ہمیں فی الفور یروشلیم کو چل دینا چاہیئے۔ اگر وہاں کام خوب بنتا گیا تو ساری کسر نکل جائیگی (اور تھیلی کو پھیلا کر) "سردست یہی ہمارے لئے کافی ہے"۔

گیٹس (جس کے طیطس مُنہ لگا ہُوا تھا) "کیا میں اِس لڑکے کو کھول دُوں"؟

دماکوس (گرج کر) "اسے کھول دُوں؟ نہیں!! ابھی مجھے اُس سے ایک پُرانے حساب کتاب کا فیصلہ کرنا ہے (اور پھر طیطس کے پاس آکر اور قہر کی نگاہوں سے دیکھ کر) ایک دن جب میں اپنے بیٹے ستفنس کی نافرمانی پر اُسے کوڑے لگا رہا تھا تو کسی نے مجھے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ میں بیہوش ہوگیا اور اُس حالت میں میرے ہاتھ پاؤں کس کر باندھ دیئے"۔

گیٹس (زور کا قہقہہ لگا کر) "اور کسا بھی کسی نے خوب اچھی طرح تھا۔ یہ تو وہاں آسیب زدہ آدمی کی طرح پڑا ہُوا چلاتا رہا یہاں تک کہ میرا اُس طرف سے گُذر ہُوا اور میں نے اُسے کھول دیا۔ مگر ایمان کی قسم۔ وہ ایسا جکڑ کر بندھا تھا کہ اگر جنگلی کُتوں سے چھوٹ بھی جاتا تو آج تک وہیں پڑا ہوتا"۔

طیطس (اِس بات کے یاد آنے سے غُصّہ ہو کر) "تیرے ساتھ وہی ہُوا جو تو ستفنس کے ساتھ کرنا چاہتا تھا"۔

دماکوس "تو یہ تیرا ہی کام تھا اے کُتّے یہودی میں تو اسے پہلے ہی سمجھ گیا تھا" اور پھر غصّے کے مارے آپے سے باہر ہو کر اُس نے اپنا دو دھارا خنجر اُس مجبور و بیکس لڑکے کی طرف پھینکا جس سے اُس کا بال بال بچ گیا اور وہ خنجر اُس کے پیچھے ایک درخت کے تنے میں جا لگا۔

گیٹس (چلاتا ہُوا آگے بڑھ کر) "آدمی ہوش کی دوا کر۔ کیا ایک ذراسی بات کے لئے تو لڑکے کو مار ڈالیگا اپنے بیٹے کو جیسا کہ تو خود ہمیشہ کہا کرتا ہے"؟

دماکوس (گرج کر) "میں تجھ سے کہتا ہُوں کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ یہ ایک ملعون یہودی ہے اور مجھے اِس سے سخت نفرت ہے"۔

گیٹس (ہنس کر) "یہ تو ہمارے لئے کوئی نئی بات نہیں۔ مگر تو بھی ہرگز تو اسے قتل کرنے نہ پائیگا۔ اب تو کیا کہتا ہے؟ کیا میں اسے کھول کر جانے دُوں؟ یا ہم اِسے بھی اپنے ساتھ یروشلیم کو لے چلیں"؟

دماکوس (درخت میں سے خنجر نکال کر اور اُس کے پاؤں کے بند کاٹ کر) "ہم اُسے یروشلیم لے چلینگے۔ میں خچر پر سوار ہو جاؤنگا اور رہا یہ سو اگر وہ بھاگنے کی کوشش کریگا تو میں اُسے خود اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالونگا"۔

اب فی الفور کُل جماعت وہاں سے چل دی۔ دو آدمی جاسوسوں کے طور پر آگے آگے جاتے تھے طیطس کے ہاتھ بندھے تھے اور وہ دو آدمیوں کے درمیان چلتا تھا۔ دماکوس مزے سے خچر پر سوار ہو کر جماعت کے باقی آدمیوں کے ہمراہ پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔

طیطس اپنے ہی خیالات میں اس قدر غرق تھا کہ اُس نے دماکوس کے ساتھیوں کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ وہ دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ "میں بڑا بیوقوف ہُوں کہ ایسی جگہ لیٹ کر سو گیا۔ مگر میں نے خوب اطمینان کر لیا تھا کہ وہ اس جگہ کے کہیں قریب نہ تھے۔ میں دُوسرے راستے سے کیوں نہ چلا گیا؟ جب میں آج رات کو گھر نہ پہنچونگا اور جب اُسے معلوم ہوگا کہ میں روپے لے کر انگورستان نہ پہنچا تو بنونی کیا کریگا؟ کاش میں روپیہ پہنچا دینے کے بعد اُن کے ہاتھ پڑتا" یہ خیال کرکے اُس نے زور کی ایک آہ کھینچی۔

ایک شخص (مہربان ہو کر) کیا رسیوں سے تیری کلائی کو تکلیف ہوتی ہے"؟

طیطس "نہیں۔ (اور اُمید کے آسرے سے) گیٹس۔ تُو تو مجھ پر ہمیشہ بڑی مہربانی کیا کرتا تھا۔ کیا تو مجھے بھاگ جانے میں مدد نہ دیگا"؟

گیٹس "تو تو بیوقوف لڑکے کی سی باتیں کرتا ہے۔ تو ہمارے پاس سے کیوں بھاگ جانا چاہتا ہے؟ ہم تیرے شفیق دوست ہیں۔ اِس سے پہلے تُو نے ہماری صحبت میں بکمالِ خوشی کے ساتھ بسر کی ہے۔ جہاں تک ہو سکے خوشامد سے تو ہمارے اس لائق اور نجیب العظیم سردار کو خوش کرے۔ اور سب بات پھر پہلی طرح بن جائیگی"۔

طیطس۔ (ملول ہو کر) "نہیں۔ یہ تو مجھ سے نہ ہوگا۔ وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے اور میں بھی اُس سے نفرت کرتا ہوں۔ اچھا ہوتا کہ میں اُسے اُس دن جان سے مار ڈالتا۔ جب وہ ستفنس کو پیٹ رہا تھا"۔

ایک شخص (دُرُشتی ہنسی سے) "دُنیا کو چین آ گیا ہوتا اور بلاشک یہ بات آخر کار اُس کے حق میں بھی اچھی ہوتی"۔

طیطس۔ (ذرا ٹھہر کر اپنے ساتھی سے یکایک) "کیا تُو نہیں بتا سکتا کہ میں کون ہوں؟ تُو نے یہ تو سُن لیا ہے کہ اُس نے مجھے دوبار یہودی کہا"۔

شخص (سوچ کر) "تو مجھ سے ایسی بات دریافت کرنا چاہتا ہے جسے میں خود جاننے کا خواہشمند ہوں۔ کیونکہ مجھے اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ اگر تجھے واپس کیا جائے تو تیرے عوض ایک معقول رقم ملنے کی اُمید ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تجھے یروشلیم سے چرا لایا گیا ہے۔ کیونکہ میں جب پہلے پہل دماکس کے پاس آیا تھا تو وہ اُس سے تھوڑا عرصہ پہلے یہودیہ سے واپس آیا تھا اور تب اُسے اِس نواح میں کوئی نہیں جانتا تھا اُس وقت تو کوئی تین برس کا ہوگا۔ ایک دفعہ جب اُس نے اپنے کو تیرا باپ بتایا تھا تو تُو بڑے طیش میں آکر میرے سامنے دماکس کو مار بیٹھا تھا"۔

طیطس نے کچھ جواب نہ دیا مگر مغموم ہو کر اپنے دل میں کہنے لگا۔ "شکر ہے کہ میں اِس حیوان کا بیٹا نہیں ہوں۔ لیکن پھر میں کس کا بیٹا ہوں؟ اُس نے مجھے یہودیوں سے نفرت کرنا سکھایا۔ میں یہودی ہوں ستفنس میرا بھائی نہیں ہے۔ اور یہ جسے ماں کہتا ہوں میری ماں نہیں ہے۔ یقیناً اُسے بھی مجھ سے ضرور دُشمنی ہوگی کیونکہ اُسے یہ سب حال معلوم ہے مگر مدتیں گزر گئیں اور اُس نے بھی یہ باتیں پوشیدہ رکھیں"۔

اب رات ہو گئی تھی۔ اُس نے اپنی نگاہ اُوپر اُٹھائی اور دیکھا کہ ماہِ درخشاں سیاہ پہاڑی ٹیلیوں کے پیچھے سے نکل رہا ہے۔ اُس کی آنکھوں میں گرم گرم آنسو بھر آئے۔ "چاند بھی نکل آیا یعنی میرے انتظار میں ہوگا۔ جب میں نہ پہنچونگا تو لوگ سمجھینگے کہ میں چور ہوں"۔

بیسواں باب

یروشلیم میں ہنگامہ

ڈاکوؤں کی جماعت طیطس کی خوب نگرانی کرتی ہوئی جلد جلد منزلیں طے کرتی یروشلیم کی طرف بڑھی جاتی تھی۔ یہ جماعت خاص کر رات کو چاندنی میں سفر کرتی تھی جواب ماہِ کامل بنتا جاتا تھا دن کو وہ جھاڑیوں یا گھاٹیوں میں چھپ کر لوٹ مار کی تاک میں لگے رہتے تھے۔ اِس طرح پر کئی بدنصیب مسافر ان ڈاکوؤں کے چنگل میں پھنس گئے۔ جو کچھ آفت کے ماروں کے پاس تھا چھین لیا گیا۔ اُن کے ساتھ اُن کے رویہ کے مطابق سلوک ہوتا تھا۔ اگر وہ چپ چاپ اپنا مال و اسباب ڈاکوؤں کے حوالہ کر دیتے تو اُن کے کپڑے اُتار کر چھوڑ دیتے۔ مگر جو غل غپاڑہ کرتے یا مقابلہ کر لیتے تو

آمادہ ہوتے اُن کی قوکم بخشی آجاتی۔ کوئی ایک آدھ جن لبے اور تیز جاتا تو اُسے جلد ہمیشہ کے لئے خاموش کردیتے تھے۔ ومالکوس کا اُس پُرانی کہاوت پر عمل تھا کہ مُردے بھید نہیں کھولتے۔

چوتھے دن علی الصباح وہ اُس پہاڑی پر جا پہنچے جو یروشلیم کے مغرب کو واقع ہے یہاں وہ ایک تنگ وادی میں چند گھنٹے کے لئے سستانے کو ٹھہر گئے۔

ومالکوس۔ کھانے سے فارغ ہوکر میں شہر میں تنہا جاؤنگا۔ تم سب یہاں میرے منتظر رہو۔ آپس میں جھگڑا فساد نہ کیجیو نہیں تو سارا کام بگڑ جائیگا۔

اِس کے بعد وہ گیسٹس کو ایک طرف لے گیا۔ اور چند منٹ اُس سے دھیمی آواز میں باتیں کرتا رہا۔ طیطس کو یقین ہوگیا کہ یہ گفتگو اُسی کے متعلق ہے۔ مگر وہ خاموش بیٹھا رہا۔ اُسے اُمید تھی کہ تھوڑی ہی دیر بعد جو ہلچل مچیگی اُس میں اُسے نکل جانے کا خوب موقع ملیگا۔ اُس کا دماغ اُن بیکار اور اُنہونی تجویزوں سے پہلے ہی بھر رہا تھا کہ اگر اُس کے والدین یروشلیم میں موجود ہوں تو اُسے اُنہیں تلاش کرنے اور اُن سے شناسائی پیدا کرنے کا موقع مل جائیگا۔ وہ نہ جانتا تھا کہ یہ کام کس طرح انجام ہوگا۔ مگر اُس کے دل میں ایک قسم کی اُمید سی سما رہی تھی جس کے لئے ظاہر میں کوئی معقول وجہ نظر نہ آتی تھی۔

چند گھنٹے بعد ومالکوس واپس آیا اور مختصر مگر پُرسرور لہجے میں اُن سے کہنے لگا "سب ٹھیک ٹھاک ہے"۔ پھر شراب کا ایک پیالہ چڑھا کر سایہ میں لیٹ گیا اور خراٹے لینے لگا۔

اُس کے ساتھی آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کرتے رہے۔ کبھی کبھی کسی بات کی بھنک طیطس کے کان تک بھی آ پہنچتی تھی۔

"اِس سازش میں پہلے ہی کوئی پانسو سے زیادہ آدمی شریک ہیں۔ کامیابی یقینی ہے"۔

"کیا آج ہی رات کو حملہ کیا جائیگا"؟

"ہاں چاند نکلنے سے پہلے اندھیرے میں"۔

"ہم عبادت خانے کے پھاٹک بہ آسانی کھول لینگے۔ بر آبا کی تجویز ہے کہ سنہری عقاب[1] کو جو اندر کے پھاٹک پر ہے ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے۔ اِسے ہیرودیس نے نصب کیا ہے جو یہودیوں کی نظر میں سخت قابل نفرت چیز ہے"۔

"مگر ہمیں یہودیوں اور اُن کے زرّین عقاب کی کیا پروا ہے؟ ہمیں تو مال غنیمت سے غرض ہے"۔

"ہشت۔ اگر ہم ایک دفعہ اندر گھس جائیں تو اگر اُن طلائی برتنوں میں سے جن سے عبادت خانہ بھرا پڑا ہے کچھ ہمارے حصے میں بھی نہ آئیں تو سمجھو کہ ہم کبھی بُرے لودے ہیں اور پھر ایک اور بھی تو ہے"۔

اِس موقع پر اُنہوں نے اپنی آواز بہت ہی دھیمی کردی جس سے طیطس بات کا پچھلا حصہ نہ سُن سکا۔ اُن میں سے پھر ایک بہ آواز بلند کہنے لگا۔

"کیا وہ اب بھی وُہیں ہیں"؟

"ہاں۔ پیلاطس کو اُس پر ہاتھ مارنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اگرچہ آب رسانی کی پختہ نہر کا تیار ہونا نہایت ضروری ہے اور اُس کے لئے اُس کے پاس کافی روپیہ بھی موجود نہیں"۔

"خاصی رقم ہے"؟

"خاصی رقم! بھائی وہ تو ایک بڑا خزانہ ہے۔ اُس سے تو ہم سب عمر بھر کے لئے دولتمند ہو جائینگے۔ ہماری یہ تجویز ہے کہ لڑائی کے ہنگامے میں ہم اُسی کو

[1] رومیوں کے جھنڈوں پر عقاب کی شکل نصب ہوتی تھی۔ یہ اُن کی حکومت کا نشان تھا۔ جب یہ جھنڈا ہیکل کے دروازے پر نصب کیا گیا یہودی اس سے سخت ناراض تھے۔ نہ صرف اس وجہ سے کہ وہ رومی حکومت کا نشان تھا بلکہ زیادہ اس وجہ سے کہ وہ ایک گھڑا ہوا بُت تھا جس کی موجودگی ہیکل میں اُس کی ناپاکی کا باعث سمجھی جاتی تھی۔

لے کر نکل چلیں اور سیدھے سمندر کی طرف چلے جائیں۔ اگر ایک دفعہ سمندر پر جا پہنچیں تو ہم یونان میں جا اُتریں گے اور وہاں عمر بھر چین اُڑائیں گے۔"

"یہ تجویز تو ہمارے سردار کی شان کے شایاں ہے۔ کیا یسوع ناصری کو بھی اُس کا علم ہے"؟

"نہیں! وہ تو ایک پارسا یہودی اور ایک نبی کا لڑکا ہے۔ اُس کا منشاء صرف یہ ہے کہ عبادت خانہ کو اس عقاب سے پاک کر دے۔ اُس کے خیال میں عقاب عبادت خانے کو ناپاک کر رہا ہے۔ وہ ایک مفسد شخص ہے اور وہ حکام کے نزدیک مشتبہ سمجھا جاتا ہے۔"

"ہاں اس سے تو اور بھی ظاہر ہے کہ وہ ہمارے مالِ غنیمت سے حصہ پانے کا مستحق نہیں۔ ہمیں اس نواح میں کوئی جانتا بھی نہیں۔ اس لئے ہمیں یہاں سے بچ کر نکل جانے میں کچھ مشکل نہ ہوگی۔ لوگ چاہیں تو اُسے پکڑ کر صلیب پر کھینچ دیں۔ یہ تو ہمارے لئے اور بھی بہتر ہوگا۔"

گیستس۔ (پارسائی سے) "خدا ہماری مدد کرے میں عہد کرتا ہوں کہ بشرطِ کامیابی یونان کے ہر مندر میں ایک سنہری زنجیر چڑھاؤنگا۔"

دُوسرا۔ "میں بھی یہی عہد کرتا ہوں۔"

دماکوس یہ آواز سن کر بیدار ہو گیا۔ اور اُن کی بیوقوفی پر بڑی وحشیانہ زبان میں چشم نمائی کر کے شراب اور طعام مانگا۔

جب دماکوس کھانے اور شراب پینے میں مشغول تھا وہ طیطس کی طرف کبھی کبھی ڈراؤنی نگاہوں سے دیکھتا جاتا تھا۔ اس سے لڑکا مارے ڈر کے زرد ہوا جاتا تھا اور اُس نے زور سے اپنی مٹھیاں باندھ لیں کیونکہ وہ اُس کے خیالوں کو بھانپ گیا۔

ایک شخص (فی الفور دماکوس کی نگاہیں تاڑ کر) "ہم اس لڑکے کو کیا کریں"؟

دماکوس (طیطس کو غور سے دیکھ کر اور ضرر رساں ہنسی کے ساتھ) میرا یہ ارادہ ہے کہ ـــــــ

مگر گیئس نے اپنے سرغنہ کا مطلب بخوبی سمجھ کر اُسے جلدی سے روک دیا اور کہنے لگا۔ اے سردار ذرا اس شراب کو تو چکھئے اس سے تجھے لطف و توانائی حاصل ہوگی۔ پیالہ اُٹھا لیجئے۔ لائیے میں اُسے بھر دوں دیکھو تو کیسی ہے"؟

دماکوس پیالہ کو آہستہ آہستہ چڑھا گیا۔ اور یہ کہہ کر اُسے پھر بھرنے کے لئے آگے بڑھایا۔ "یہ تو بڑی نفیس انگوری شراب ہے یہ کہاں سے ہاتھ لگی"؟

گیئس۔ (پیالہ لبریز کر کے) کل اُس سامری شراب فروش سے پائی تھی۔" اور پھر آج رات کو قسمت آزمائی کے لئے ہم کو ہر ایک ہتھیار بند کی ضرورت ہوگی۔ تم جانتے ہو اس لڑکے طیطس سے بڑھ کر ہم میں سے کوئی بھی بہادر نہیں ہے۔ تجھے یاد ہے کہ گزشتہ سال جب ہم گرفتار ہوتے ہوتے بچ گئے یہ اکیلا اُس دیو صفت حبشی سے کس طرح لڑا تھا؟ ہاں۔ خوب لڑا۔ اور اُسے غرق ہی کر دیا۔ یہ اس لڑائی میں ہمارے خوب کام آئیگا۔ کیوں لڑکے تو کیا کہتا ہے؟ کیا تو آج رات ہمارے ساتھ رومیوں سے لڑیگا"؟

طیطس (فکر سے کانپ کر) "ہاں لڑونگا۔ صرف مجھے ہتھیار دے دو اور پھر میرے ہاتھ دیکھ لینا"؟

دماکوس نے اب چوتھی مرتبہ گیئس کی طرف پیالہ بڑھایا اور آہستہ سے کہنے لگا "میں اسے نہیں چھوڑنا چاہتا۔ اور اُس وقت چھوڑونگا کہ وہ نہ تو پھر کبھی مجھ سے بھاگ سکے اور نہ میرے ارادوں میں رکاوٹ کا باعث ہو۔"

گیئس (تنبیہ کے طور پر طیطس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر) "نہیں اے اچھے سردار۔ اسے یہاں چھوڑنا کسی طرح درست نہیں۔ آج رات میں اُسے اپنی

نگرانی میں رکھونگا اور دیکھونگا کہ وہ کیسے بھاگنے کی جرأت کرتا ہے"۔ اور وہ غصّہ کی شکل بنا کر طیطس کی طرف دیکھنے لگا۔

دماکوس (شراب سے جس کی گیبس بھرمار کر رہا تھا مسرور ہو کر) "اگر ہم اپنی اس مہم میں کامیاب ہو گئے تو مجھے پروا نہیں کہ اس لڑکے کا کیا ہوگا۔ اُسے چاہیئے کہ پرسکا کو ڈھونڈ لے۔ وُہی عورت جو میرے پاس سے بھاگ گئی ہے وہ اُسے اُس کے والدین کا حال بتا دیگی۔ اگر ہم آج رات کو کامیاب ہو گئے تو میں سمجھونگا کہ مجھے میرے نقصانوں کا معاوضہ مل گیا۔ آہا۔ آہا۔ ہمارے چلنے کا وقت آ پہنچا۔ چلو شہر میں دو دو تین تین کر کے داخل ہوں تاکہ کسی کو ہم پر شبہ نہ ہو۔ ہم سب کلیوپاس شراب فروش کی دوکان میں جمع ہونگے جو بازار کے بالائی حصے میں ہے۔ وُہیں ہمیں برابا بھی ملیگا۔ اور وہیں اندھیرا ہوتے ہی اور لوگ بھی آجائینگے۔ سب کے ساتھ بھر دو۔ تاکہ سب خوب جی بھر کر پی لیں جو کچھ باقی بچ رہے مریخ[1] دیوتا کو چڑھاؤ۔ کاش وہ اور سارے دیوتا ہماری مدد کریں"!

گیمیتس "میں بھی کہتا ہوں کہ دیوتا ہماری مدد کریں۔ یہ تو بڑا نیک کام ہے کہ خزانہ یہودیوں کے خدا کے ہاتھ سے چھین لیا جائے۔ ہمارے دیوتاؤں کو اس سے نفع پہنچیگا"۔

اب دماکوس اُٹھ کھڑا ہوا اور مے خواروں کی سی سنجیدگی کے ساتھ جو کچھ شراب کہ مشک میں بچ رہی تھی اُس نے زمین پر انڈیل دی اور با آواز بلند تمام دیوتاؤں سے اس ناپاک مہم کے لئے مدد کے لئے مدد کی التجا کرنے لگا۔

کلیوپاس کا شراب خانہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہو رہا تھا۔ قندیلیں جل رہی تھیں۔ بلوری صراحیاں اور شیشے مے لعلگوں سے معمور مے خواروں کو اپنی طرف

[1] مریخ جنگ کا دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ یونانیوں اور رومیوں میں یہ رسم تھی کہ کسی بڑی مہم پر جاتے وقت وہ دیوتاؤں کے سامنے نذریں چڑھایا کرتے تھے۔

کھینچ رہے تھے۔ اتنے میں طیطس گیبس اور جوکا کے ہمراہ دوکان پر آ پہنچا اور سب باہر کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر دیکھ بھال کرنے لگے۔

جوکا "شراب خانہ وہ سامنے ہے۔ میں اسے خوب جانتا ہوں۔ میں نے ایام جوانی میں بہت سی خوشگوار راتیں وہاں گذاری تھیں"۔

گیبس "تو کیا تو یروشلیم میں پیدا ہوا تھا"؟

جوکا "ہاں یروشلیم ہی میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ میرا باپ زرگر تھا اور ہیکل کے لئے مقدس برتن بنایا کرتا تھا۔ دماکوس سے میری ملاقات پہلے پہل اسی کلیوپاس کی دکان میں ہوئی تھی تب یہ بڑا خوبصورت جوان تھا۔ اُس وقت تک اُس پر کوئی حادثہ نہ گذرا تھا۔ پھر معلوم نہیں کیا واقع ہوا کہ وہ ایک عورت اور ایک بچے کو لے کر گلیل کو بھاگ گیا۔ وہ بچہ یہی لڑکا تھا۔ ایک دفعہ میں نے اس عورت کو اُسے داؤد کہہ کر پکارتے ہوئے سُنا تھا۔ اُس کے بعد اُس کا نام ہمیں طیطس بتایا گیا۔ مگر اس میں مجھے شک نہیں کہ اُس کا اصل نام داؤد ہی ہے"۔

طیطس یہ سب باتیں کان لگائے سُنتا رہا۔ مگر وہ کچھ نہ بولا کیونکہ اسے اُمید تھی کہ وہ اس بارہ میں ابھی کچھ اور گفتگو کرینگے۔ گیبس نے اُسے اپنی ایک کٹار سے مسلح کر دیا تھا۔ وہ بڑی آسانی کے ساتھ آنکھ بچا کر اندھیرے میں کھسک گیا ہوتا اور وہ اس پر کچھ کچھ آمادہ بھی ہو گیا تھا۔ مگر اس خیال سے کہ شاید اگر میں ٹھہرا رہوں تو والدین اور جائے ولادت کا کچھ حال معلوم ہو جائیگا وہیں ٹھہرا رہا۔ علاوہ ازیں اُسے برابا کے دیکھنے کا بھی بہت ہی اشتیاق تھا جس کا وہ اکثر ذکر سنتا رہا تھا۔ سب کے ساتھ اُس کے دل میں یہ پوشیدہ خواہش بھی تھی کہ اُس ہلچل اور ہنگامے میں شریک ہونے کا خوب مزا اُٹھائیں۔

اُس کے دل میں اِس قسم کے خیال گذر رہے تھے کہ اگر میں اب چلا جاؤں تو مجھے تنہا کفرنحوم واپس جانا پڑیگا اور یعقوبنی سے اقرار کرنا ہوگا کہ اُس کا خیال سچا تھا اور میرا غلط۔ مگر روپیہ اور خنجر" وہ تو ہاتھ سے نکل گئے۔ میں اُن کا معاوضہ کیسے دے سکتا ہوں؟ خیر بہرحال میں چند گھنٹے اور انتظار کرتا ہوں۔ شاید کوئی صورت میرے نفع کی نکل آئے۔"

اب شراب خانہ میں داخل ہو چکے تھے اور بھاگ نکلنے کا موقع نظر نہ آتا تھا۔

گیٹس (آہستہ سے) "برابا وہ سامنے ہے! وہ دماؤس کے ساتھ باتیں کر رہا ہے"

طیطس نے اُس طرف نظر اُٹھائی اور ایک شخص کو دیکھا جو قد و قامت میں دیو صفت تھا۔ اُس کے بہادرانہ انداز۔ تیز روشن آنکھوں اور دماؤس کے چھوٹے وحشیانہ چہرے میں ایک نمایاں فرق معلوم ہوتا تھا۔ طیطس کے دل میں اُس کے پاس جانے کی فوراً خواہش پیدا ہوئی اور بھیڑ میں ہو کر اس قدر پاس پہنچ گیا کہ اُن کی باتیں سُن سکے۔ برابا آہستہ لہجے میں مگر پُر زور آواز سے کہہ رہا تھا "اگر یہ مُورت ایک مرتبہ اپنی جگہ سے اُکھاڑ ڈالی جائے تو اُسے پھر اُس کے قائم کرنے کی جُرأت نہ ہوگی۔ یہ رُومیوں کا نشانِ سلطنت[1] پہلے ہی ہمارے عبادت خانہ کی بہت کچھ تحقیر کر چکا ہے۔ اُسے اُکھاڑ کر اس کے ایسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیئے جائینگے کہ پھر کبھی کوئی اُسے جوڑ بھی نہ سکے۔ مَیں خود اُس کے ٹکڑوں کو محل کے صحن میں ڈال دُونگا۔ مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ حاکم بڑا بزدل ہے۔ وہ ہم سے

[1] پلاطس اس سے پہلے بھی رُومی فوج کے جھنڈے جن پر عقاب بنے ہوئے تھے یروشلیم میں لایا تھا اور اُن کے وہاں سے لے جانے سے انکار کیا تھا۔ لیکن جب یہودیوں نے اُس کے محل واقعہ قیصریہ کو جا کر گھیر لیا اور چھ دن رات برابر چلاتے رہے تو آخر اُس نے تنگ آکر اُنہیں شہر مقدس کے باہر بھجوا دیا +

ڈرتا ہے۔ کیا قیصریہ میں ہم نے اُسے مغلوب نہ کر لیا تھا؟ کیا ابھی حال ہی میں جب اُس نے اپنی ذاتی نفع کے لئے عبادت خانہ کے مقدس خزانے پر قبضہ کرنا چاہا تھا ہم نے اُسے نیچا نہ دکھایا تھا؟"

اس پر تقریباً پچاس پُر زور آوازیں سُنائی دیں۔ "تُو سچ کہتا ہے آؤ ہم بڑھیں اور اُس ناپاک مُورت[1] کو اُس کی جگہ سے اُکھاڑ ڈالیں"۔

ایک عام جوش کے ساتھ وہ سب دوڑ کر سڑک میں نکل گئے۔ طیطس کو جو برابا کے پاس ہی تھا یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ چوک آدمیوں سے بھرا ہوا ہے اور اُن مشعلوں کی روشنی سے جو بھیڑ میں اِدھر اُدھر لوگوں کے سروں پر گھمائی جا رہی تھیں اُن کے خوفناک چہرے جن پر استقلال و بہادری عیاں تھی صاف نظر آتے تھے۔

جُونہی بھیڑ نے اپنے رہبر کو پہچانا سب کے سب ایک دم آہستہ آواز میں بول اُٹھے۔ برابا ذرا ٹھہر گیا اور پھر چند صاف الفاظ میں حملہ کے طریق اور تجویز کو لوگوں کے سامنے بیان کر دیا اور پھر مشعلوں کے بجھا دینے کا حکم دیا۔ پھر سب کے سب ایک ساتھ بڑی تیز قدمی کے ساتھ تاریکی میں ہیکل کی طرف بڑھے ابھی بہت دُور نہ گئے تھے کہ اُنہیں ڈھالوں کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی اور ایک بلند آواز یہ پوچھتی ہوئی سُنائی دی کہ "کون ہے"؟

گیٹس (جو طیطس کے ساتھ برابا کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا) "مَوت اور پریشانی! یہ رُومی گارد ہے"۔

برابا "یارو آگے بڑھو۔ رُومیوں کو گرفتار کر لو۔ وہ بہت ہی تھوڑے آدمی ہیں"!

جماعت بڑے زور سے چلاتی ہوئی آگے بڑھی اور ایک ہی لحمہ بعد سخت جنگ و جدال کا شور سُنائی دینے لگا۔ چاروں طرف سے تلواروں کی جھنکار۔

[1] تو اپنے لئے کوئی مُورت یا کسی چیز کی صورت نہ بنانا (تورات کتاب خروج ۲۰: ۴)

ڈھالوں کی کڑکڑاہٹ۔ وحشیانہ نعرے اور زخمیوں کی دل دوز چیخیں جو پاؤں تلے روندے جا رہے تھے آنے لگیں۔

برابا جہاں گھمسان لڑائی ہو رہی تھی۔ گھُس گیا اور دیوانہ وار لڑ رہا تھا مگر تھوڑی ہی دیر بعد معلوم ہوا کہ جماعت منتشر ہوتی جاتی ہے۔

وہ اگوٹس دگیٹس کے کان میں "ہمیں کسی نے دھوکا دیا ہے۔ ہمارا راز فاش ہو گیا ہے۔ آؤ ہم یہاں سے جلد نکل چلیں۔ آج کی رات ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ رومیوں کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے"۔ اور جواب کا انتظار کئے بغیر وہ بھیڑ میں سے تیر کی مانند نکل گیا۔

ٹھیک اُسی وقت آگے والوں میں سے ایک زور کا نعرہ بلند ہوا۔ "قلعے سے رُومی ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ برابا گرفتار ہو گیا۔ اپنی جان بچاؤ"۔

اُس وقت جماعت پر بڑی گھبراہٹ اور پریشانی کا عالم تھا۔ ہر شخص اپنی اپنی سلامتی کا جویاں تھا۔ طیطس بھی باقیماندہ لوگوں کے ساتھ آگے دوڑتا جاتا تھا اور بغیر اس خیال کے کہ کیا کرتا ہے وہ ایک تنگ و تاریک گلی میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد اُسے معلوم ہو گیا کہ کوئی اُس کے تعاقب میں نہیں ہے۔ وہ ذرا دم لینے کے واسطے ٹھہر گیا۔ اُس نے غور سے سُنا تو اُسے جماعت کی دیوانہ وار چیخیں اور تعاقب کرنے والے سپاہیوں کی آواز دمبدم دُور جاتی ہوئی معلوم دی۔

اب اُس کا دل اُمید کے مارے زور سے دھکڑ پکڑ کرنے لگا اور وہ سوچنے لگا۔ "اب میں سلامت ہوں۔ اگر میں اپنے کو صرف صبح تک لوگوں کی نظروں سے چھپائے رکھوں تو صبح کو آسانی کے ساتھ شہر سے باہر چلا جاؤں گا۔ میں یہ سارا ماجرا انبوتی سے جا کر کہونگا۔ وہ ضرور میری بات پر یقین کریگا"۔

کفرنحوم کے پُر امن مکان کا خیال اُسے بہت ہی دل پسند تھا جب کہ وہ

یہاں بے یار و مددگار تاریکی میں تنہا کھڑا تھا۔ مگر اُس کا پیراہن کیوں اِس قدر گرم اور بھیگا ہوا ہے؟ اب اُسے اپنے سر میں ایک درد کی ٹیس محسوس ہوئی۔ اُس نے ذرا غور سے اپنی زُلفوں کو چھُوا اور سر میں ایک گہرا زخم معلوم دیا۔ جس میں سے خُون کے فوارے نکل رہے تھے۔ وہ دِل ہی میں کہنے لگا "عجیب بات ہے مجھے خبر بھی نہ ہوئی کہ اس لڑائی میں مجھے زخم آیا ہے"۔

فی الفور اُسے ایک غشی اور بیہوشی کی حالت معلوم ہونے لگی اور اُس نے خیال کیا۔ "مجھے کہیں مدد کی تلاش کرنی چاہئے۔ ورنہ یہیں سڑک پر جان بحق ہو جاؤنگا"۔

وہ دیوار کے سہارے اپنا راستہ تلاش کرتا ہوا بڑھا۔ احتیاط سے اور جس قدر ہو سکا تیزی کے ساتھ آگے بڑھتا۔ اُس وقت چاند نکل رہا تھا۔ اُس کی دھندلی روشنی میں اُس نے دیکھا کہ وہ ایک کھُلے ہوئے چوک میں داخل ہونے کو ہے۔ اس جگہ کی دُوسری طرف دُور فاصلے پر اُسے ایک روشنی نظر آئی۔ گویا آگ جل رہی ہے اور کالی کالی صُورتیں اُس کے آس پاس چل پھر رہی ہیں۔

طیطس نے خوشی کا ایک نعرہ بلند کیا اور لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا۔ وہ اپنے خطرے کو بھُول گیا اور سمجھا کہ مدد آ پہنچی۔ ایک ہی لمحے بعد وہ غش کھا کر زمین پر گر پڑا اور کمزور آواز سے مدد کے لئے چلایا۔

رُومی سپاہیوں میں جو آگ کے چاروں طرف جمع تھے ایک بولا۔ "یہ آواز کیسی تھی"؟

دُوسرا سپاہی۔ "میں نے تو کوئی آواز نہیں سُنی۔ وہ کیسی آواز تھی"؟

پہلا سپاہی۔ "وہ ایک چیخ کی آواز تھی۔ اور پاس ہی سے آئی تھی۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیسی آواز ہے"؟

ثمن دار۔ "باغیوں کی آواز ہوگی۔ سپاہی شہر کے نچلے حصے میں اب

بھی باغیوں کا پیچھا کر رہے ہیں۔ انہوں نے بہتوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ بڑا سرغنہ بھی پکڑ لیا گیا۔ عید فسح کے ہفتے کی تفریح کا ایک اچھا تماشا ہاتھ آ گیا"۔

دوسرا ایک سپاہی: "اس سے تیری کیا مراد ہے"؟

ٹمن دار: "کیا تمہیں معلوم نہیں؟ یہی صلیبوں کا تماشا پیلاطس نے بغاوتوں کے دبانے کا یہی بہتر طریقہ سوچ رکھا ہے۔ اُن جماعتوں کے لئے جو عید کے موقع پر اس شہر میں آتی ہیں۔ یہ ایک بڑا معقول و سبق آموز تماشا ہے۔ اور اتنا فائدہ زائد فوج رکھنے سے کبھی نہ ہوتا جتنا ان تماشوں سے ہے"۔

سپاہی: "خاموش۔ مجھے وہ آواز پھر سنائی دی"۔ اور ایک مشعل کو آگ سے روشن کر کے اس نے جلد جلد آس پاس تلاش کرنا شروع کیا اور آواز دی۔

"یار۔ ذرا ادھر آنا۔ یہاں ایک زخمی پڑا ہے۔ ذرا آ کر میرا ہاتھ بٹانا"۔

دونو اُس لڑکے کو اپنے بیچ میں لئے ہوئے آگ کے پاس لے گئے اور یونہی سرسری طور پر روشنی میں اُس کو غور سے دیکھنے لگے۔

دوسرا ایک سپاہی: "تیرے نزدیک یہ کون ہے"؟

ٹمن دار: "شکل و صورت سے تو یہودی ہے۔ شاید باغیوں میں سے ہوگا۔ دیکھو کہیں یہ ہمارے ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ اُس کے پیراہن میں سے ایک دھجی پھاڑ کر ذرا اس کا سر باندھ دو۔ اُس کے زخم کاری آیا ہے۔ مجھے تھوڑی سی شراب دینا۔ اسے کچھ پینے کو دونگا"۔

دوسرا سپاہی: "جو پاس ہی کھڑا تھا۔ مرقس۔ سچ مچ تو سپاہی صاحب شعور ہے جیسے خود نہیں"۔

مرقس: "وحشیانہ ہنسی ہنس کر "میں اسے عید فسح کے ہفتے کے لئے بچا رہا ہوں۔ ایسے شخص کا تو سر کے زخم سے مر جانا بہت نقصان کا باعث ہوگا۔ مفت

میں تماشا ہاتھ سے نکل جائیگا"؟

ٹمن دار: یہ دیکھ کر کہ طیطس نے آنکھیں کھول دی ہیں، "کیا تو کھڑا نہیں ہو سکتا"؟

طیطس: یہ سُن کر کھڑا ہو گیا حالانکہ ابھی سیدھا نہ ہو سکتا تھا۔

ٹمن دار: "کیا تو اس لڑائی میں شریک تھا"؟

طیطس: آہستہ سے "ہاں۔ لیکن ——"

ٹمن دار نے فوراً حکم دیا "دگیٹس اور بردٹس۔ اسے قید خانہ میں لے جاؤ" اور قبل اس کے کہ طیطس کچھ عذر کر سکے دونو سپاہی اُسے بیچ میں لے کر چل دیئے۔ اور ذرا ہی دیر کے بعد اُس نے اپنے تئیں ایک سرد اور مرطوب قید خانہ میں پایا۔ یہاں وہ گھاس کے ایک بستر پر لیٹ گیا اور باوجود اپنے خوف و ہراس اور تکلیف و درد سر کے تھوڑی ہی دیر میں بے خبر ہو گیا۔

اکیسواں باب

طیطس پیلاطس کے سامنے

طیطس کو قید خانے میں پڑے ہفتہ سے زیادہ عرصہ گذرا ہوگا کہ ایک دن صبح کو وہ رات بھر کی بے چینی کی نیند کے بعد رومی سپاہیوں کے اندر داخل ہونے کی آہٹ سے بیدار ہوا۔ سپاہیوں نے اُسے باہر آنے کا حکم دیا۔ اور شہر کی گلیوں میں سے ہو کر چپ چاپ مگر تیز قدمی سے اُسے لے گئے۔ یہاں تک کہ وہ گورنر کے محل میں جا پہنچے۔ بڑے دروازے سے گذر کر جہاں ایک زبردست

پہرہ لگا تھا وہ عدالت کے کمرے میں داخل ہوئے۔

طیطس نے تیز نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھ کر اپنا سر نیچے ڈال لیا۔ اِس ذرا سی دیکھ بھال میں اُس نے معلوم کر لیا کہ کمرہ آدمیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور ایک طرف علیحدہ اُونچے مقام پہ ایک شخص بڑے رعب داب اور حاکمانہ انداز سے بیٹھا ہوا ہے جسے اُس نے فوراً اپنی عقل کی رسائی سے سمجھ لیا کہ وہی پنطئس پیلاطس رُومی حاکم ہے۔

اپنے پریشان کُن اور خوفناک خیالوں کے اُلجھاؤ میں جو اُس کے دماغ میں سمائے ہُوئے تھے دم بھر کے لئے اُسے اپنے آس پاس کے لوگوں کی بالکل خبر نہ رہی۔ لیکن اپنے گرِد و اگِرد کے پُرجوش ہنگامہ کے خوفناک اور تُند آواز سے چونک کر اُس نے نگاہ جو اُوپر اُٹھائی تو اُسے برابا کی پُرعب شکل نظر آئی۔ وہ بھاری زنجیروں سے جکڑا ہُوا سپاہیوں کی کڑی حراست اور نگرانی میں ایک ذرا اُونچے مقام پر کھڑا تھا جو عین مسندِ عدالت کے مقابل تھا اور جہاں سے وہ نظر آتا تھا۔

حاکم ۔ "تجھ پر الزام لگایا گیا ہے کہ تُو نے ماہ آذر؎ کی ۲۷ تاریخ کی شام کو سرکار کے خلاف ہنگامہ برپا کیا اور بہت سے رُومی سپاہیوں کو جو قانون کی رو سے اپنے فرائضِ منصبی کو ادا کر رہے تھے ازراہ شرارت اور بداندیشی خود اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ کیا تجھے اپنی بریّت کے لئے کچھ کہنا ہے"؟

برابا (حاکم کی طرف دلاوری اور نہ جھپکنے والی نگاہوں سے دیکھ کر) "مجھ پر الزام لگانے والے کون کون ہیں؟ وہ میرے سامنے آئیں"۔

حاکم ۔ (مختصر الفاظ میں) "گواہوں کو پیش کرو"۔

اِس وقت چند آدمی آگے بڑھے۔ اور طیطس کو اُن کے درمیان گینٹس

؎ یہودی جنتری کا یہ ہمارے ماہ مارچ کے مقابل میں تھا۔

کو دیکھ کر بڑا تعجب ہُوا۔ گواہوں کی شہادت عملی طور پہ اِس بات میں متفق تھی کہ ملزم مذکور رات کو شرارت اور بداندیشی کی راہ سے گورنمنٹ کے خلاف سازش میں مشغول تھا۔ اور وہ کئی ایک رُومی سپاہیوں کی مَوت کے لئے جو لڑائی میں قتل ہُوئے جواب دِہ ہے۔

حاکم ۔ "تُو اِن گواہوں کی شہادت کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ کیا اب بھی کوئی وجہ اِس بات کی مانع ہے کہ مَیں تجھ پہ تیری بدکرداریوں اور بداعمالیوں کی واجبی سزا کا فتویٰ فی الفور جاری نہ کرُوں"؟

برابا (تحقیر آمیز ہنسی سے) "اور یہ تو بتاؤ کہ میرے پہ الزام لگانے والے ستائیسویں آذر کی رات کو کس کام میں مشغول تھے"؟

حاکم (سختی سے) "اِس سے مجھے کچھ غرض نہیں۔ اگر تُو چاہے تو اِس وقت کچھ اپنی نسبت کہہ۔ ورنہ جب تک مَیں تجھے حکمِ سزا سُناؤں خاموش کھڑا رہ"۔

برابا (یہ جان کر کہ فیصلہ اُس کے خلاف ہوگا) "مَیں یہ کہنا چاہتا ہُوں کہ مجھے صرف اِس بات کا افسوس ہے کہ ہم اپنے کام کو انجام نہ دے سکے ہماری دلی منشا یہ تھی کہ یہوواہ کے عبادت خانے سے بدترین عقاب کو اُکھاڑ ڈالیں۔ کاش یہ سب رُومی جو اِس وقت یروشلیم کے مقدس شہر کو ناپاک کر رہے ہیں اُن کی ایک ہی گردن ہوتی تو مَیں بڑی خوشی سے اپنی تلوار سے اُسے کاٹ ڈالتا تاکہ یہ مُلک اُس ناپاکی اور شرارت سے پاک ہو جاتا جس کی فریاد آسمان تک پہنچتی ہے"۔

اِس فتنہ انگیز اور آتش انداز گفتگو کو سُنتے ہی رُومیوں میں نعرۂ تحقیر اور یہودیوں میں جو وہاں موجود تھے آوازۂ تحسین بلند ہُوا۔ حاکم کا چہرہ زرد ہو گیا اور جب وہ حکمِ سزا سُنا رہا تھا تو اُس کی آواز لڑکھڑا گئی۔

"تو اپنے ہی مُنہ سے مجرم ٹھہر رہا ہے۔ اب میرا صرف یہ کام ہے کہ تجھ پہ

حکم سنادوں۔ تو آنے والے ماہ نیسان[1] کی پندرھویں تاریخ کو جمعہ کے روز صلیب پہ چڑھایا جائیگا۔ اور جب تک تیرا دم نہ نکل جائے تو وہیں لٹکا رہیگا۔ میرے سامنے سے لیجانے کے وقت تجھ پہ کوڑے لگائے جائینگے اور نیز صلیب پہ کھینچے جانے سے پہلے بھی۔"

پھر اُس نے گارد سے مخاطب ہو کر حکم دیا کہ اس قیدی کو میرے سامنے سے لیجاؤ۔

طیطس پہلے ہی بیمار تھا اور یہ خوفناک الفاظ سن کر اُسے غش آگیا۔ لیکن براباؔ پر ظاہراً کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ بلکہ گورنر کے سامنے سے وہ اُسی اکڑ اور دلیری کے ساتھ چلا گیا جیسی اُس میں ہنگامہ کی رات کو نظر آئی تھی۔

اس کے بعد کوئی چالیس پچاس اور باغیوں کے خلاف شہادتیں گذریں۔ براباؔ کی گرفتاری کے بعد سپاہیوں نے اُنہیں بھاگتے ہوئے گرفتار کر لیا تھا۔ حاکم نے اُن کا مقدمہ جلد جلد فیصل کیا۔ اور ایک ایک کر کے سبھوں کو خوب کوڑے لگائے جانے اور ایک ایک رات کاٹھ میں رکھنے کا حکم دیا۔

جب یہ لوگ سزا بھگتنے کے لئے وہاں سے علیحدہ کر دیئے گئے تو پیلاطس نے حُکّام سے جو اُس کے گرداگرد بیٹھے ہوئے تھے چند منٹ صلاح و مشورہ کرنے کے بعد بآواز بلند کہا کہ "اور قیدی بھی پیش کئے جائیں"۔

اس وقت طیطس کو بُری طرح دھکے دے دے کر حاکم عدالت کے سامنے پیش کیا گیا۔ جب اُس نے نظر اُٹھائی تو اُسے دماکُس کی شکل نظر آئی جسے اُس نے فی الفور پہچان لیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو نگاہِ تحیر سے دیکھا۔ اس کے بعد دماکُس مسکرایا اور اُس کے تبسم سے شرارت کا اظہار ہوتا تھا۔

حاکم نے کہا "تم پر تین الزام لگائے گئے ہیں۔ راہزنی، قتل اور بغاوت۔ پہلے

[1] یہ مہینہ بہار کے ماہ اپریل کے مطابق تھا۔

تمہارے خلاف شہادتیں گذرلیں۔ پھر تم اپنی بریت کا ثبوت پیش کرنا۔"

پہلا گواہ وہی سامری شراب فروش تھا جس کی انگوری شراب کی دماکُس نے بیحد تعریف کی تھی۔ اُس نے بیان کیا کہ سامریہ سے یروشلیم کا سفر کرتے وقت اُس پر راہزنوں نے حملہ کیا اور جو مال و اسباب اُس کے پاس تھا چھین لیا۔ اُس میں اُس کے کپڑے اور چند مشکیزے نفیس شراب کے بھی تھے جو وہ یروشلیم کے بازار میں بیچنے کے لئے لے جا رہا تھا۔ خوب زدوکوب اور طرح طرح کی بےعزتی کے بعد وہ اُسے نیم مُردہ کر کے سڑک کے کنارے پر چھوڑ گئے۔ بعد میں اُس کا ایک ہموطن جو اُس راستے سے سفر کر رہا تھا اُسے وہاں سے اُٹھا لایا اور اُس کی بڑی نگہداشت کی۔ اُس نے قیدیوں کو جو کٹہرے میں کھڑے تھے شناخت کر لیا کہ یہ لوگ اُس جماعت میں شریک تھے جس نے شرارت سے اُس پر حملہ کیا تھا۔

دوسرے گواہ نے حلف اُٹھا کر کہا کہ اُس نے ہنگامہ کی شام کو ان مجرموں کو کلیوپاس کے شراب خانہ میں اور بعدہٗ رومی سپاہ سے لڑائی کے وقت براباؔ کی جماعت میں دیکھا تھا۔

اس کے بعد تمن دار نے جس نے طیطس کو گرفتار کیا تھا اُس کی گرفتاری کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اس مجرم نے خود اپنے مُنہ سے ہنگامہ میں شریک ہونے کا اقرار کیا تھا۔

آخری گواہ جو پیش کیا گیا گیستس تھا۔ جب وہ آیا تو بڑی احتیاط کے ساتھ دماکُس سے نظر چُراتا رہا۔ اور حاکم عدالت کی طرف جو ہاتھی دانت کی کُرسی پہ بیٹھا تھا دیکھتا رہا۔

حاکم: "تو ان قیدیوں کی نسبت کیا کہتا ہے"؟

گیستس نے اوّل تو زمین کی طرف اور پھر بےچین نگاہوں کے ساتھ گارد والوں

کو دیکھا۔ اُس کے اُوپر دماکُس کی خونخوار نگاہوں کا اثر ہو رہا تھا جو اُس کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ آخر اُس نے آہستہ مگر سخت آواز سے کہا:۔

"مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر میں تمام ماجرا سچ سچ بیان کر دوں تو میں رہا کر دیا جاؤنگا۔ عالی جاہا۔ کیا یہ سچ ہے"؟

حاکم (بے صبری سے)۔ ہاں تو چھوڑ دیا جائیگا جیسا کہ تجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ سب سچ سچ بیان کر دے"!

گیستس "دماکُس جو سامنے کھڑا ہے ہماری جماعت کا سردار تھا۔ ہم بیس آدمی تھے۔ مگر زیادہ تر بارہ آدمی کام کرتے تھے۔ ہمارا صدر مقام کفر نحوم تھا۔ لیکن زیادہ تر ہم اُس راستے میں لُوٹ مار کیا کرتے تھے جو یروشلیم کو جاتا ہے جہاں بہت سا مال غنیمت ہمارے ہاتھ لگتا تھا۔ ہم نے بے اندازہ مال و اسباب لُوٹا اور جیسا موقع دیکھا ویسے لُٹے ہوئے لوگوں سے سلوک کیا۔ بہتوں کو ہم نے لُوٹ کر چھوڑ دیا۔ لیکن اگر کسی نے غل غپاڑہ مچایا یا مقابلہ کیا تو اپنے سردار کے حکم کے موافق اُسے فی الفور قتل کر ڈالا"۔

حاکم۔ "تم نے کتنوں کو لُوٹا اور قتل کیا ہوگا"؟

گیستس (سر کھجا کر سوچنے کے بعد) "حضور والا۔ یہ تو مجھے ٹھیک یاد نہیں رہا۔ ہم نے اس کا کبھی شمار نہیں کیا"۔

حاکم (طیطس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے) "کیا یہ نوجوان بھی تمہاری جماعت میں شریک تھا"؟

گیستس "ہاں حضور والا یہ بھی برابر شریک تھا۔ اور اسے یہ کام چھوڑے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ اسے طیطس کہتے ہیں۔ یہ ہمارے سردار کا بیٹا سمجھا جاتا تھا۔ مگر ہم سبھوں کا خیال تھا کہ وہ بچپن میں چُرایا گیا تھا اور اس لئے وہ

دماکُس کے عزیزوں میں سے نہیں"۔

حاکم "جماعت کا شریک ہونے کی حیثیت سے کیا اُس نے رہزنی اور قتل میں حصہ لیا جس کا تو نے ذکر کیا ہے"؟

گیستس (کچھ پس و پیش کے بعد) "یہ بڑا نیک طینت لڑکا تھا اور اگر اُسے ایماندار بننے کا موقع دیا جاتا تو وہ ضرور ایماندار ہو جاتا۔ مگر وہ دل کا بہادر تھا۔ اور لڑائی کے لئے آمادہ اور مستعد تھا"۔

حاکم "کیا اس سے تیری مُراد یہ ہے کہ وہ لُوٹ مار اور کشت و خُون کرنے میں برابر شریک تھا"؟

گیستس "ہاں یہ سچ ہے۔ اُس نے ایک حبشی کو مارا تھا مگر وہ بھی جان توڑ لڑائی میں۔ اگر یہ ایسا نہ کرتا تو وہ اسے مار ڈالتا"۔

حاکم (قیدیوں سے مخاطب ہو کر) "تم نے سُنا کہ یہ لوگ تمہارے خلاف کیا شہادت دیتے ہیں؟ اے سرغنہ سب سے پہلے تُو جواب دے"۔

دماکُس (سر اُٹھا کر جلد جلد مگر کھنکھناتی ہوئی آواز میں) "عالی جاہا! اس شخص نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ تو سفید جھوٹ ہے۔ میں ایک ایماندار آدمی ہوں اور ماہی گیری میرا پیشہ ہے۔ یہ نوجوان میرا بیٹا ہے۔ یہ ایک آوارہ لڑکا ہے جس کے باعث اس نے مجھے بڑا رنج دیا ہے۔ فی الحقیقت اس نے بڑی خرابی اور شرارت کی ہے۔ میں یروشلیم میں اُسے اس کے بدچلن دوستوں سے الگ کرنے کے لئے آیا تھا۔ کلیمپاس کے شراب خانے میں جانے سے میرا صرف یہی مطلب تھا مجھ باپ کو اپنے اکلوتے بیٹے کی نسبت ایسی باتیں کہنے سے بڑا رنج ہوتا ہے لیکن"۔

حاکم (دماکُس کو روک کر) "تُو بہت کچھ کہہ چکا۔ فی الحقیقت تُو ایک لائق شہری اور غمزدہ باپ ہے۔ یہ بات تیرے عضو عضو اور چال ڈھال سے عیاں ہے

ہم تجھے اپنی عید فسح پر آنے والے حاجیوں کی دل لگی کے لئے وقف کرتے ہیں۔ پندرھویں نیسان کو بروز جمعہ تجھے بھی برابا کے ساتھ سزا دی جائیگی اور بالکل اُسی کی سی سزا۔ سپاہیو۔ اِس قیدی کو یہاں سے لے جاؤ۔" اُس وقت وہ گویا سانڈ کی مانند ڈکارنے لگا۔ (اور پھر طیطس سے) "اے راستباز باپ کے آوارہ گرد بیٹے۔ کیا تجھے بھی کچھ اپنی نسبت کہنا ہے"؟

طیطس نے حاکم کے طنز آمیز چہرے کی طرف نظر اُٹھائی اور پھر دُشمنوں کی طرف دیکھا جن کے نرغہ میں وہ گھرا ہُوا تھا۔ اُس کے زخمی سر میں بڑے زور کی ٹیسیں اور درد ہو رہا تھا۔ وہ باآوازِ بلند چلا اُٹھا۔ "ہائے ستفنس! ہائے اماں"!

پیلاطس باغیوں کا مقدمہ کرتے کرتے بالکل تھک گیا تھا۔ علاوہ بریں اُس کے ناشتے کا وقت بھی آپہنچا تھا اور اُس کے ہاں مہمان آنے والے تھے۔ اِس لئے یہ ضرور تھا کہ ایسے دردناک نظارے کے بعد جو صبح سے اُس کے پیش نظر رہا تھا اُسے اپنے حواس جمع کرنے کے لئے وقت ملے۔ وہ نفرت آمیز انداز کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہُوا اور جلدی سے بولا۔ "بس اتنا ہی کافی ہے۔ یہ کوئی تماشے کی جگہ نہیں ہے! دُوسروں کے ہمراہ تجھے بھی سزا دی جائیگی۔ دُنیا کو تجھ سے خوب نجات مل جائیگی۔ سپاہیو۔ اسے بھی ہٹاؤ۔ اور کمرہ خالی کرو"!

طیطس کو پھر قید خانے میں گھاس کے بستر پر لیٹنا پڑا۔ اُس وقت وہ بالکل خاموش اور سوچ فکر میں غرق تھا۔ وہ نہ تو صبح کے نظارے اور نہ اُس خوفناک انجام کے جو اُس کے سر پر آرہا تھا خیال میں تھا۔ بلکہ وہ خوش گوار ایام اُسے یاد آرہے تھے جو اُس نے ستفنس کے ساتھ جلیل پر بسر کئے تھے۔ اُسے پرسکا کا جس کو وہ اپنی ماں سمجھا کرتا تھا اور رُوت کے تبسم ریز گلابی چہرے اور نیک مرد زبدی کا خیال آرہا تھا اور جب وہ اِن خیالوں میں اُلجھا ہُوا تھا ایک اور صورت اُس کے

خیال میں آئی۔ وہ یسوع ناصری کی صورت تھی جو نہایت خوبصورت حلیم اور پُراسرار معلوم ہوتی تھی اور اُس سے ایک ایسی محبت ٹپکتی تھی جس کے مقابلے میں تمام دُنیا کی محبت ہیچ تھی۔ وہ سمجھا کہ وہ الفاظ بھی اُس کے کان میں گونج رہے ہیں جن کی اُس نے مسرّت اور زندہ دلی کے ایام میں بالکل پروا نہ کی تھی۔ وہ یہ الفاظ تھے۔

"اے محنت اُٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو۔ سب میرے پاس آؤ۔ مَیں تمہیں آرام دُونگا۔" وہ اِن الفاظ کو بار بار دُہراتا رہا۔ اور ان کی آواز اُس کے دِل کو تسکین دیتی ہُوئی معلوم پڑتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اُس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور اُس کے لب پر یہی شفا بخش الفاظ جاری رہے یہاں تک کہ اُسے گہری نیند آگئی۔

اُس نے خواب میں دیکھا کہ ستفنس اُس کے ساتھ ہے اور دونوں ایک بڑے اور وسیع سبزہ زار میں تن تنہا سیر کر رہے ہیں۔ جگہ نہایت خوشنما ہے کیونکہ چاروں طرف ہر قسم اور ہر رنگ کے پھول کھلے ہُوئے ہیں۔ خوشبو سے ہوا معطر ہو رہی ہے اور ابابیلوں کا بہشتی راگ جو اُن کے سروں پر منڈلا رہے ہیں ہوا میں گونج رہا ہے۔

ستفنس حسب معمول شیریں لہجے میں کہہ رہا ہے۔ "کیا تجھے یاد ہے کہ اُستاد نے کیا فرمایا تھا؟ جنگلی سوسن کے درختوں کو غور سے دیکھو کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں۔ وہ نہ محنت کرتے نہ کاتتے ہیں تو بھی مَیں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ سلیمان بھی باوجود اپنی ساری شان و شوکت کے اُن میں سے کسی کی مانند پوشاک پہنے ہُوئے نہ تھا اور ہمارا باپ جو آسمان پر ہے ہمیں دوستوں سے زیادہ پیار کرتا ہے کیونکہ ہم اُس کے بچے ہیں۔ خداوند نے یہ ایک بار نہیں بلکہ بارہا فرمایا ہے۔"

طیطس (پُرجوش دلی خواہش سے) "تُو اُس کا فرزند ہے۔ لیکن مَیں - مَیں نہیں جانتا کہ مَیں کس کا فرزند ہُوں"۔

پھر اُس نے اُوپر نظر اُٹھائی اور ایک آدمی کو آتے ہُوئے دیکھا جو زرق برق پوشاک پہنے تھا۔

طیطس (اگرچہ اُسے جانتا تھا لیکن ستفنس سے مخاطب ہوکر) "یہ کون ہے؟"

ستفنس (خوشی سے چلّا کر) "یہ تو اُستاد ہے" اور اُس سے ملنے کے لئے دَوڑا مگر طیطس جہاں تھا وُہیں خاموش کھڑا رہا۔ گو وہ بھی ملنا چاہتا تھا مگر اُسے خوف آتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ گنہگار ہے۔ اُس نے دیکھا کہ ستفنس مارے خوشی کے خُداوند کے قدموں پر گر پڑا۔ خُداوند یسُوع نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُسے اُٹھا لیا اور دونو باہم پیار اور محبت سے باتیں کرتے ہُوئے سوسن کے پھُولوں کے پاس آئے جہاں وہ کھڑا تھا۔ پھر اُسے کچھ خیال آیا اور اُس نے اپنا سر نیچے ڈال لیا اور اُسے دوبارہ نظر اُٹھا کر دیکھنے کی جُرأت نہ ہُوئی کیونکہ وہ گُناہ کے بوجھ سے دبا ہُوا تھا۔

"اَے میرے فرزند"!

یہ آواز سُنتے ہی اُس نے آہستہ سے آنکھیں اُوپر اُٹھائیں اور جُونہی اُس نے خُداوند کو دیکھا اُس کے دل کا گُناہ اور رنج سب دُور ہوگیا اور اُس کا دِل محبت سے بھر گیا۔ تب خُداوند نے آگے کو جُھک کر اُس کی پیشانی کو چُھوا اور کہا "تُو بھی میرا ہے"؟

مگر اتنے ہی میں اُس کی آنکھ کُھل گئی۔ وہ ایک خواب تھا مگر اس تاریک قیدخانے میں اُس کی روشن آنکھیں چمک رہی تھیں اور اُس کے لبوں پر تبسم تھا۔ اُس نے آہستہ سے کہا۔ دیکھو۔ میری آنکھوں نے بادشاہ کو اُس کے جمال میں دیکھا ہے۔ اور میَں اُس کا ہُوں +

بائیسواں باب

لڑکے کو بھگا لے جانے کا قِصّہ

ستفنس اور اُس کی ماں کو کوہستانی راستے سے گئے ہُوئے کوئی ایک مہینہ گُذر گیا تھا مگر یہ دونو ابھی تک یسُوع کی ماں مریم کے گھر میں مقیم تھے۔ پرسکا اُس بستر سے نہ اُٹھ سکی جس پر وہ اپنے سفر کی رات کو بڑی شکرگذاری کے ساتھ سوئی تھی۔ اور مریم کی تجربہ کار نگاہیں تاڑ گئیں کہ اب اُس کی زندگی کے دن پُورے ہوچکے ہیں۔ ایک دن جب وہ اُس مریضہ کے اُوپر جُھکی ہُوئی تیمارداری میں مشغول تھی وہ آہستہ سے بولی "میَں چاہتی ہُوں کہ اپنے بیٹے کو یہاں بُلاؤں وہ تجھے شفا بخش سکیگا"۔

مریض عورت (مریم کا ہاتھ پکڑ کر) "نہیں نہیں میَں مرنے کو ہُوں اور مرنے کے لئے خوش ہُوں۔ میری زندگی ایسے آرام و چین سے نہیں کٹی ہے کہ اور زندہ رہنے کی خواہش کرُوں۔ بس مجھے یہیں مرنے دو۔ یہاں دلجمعی اور امن چین ہے" فی الحقیقت اب وہ اپنی زندگی کے تکلیف دہ سفر کے بعد بڑے امن کی جگہ پہنچ گئی تھی۔ جب وہ اس بسترِ غربت پر پڑی تھی جس پر بے داغ کتانی چادر بچھی ہُوئی تھی اُسے کوئی تکلیف نہ تھی تاہم وہ دن بہ دن کمزور ہوتی جاتی تھی۔ اُسے اپنی تمام عمر میں اوّل ہی دفعہ خوشی حاصل ہُوئی تھی۔

مریم اپنے مختصر گھر کے کام کاج سے فارغ ہونے کے بعد اپنا چرخہ اُسی کمرے میں لے آئی جہاں وہ مریضہ پڑی تھی۔ اور اُس کے بستر کے پاس بیٹھی ہُوئی چُپکے چُپکے چرخہ کاتتی رہتی اور مریضہ سوتی رہتی بعض اوقات وہ آپس میں باتیں

کیا کرتیں۔ ایک دفعہ اُس نے پرسکات بیت لحم کے عجیب قصّے سنائے کے نظر آنے۔ فرشتوں کے گیت اور مجوسیوں کی آمد کا ذکر کیا۔ ایک اور موقع پر جب ستیفنس بھی اپنی ماں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ مریم نے اُن سے فرشتے کے آ کر یسوع کی ولادت کی خبر دینے مصر کے پُر اضطراب سفر اور اُس دُور دراز مُلک کے باشندوں اور رسم و رواج اور وہاں سے اپنی واپسی کا۔ اور پھر اپنے یہودیہ کے قدیم مکان اور دوستوں کو چھوڑ کر اِس چھوٹے کوہستانی گاؤں ناصرت میں آباد ہونے کا ذکر کیا۔

ستیفنس مریم کی زبانی یسوع کے بچپن۔ لڑکپن اور جوانی کا ذکر سُننے سے کبھی نہ اُکتاتا تھا۔

ایک دن مریم نے بیان کیا "یہ پتھر کی جو انجیر کے درخت کے سایہ تلے پڑی ہوئی ہے اس پر وہ اپنے بچپن کے زمانے میں بیٹھ کر پڑھا لکھا کرتا اور میں یہیں سہ پہر کو اپنا چرخہ لے کر کاتا کرتی تھی۔ وہ ہر دم میرے سامنے رہنا پسند کرتا تھا۔ گاؤں کے اور بچے چشمے میں نہانے اور کھیلنے کودنے چڑیوں کے گھونسلوں تک پہنچنے یا شور و غل مچا کر کھیلنے کے شائق تھے۔ مگر وہ اُن کی ان کھیلوں میں شریک ہوتا تھا تاہم وہ دُنیا بھر کے بچوں میں سب سے خوش و خرم تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے کام کے گیت گایا کرتا تھا۔ اور اُس کا چہرہ ہمیشہ ہشاش و بشاش اور پھول کی طرح کھلا رہتا تھا۔ بچے اُس سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ اُس کے سے پیارے اور دلفریب قصّے کہانیاں کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ گاؤں بھر میں بیمار بچے کو تسکین دینے۔ روتے ہوئے بچے کو دلاسا دینے یا کٹی ہوئی اُنگلی کے زخم باندھنے میں اُس کی مانند کوئی بھی مستعد نہ تھا۔ پس جیسا کہ میں نے ذکر کیا وہ میرے ہی پاس رہنا بہت پسند کرتا تھا اور جب وہ میرے ساتھ ہوتا

تو اپنا وقت زیادہ تر مُجھے گھر اور باغ کے کاموں میں مدد کرنے میں صرف کرتا۔ گاؤں کے بچے اُس کو چاروں طرف سے گھیرے رہتے تھے جیسے کہ گلاب کے پھول پر شہد کی مکھیاں ہوتی ہیں۔ مجھے یاد آتا ہے کہ وہ سامنے کے بنچ پر کس طرح بیٹھا کرتا تھا۔ ایک دو بچے اُس کی گود میں ہوتے۔ اور کوئی ایک درجن ننھے ننھے بچے اُس کے آس پاس کھڑے رہتے بعض اُس کے قدموں میں اُس کے گھٹنوں سے سر لگا کر بیٹھے رہتے اور وہ بڑے غور سے کان لگا کر اُس کی باتوں کو سُنتے رہتے۔ وہ اُن کو بتایا کرتا تھا کہ پرندے اپنے گھونسلے صبر اور محنت کے ساتھ بناتے اور موسم بہار میں اپنے انڈے بچے نکالنے کے لئے کس قدر محنت کرتے ہیں۔ خوبصورت اور دلکش پھول سُنسان گھاٹیوں میں اُگتے ہیں جہاں سوائے خُدا کے اُنہیں کوئی دُوسرا نہیں دیکھ سکتا جاڑے کے موسم میں بادلوں سے چُپ چاپ سفید برف گرتی جس کا ذرّہ ذرّہ بھی نہایت خوبصورت ہوتا ہے۔ بعض اوقات سبت کے دن وہ اُنہیں زبور گا کر سُنایا کرتا۔ اور پاک کتاب میں سے اُن کے سامنے لمبے لمبے قصّے بیان کرتا کہ کس طرح مُوسیٰ ایک چھوٹے سے ٹوکرے میں پڑا تھا اور مصر کی ایک خوبصورت شہزادی چھوٹی کشتی میں سوار ہو کر آئی کس طرح جُولیت پہلوان کو نوجوان داؤد نے مار ڈالا۔ کس طرح سمسون ایک بڑا طاقتور آدمی تھا مگر بیوقوف بھی پہلے درجہ کا تھا۔ غرض اسی قسم کے قصّے بیان کیا کرتا تھا۔

ستیفنس مشتاق اور دلکش نگاہوں سے "آہ! کاش میں بھی اُس وقت ناصرت میں ہوتا!"

مریم مسکرا کر اور اپنے نازک ہاتھ اُس کی زُلفوں پر پیار سے رکھ کر "کیا تو جانتا ہے کہ تیری بھی بعض عادتیں اُسی کی سی ہیں؟ جب تو باغ میں

کام میں مصروف رہتا اور آہستہ آہستہ شیریں آواز میں گنگناتا یا میرے قدموں کے پاس بیٹھا ہوتا ہے جیسے کہ اس وقت بیٹھا ہے تو جب وہ تیری ہی عمر کا تھا مجھے اُس وقت کا خیال آجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں تجھ سے اُس کا اکثر ذکر کیا کرتی ہوں۔"

ستفنس (پُرجوش لہجہ میں) "مجھے قیصر بننے کی جو تختِ سلطنت پر بیٹھتا ہے کچھ خواہش نہیں۔ کاش میں بھی اُس کی مانند بن جاؤں۔"

مریم (جس کی آنکھوں میں ایک عجیب مخفی روشنی جلوہ گر تھی) "تو تو بڑا عقلمند ہے قیصر جو تخت پر بیٹھتا ہے وہ تو ایک گنہگار شخص ہے۔ مگر یسوع ——"

ستفنس (تعظیم سے) "وہ خدا کا قدوس اور اکلوتا فرزند ہے!"

اس کے بعد دونو تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ مگر یسوع کی ماں برابر یہ دیکھتی رہی کہ اس گفتگو کے بعد اُس نے کیسی عاجزی اور شرمیلے پن کے انداز سے اُس خالی جگہ کی کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی اور اُس کے دل میں اُس کی طرف سے اور بھی گہری محبت پیدا ہوگئی۔

اب رہی پرسکا۔ سو اُس پر اُسے بڑا ترس آتا تھا کیونکہ وہ سمجھ گئی کہ اس عورت کی زندگی میں کوئی دردناک حادثہ واقع ہوا ہے۔ ایک دن جب وہ اُس مریضہ کے پاس چُپ چاپ بیٹھی ہوئی کاتنے میں مشغول تھی۔ اور کبھی کبھی اُس کے زرد چہرے کو بھی دیکھتی جاتی تھی جو تکیہ پر رکھا ہوا تھا تو اُس نے دیکھا کہ اُس کے بند پپوٹوں کے نیچے سے آہستہ آہستہ بڑے بڑے آنسو ٹپک رہے ہیں۔ وہ اُٹھی اور اُس کے اُوپر جُھک کر کھڑی ہوئی۔ اور اُس کا سر دہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں دبا کر آہستہ سے بولی "کیا تو مجھ سے اپنا دردوغم بیان نہیں کرے گی؟"

یہ سنتے ہی اُس کی سیاہ آنکھیں فی الفور کھل گئیں اور دیر تک بڑے اشتیاق

کے ساتھ اُوپر جُھکے ہوئے پیارے چہرے کو دیکھتی رہیں۔ آہستہ سے کہنے لگی۔ "ہاں! میں تجھ سے سب کچھ بیان کروں گی۔ کئی برس گذرے۔ مجھ سے ایک بڑی خطا سرزد ہوئی۔ تب سے میری زندگی اس دُنیا میں ایک بارِ گراں ہو رہی ہے مگر مجھے اُس کی تلافی کرنے کی کبھی جرأت نہیں ہوئی۔"

پھر اُس نے طیطس کا سارا قصہ کہہ سُنایا کہ کس طرح وہ چوری چوری بچے کے ہمراہ اپنے عاشق سے ملنے کے لئے چلی گئی۔

مریم۔ "تو نے اپنے بچے کو کیوں اپنے ساتھ لیا؟"

پرسکا (آہستہ سے) "دماکوس نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا۔ میں بچے کو بہت پیار کرتی تھی اور اُس کی جُدائی برداشت نہ کرسکی۔ پس میں اُسے بھی اپنے ساتھ لے آئی۔ میں ہمیشہ یہی چاہتی رہی کہ بچے کو اُس کی ماں کو واپس دے دوں مگر اس کے لئے کبھی میری ہمت نہ بندھی۔ ایک مرتبہ میں نے اپنے خاوند سے اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا مگر اُس نے غصے ہوکر مجھے بہت زدوکوب کیا۔ اور اس سے بڑھ کر یہ ظلم کیا کہ اُس نے میرے بچے ستفنس کو اس قدر مارا کہ وہ بالکل لنگڑا ہوگیا۔ اس کے بعد وہ برابر اُس وقت تک کہ تیرے بیٹے کی مہربانی سے شفایاب ہوا سخت مجبوری و تکلیف میں رہا۔ ہم تیرے ممنون ہیں! کیا اب تو مجھ سے نفرت نہ کرے گی؟ میں اس مکان میں داخل ہونے کے لائق نہیں ہوں۔"

مریم ایک لمحہ تک تو خاموش رہی۔ پھر اُس نے مریضہ کی پیشانی پر بڑی محبت سے بوسہ دیا اور کہنے لگی "اب بھی تجھے اس غلطی کی تلافی کرنی چاہیے۔ اپنے بیٹے ستفنس کو کفرنحوم بھیج کر نوجوان داؤد کو یہاں بُلوالے۔ تو اُس سے سارا قصہ کہہ دینا اور اس امر کا پورا ثبوت دے دینا کہ یہ قصہ صحیح ہے۔ کیا تیرے پاس ثبوت موجود ہے؟"

پرسکا اپنا ہاتھ تکیہ کے نیچے لے گئی اور ایک چھوٹا سا خریطہ نکال کر جو کتان اور ریشم کے تاگوں میں لپیٹا ہوا تھا کہنے لگی "اسے میں نے اپنے دم کے ساتھ رکھا ہے۔ یہ وہی ننھا سا پیراہن ہے جسے وہ میری رُوپوشی کے وقت پہنے ہوئے تھا۔ یہ اُس کی ماں نے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا۔ وہ اسے فی الفور پہچان لیگی۔ اُس کے ساتھ جڑاؤ چاندی کی ایک زنجیر بھی ہے۔ وہ مجھے تحفتاً داؤد کی ماں نے دی تھی جبکہ اُس نے خبرگیری کے لئے لونڈیوں میں سے مجھے انتخاب کیا تھا۔ ہائے میں نے اپنا اعتبار کس طرح کھو دیا۔ اب میرا کیا حال ہوگا"؟

مریم "تو نے فی الحقیقت بڑا بھاری گناہ کیا ہے۔ اگر تو خدا کے آگے پھر دل سے توبہ کریگی تو جس طرح اُس نے شاہ داؤد کی خطا کو معاف کر دیا جس نے خون کیا تھا اُسی طرح وہ تجھے بھی معاف کریگا"۔

پرسکا "خدا جانتا ہے کہ میرا دل خاک کی مانند خاکسار ہو گیا ہے۔ مگر افسوس کہ اس سے کوئی اطمینان نہیں ملتا"!

مریم کی صورت سے پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ اُس نے اپنی آنکھیں جو فاختہ کی طرح بے ضرر معلوم ہوتی تھیں اُوپر اُٹھائیں اور دل ہی دل میں آہستہ آہستہ کہنے لگی "اے خدا کے بیٹے! کاش تو یہاں آتا اور اس گنہگار مریض کو تندرست کرتا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں اُس سے کیا کہوں" پھر مریض سے کہنے لگی "کیا تو میرے بیٹے سے جسے یسوع کہتے ہیں واقف ہے"؟

پرسکا "میں نے اُسے دیکھا ہے اور میری ہمیشہ یہی خواہش رہی ہے کہ اُس سے باتیں کروں تاکہ میں اپنے بیٹے کے شفا پانے کا شکریہ ادا کروں مگر میری ہمت نہ پڑی۔ میرا دل گناہ میں ڈوبا ہوا تھا جب تک میں نے اُسے کفرنحوم میں نہ دیکھا میں گناہ کو حقیر سمجھتی رہی"۔

مریم (سنجیدگی سے) "صرف وہی ایک بے گناہ ہے مگر کیا تو نے کبھی اُسے یہ کہتے ہوئے نہیں سُنا کہ وہ آسمان پر سے اِس دُنیا میں گنہگاروں کو بچانے کے لئے آیا ہے"؟

پرسکا (اشتیاق کے ساتھ) "کیا اُس نے یہ کہا ہے؟ وہ کس طرح اُن کو بچائیگا"؟

مریم (سادگی سے) "ہاں اُس نے یہ کہا ہے نہ صرف ایک بار بلکہ بارہا کہ جو کوئی مجھ پر ایمان لاتا ہے مرتا نہیں بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاتا ہے"۔

پرسکا "کیا تجھے یقین ہے کہ اُس نے یہ الفاظ کہے تھے کہ جو کوئی"؟

مریم "ہاں اُس نے یہ کہا ہے۔ ایک بار نہیں بلکہ بارہا"۔

پرسکا (کانپ کر) "اور وہ کیا بات ہے جس پر مجھے ایمان لانا چاہئے"؟

مریم "یہ کہ وہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے۔ اور یہ کہ جس کام کے لئے آیا تھا وہ اُس کے پورا کرنے کے قابل ہے"۔

پرسکا (اپنے ہاتھ باندھ کر خوشی سے چلا اُٹھی) "بھلا میں اِس پر ایمان لانے سے کس طرح باز رہ سکتی ہوں؟ کیا اُس نے میرے بیٹے ستفنس کو نہیں بچا لیا جو مُردوں سے بدتر تھا؟ میں ایمان لاتی ہوں کہ وہ مجھ کو بھی بچا لیگا" پھر اُس نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور وہ چپ چاپ پڑی رہی یہاں تک کہ مریم نے خیال کیا کہ وہ سو گئی ہے فوراً ہی ستفنس بھی کمرے میں گھس آیا اور چارپائی کے پاس کھڑا ہو کر اپنی ماں کو دیکھنے لگا۔

ستفنس (آہستہ سے) "آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا اب وہ اچھی ہے"؟

مگر مریضہ نے یہ آواز سنتے ہی آنکھیں کھول دیں اور آہستہ سے کہنے لگی۔ "میں بہت بڑی گنہگار ہوں۔ میرے برابر ایک بھی گنہگار نہیں۔ مگر وہ میرے بچانے کے لئے آیا۔ اور اب مجھے تسکین ہے۔ تو طیطس کو تلاش کر اور یہ اُسے دے دے۔ یہ خاتون سب کچھ بتا دیگی"۔

پھر اُس نے دوبارہ اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ یہ دونو بستر کے پاس بیٹھے اور سونے والی کو رات بھر دیکھتے رہے۔ نُور کے تڑکے اُس کے زرد لبوں نے جُنبش کی اور ستفنس نے جھک کر کان لگایا تو یہ دو لفظ سُنائی دیئے "ستفنس یسُوع"۔ پھر اُس کا دم بند ہوگیا اور وہ ابدی آرام میں داخل ہوگئی۔ اُسی شام کو یہود کے رسم ورواج کے موافق نہایت سادگی سے اُس کی لاش کو دفن کیا گیا۔

اب ستفنس کو مریم کی زبانی طیطس کا قصّہ معلوم ہوگیا۔

ستفنس۔ (جس کے دل پر اُس کے سُننے سے بڑا اثر ہُوا) "بیچاری ہاں کچھ تعجب نہیں کہ وہ اپنے دل پر غم کا اتنا بڑا بوجھ ہونے کے باعث رویا کرتی تھی۔ اُس کی رُوح ڈرپوک تھی اور اُس نے تمام عمر خوف میں بسر کی"۔

پھر اُس نے یسُوع کی ماں سے اپنے باپ کی شرارت بھری زندگی کا جو کچھ حال معلوم تھا بیان کیا۔ اور قصّہ ختم کرتے وقت اُس نے بڑے درد وغم کے ساتھ کہا۔ "اب میرا سوائے اُس کے اور کوئی باقی نہیں رہا"۔

مریم۔ "کیا اس سے تیری مُراد اُس سے ہے"؟

ستفنس۔ (اُس کا مطلب سمجھنے کے بعد تندہی سے) "نہیں! کیا آپ نے آخری کلمے سُنے جو میری ماں کی زبان سے نکلے تھے؟ مرتے دم جب اُس نے اپنی زبان سے میرا نام اُس کے نام کے ساتھ لیا تو مجھے معلوم ہوگیا کہ مجھے کیا کرنا لازم ہے یعنی اپنی ساری زندگی اُسے دے دُونگا"۔

مریم۔ (پیار کی طرف سنجیدہ نگاہوں سے دیکھ کر) "تُو تو ضرور دیگا مگر مجھے معلوم نہیں کہ آئندہ اُسے کیا پیش آئے؟ اُس کے بہت سے جانی دُشمن ہیں بعض اوقات مجھے اُس کی جان جانے کا ڈر ہوتا ہے"۔ جب ستفنس سے مخاطب ہوئی تو اُس کے شیریں دہن پر ایک کپکپی سی چھا گئی۔

ستفنس۔ (سادگی سے) "کیا وہ خُدا کا پیارا نہیں ہے؟ اور کیا خُدا اُسے اُس کے دُشمنوں سے نہ بچا لیگا"؟

مریم۔ (استقلال کے لہجہ میں) "وہ اُس کے دُشمنوں کو اُس کے پاؤں کے نیچے کی چوکی بنا دیگا جیسا لکھا ہے۔ اور وہ بڑے جلال کے ساتھ فتحمند ہوگا"۔

ستفنس نے اُس کی طرف بڑے خوف سے نظر کی اور ذرا دیر خاموش رہنے کے بعد اُس نے کہا۔ "کل مجھے جانا ہوگا جیسا کہ تیری ماں نے مجھے حکم دیا تاکہ تُو نوجوان داؤد کو تلاش کرکے جو کچھ گذرا ہے۔ اُس سے بیان کرے۔ رہی میں سو میں بھی یروشلیم کو جاتی ہُوں۔ میرے دل میں یہ بات خود بخود آرہی ہے کہ اُسے میری ضرورت ہوگی"۔

اور ایسا ہُوا کہ علی الصباح ستفنس تن تنہا سفر کو روانہ ہوگیا۔ اُس کے پاس وہ پیراہن تھا جسے طیطس کی ماں نے بنایا تھا اور نیز وہ زنجیر بھی جو طیطس کی ماں نے دی تھی اور جب وہ وہاں سے روانہ ہُوا تو مریم نے اُسے دُعائے خیر دی اور چُوما۔ مریم سے رُخصت ہوتے وقت اُس کے آنسو نکل پڑے کیونکہ وہ آخر ابھی بچہ ہی تھا اور وسیع دُنیا اُس کے سامنے تھی۔

تیئیسواں باب

صدرِ مجلس

کائفا اپنے خلوت خانے میں ادھر اُدھر ٹہل رہا ہے۔ اُس کے دونو ہاتھ پسِ پُشت جکڑے ہوئے ہیں۔ سر آگے کو جُھکا ہُوا ہے۔ آنکھیں غصّے سے لال ہورہی ہیں۔ اور کبھی کبھی اُس کی زبان سے اس قسم کے الفاظ نکلتے ہیں

"کافر! میں اُسے ضرور کچل ڈالونگا۔ کیا میں نے یہ قسم نہیں کھائی؟ بس۔ میں نے مجھ کائفا سردار کاہن نے؟ اب وہ زیادہ عرصہ تک میری مخالفت نہ کرسکیگا؟"

اتنے میں باہر سے ایک دھیمی سی آواز آئی۔ وہ جلد جلد دروازے پر گیا اور اُسنے کھول دیا۔

"آہا۔ ملکوس تم ہو۔ اندر جاؤ۔ اچھا تمہیں کیا کہنا ہے"؟

ملکوس۔ (دستِ تسلیم خم کر کے) "جناب عالی۔ میں حسب ارشاد بیت عنیاہ گیا۔ وہاں پہنچ کر مجھے لعزر کا مکان ڈھونڈنے میں کچھ بھی دقت پیش نہ آئی۔ مکان معمولی غریبانہ حیثیت کا تھا۔ مگر صاف ستھرا اور پُرآسائش۔ آنے جانے والوں کی اتنی بھیڑ لگ رہی تھی کہ شہر کے گلی کوچے سب بھر رہے تھے۔"

کائفا (غصہ سے بات کاٹ کر) "مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ وہ مکان کس قسم کا ہے۔ کیا تُونے اُس آدمی کو دیکھا"؟

ملکوس "میں نے اُس آدمی کو زندہ اور صحیح سلامت پایا۔ وہ اپنے مکان کے باغیچہ میں بیٹھا لوگوں سے باتیں کر رہا تھا۔"

کائفا (طنزیہ) "لوگوں سے باتیں کر رہا تھا؟ سچ کہو؟ آج کل سارا مُلک ایسے باتونی اور فصیح البیان لوگوں سے بھر رہا ہے۔ اچھا وہ کیا کہہ رہا تھا"؟

ملکوس "وہ قبر سے اپنے جی اُٹھنے کا قصہ بیان کر رہا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ اُس چار دن قبر میں ایسے گذارے گویا کوئی سوتا ہو۔ اُسے اپنے عجیب و غریب خواب ابھی کچھ کچھ یاد ہیں۔ مگر صاف نہیں بتا سکتا کہ وہ کیسے خواب تھے۔ وہ خُدا کی شاد تعریف کرتا تھا۔ مگر ساتھ ہی اُس ناصری کی بھی ویسی ہی حمد و ثنا کرتا تھا اور اُسے خُدا کا بیٹا اور اسرائیل کی تسلی کے نام سے یاد کرتا تھا۔"

کائفا (دانت پیس کر) "اور لوگ کیا کہتے تھے"؟

ملکوس "لوگ چلّا چلّا کر کہتے تھے۔ ہللویاہ۔ ابنِ داؤد کو ہوشعنا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا بیت عنیاہ کے تمام لوگ اِس وقت دیوانہ سے ہو رہے ہیں۔ ایسی عجیب بات پہلے کبھی سُننے میں نہیں آئی"۔

کائفا "یہ تو سفید جھوٹ ہے جو ناصری اور اُس کے پیروؤں نے عید کے موقع پر چل چلانے کے لئے گھڑ لیا ہے! کیا جیسا میں نے حکم کیا تھا تُو نے اوروں سے بھی اِس امر کی نسبت دریافت کیا"؟

ملکوس (آقا کی طرف سنجیدہ نگاہوں سے دیکھ کر) "یہ واقعہ تو تمام بیت عنیاہ میں ایک قطعی معجزہ مانا گیا ہے۔ میں نے حضور کے حکم کے موافق خوب تحقیقات کی۔ بہت سے عقلمند اور لائق آدمیوں سے اِس بارہ میں سوال کئے۔ میں نے اُس قبر کو بھی دیکھا جس میں وہ دفن کیا گیا تھا۔ اِس میں کچھ شک ہی نہیں کہ وہ مر گیا تھا اور چار دن تک قبر میں رہا۔ مگر یہ بات کہ ناصری نے خُدا کی قدرت کے سوائے اُسے اور کس طرح زندہ کر دیا۔ نہ تو میری سمجھ میں آتی ہے اور نہ کوئی شخص ہی کچھ بتا سکتا ہے"۔

سردار کاہن (اپنے مُنہ لگے نوکر کی طرف غصّے سے دیکھ کر) "مرد آدمی ذرا ہوش کی دوا کرو! کوئی شخص جو اُس بداطوار آدمی کا مرید ہو میری خدمت میں ہرگز نہیں رہ سکتا"۔

ملکوس (زمین کی طرف آنکھیں ڈال کر) "میں اُس کا شاگرد تو نہیں ہوں مگر یہ بات میری عقل میں نہیں آتی"۔

کائفا "بس میرے پاس سے چلے جاؤ۔ اور دیوان خانہ کو درست کرو۔ گھنٹے کے اندر اندر درست ہونا چاہیئے"۔

ہم نے اِس معاملہ میں بہت عرصے تک بے جا درگذر کی ہے۔ اب اِس

شخص کو کسی نہ کسی طرح دُور کر دینا چاہیئے۔ اور بہت جلد!"

یہ الفاظ بزرگ اناس کی زبان سے نکلے۔ وہ ایک پُرجوش جماعت کے بیچوں بیچ بیٹھا تھا جو سردارکاہن کے دیوان خانہ میں جمع تھی۔ "اگر اس کے ساتھ تم اسی طرح درگذر کرتے رہے جیسا گذشتہ سال سے کرتے آئے ہو تو سب لوگ اُس پر ایمان لے آئینگے اور رُومی آکر ہماری جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کر لینگے۔ اور ہم بھی اِس کے سزاوار ہیں۔ اُس کا تو فیصلہ سرے ہی سے کر دینا چاہیئے تھا میں نے اُس وقت بھی یہی رائے دی تھی۔ ابتدا میں بڑی آسانی کے ساتھ اس پر عمل درآمد بھی ہو سکتا تھا مگر اب اِس معاملہ نے ایسی صُورت اختیار کر لی ہے کہ اُس کا قتل ایک امرِ دُشوار ہو گیا"۔

نکدیمس (ملائم الفاظ میں) "میں اِس سے متفق نہیں کہ اُسے جان سے مار ڈالا جائے کیونکہ میری رائے میں اُس نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے وہ سزائے موت کے لائق ٹھہرے"۔

کائفا (پُرجوش الفاظ میں) "تم کچھ نہیں جانتے اور نہ سوچتے ہو کہ ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی اُمت کے بدلے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو"۔

نکدیمس (اُس کی طرف ایک منٹ دیکھتا رہا اور پھر سنجیدہ آواز میں کہنے لگا) "تُو سردارکاہن ہے۔ بیہودہ تیری زبان سے باتیں کرتا ہے مگر خُدا نہ کرے کہ ہم ایک بیگناہ کو سزائے موت دیں۔ رہا میں سو میں اس معاملے میں آئندہ ہرگز شریک نہ ہونگا"۔

اناس (طنزیہ) "ہمارا مدت سے یہی خیال تھا کہ تُو بھی اُس کے شاگردوں میں سے ہے۔ اِس لئے مُلک کے بزرگوں کی مجلس میں تیرے جیسوں کا کچھ کام نہیں جاؤ اور اس مشہور بڑھئی معلم اور اُس کے شاگردوں کی جماعت میں جنہیں اُس

نے دُنیا کے بدترین لوگوں میں سے چُنا ہے جا ملو"۔

نکدیمس نے اُس کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ اُٹھ کر بڑی خاموشی اور رُعب کے ساتھ دیوان خانے سے باہر چلا گیا۔

یُوکتان "اِسے جانے دو۔ یہ ہرگز مناسب نہیں کہ ہم ایک ایسے امر پر بحث کرنے میں اپنا وقت ضائع کریں جس میں حاضرین کو کچھ بھی کلام نہیں"۔ اور باتیں کرتے وقت اُس نے جماعت کی طرف چاروں جانب نظر کی اور سب طرف سے تحسین و آفرین کی صدا آنے لگی۔ مگر اِس جماعت میں بھی ایک شخص ایسا تھا جو اِس آوازۂ تحسین میں نہ شریک تھا۔ اُس کی آنکھیں فرش پر جمی تھیں اور اُنگلیاں خود بخود اُس کی ڈاڑھی کے سُلجھانے میں مصروف تھیں۔ اُس شخص کا نام یُوسف تھا۔ وہ آرمتیا کا رہنے والا تھا۔

یُوکتان "اب لعزر کے بارے میں جس نے اپنی نسبت ایک ہلچل برپا کر رکھی ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ مجھے تو یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس قبر میں سے وہ نکالا گیا ہے اُسی میں اُسے پھر سُلا دیا جائے۔ اگر فی الحقیقت مر گیا تھا تو یہ خُدا کی مرضی سے ہُوا اور اُسے اُسی حالت میں رہنا چاہیئے تھا۔ اگر ہم اِس پر سزائے موت کا حکم دیں جو خود بیہودہ ہی اُس پر پہلے لگا چکا ہے تو ہمارا یہ فتویٰ خلاف شرع نہ ہوگا"۔

اناس "تُو نے بڑی عقل کی بات کہی ہے بظاہر یہ شخص اپنی زندگی کے دن پورے کر چکا ہے اور اغلب ہے کہ اب اُس کے جسم میں شیطان بس رہا ہے جو اُس کے جسم کے اندر سے ایسی ایسی کُفر کی باتیں بکتا ہے جس طرح ہو سکے اُس کا بھی بہت جلد خاتمہ کر دینا چاہیئے اس کی جلد خبر لو کیونکہ وہ بھی بہتوں کو گُمراہ کئے دیتا ہے"۔

ایک اَور شخص (تقدس کے ساتھ) "علاوہ بریں ایک مُردہ جسم ہونے کے باعث

جسے اب سطح زمین پر رہنے کا کوئی حق نہیں ہے وہ ہر شخص کو جس سے ملتا ہے ناپاک کر رہا ہے"۔

یوسف آرمتیاہ جو زیادہ ضبط نہ کر سکا "العزر کو رہنے دو ایں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ ایک ایماندار اور انصاف پسند آدمی ہے۔ یَیں نے اُسے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد (اگر سچ مچ اُسے جی اُٹھنا کہنا چاہیئے) بھی دیکھا ہے۔ اُس میں کوئی شیطان نہیں۔ وہ اپنے سچے یقین کے مطابق اپنی رہائی کے لیئے خُدا کی تمجید کرتا اور ساتھ ہی اپنے نجات بخشنے والے کی جس نے اُسے قبر سے جلایا تعریف کرتا ہے۔ سو یہ کوئی بُری بات نہیں"۔

اناس (ملائم الفاظ میں) "اِس معاملہ پر پھر بحث ہو سکتی ہے کیا کوئی شخص مجھے بتا سکتا ہے کہ یہ ناصری اس وقت کہاں ہے"؟

کائفا۔ "وہ آج ہی بیت عنیاہ میں آیا ہے اور اسی لعزر کے ہاں ٹھہرا ہوا ہے مجھے یہ بات دیوان خانے میں داخل ہوتے وقت معلوم ہُوئی۔ یقیناً اُس کا منشا عید کے موقع پر یروشلیم میں آنے کا معلوم ہوتا ہے۔ اُسے چُپکے سے گرفتار کر لینا چاہیئے تاکہ لوگوں میں ہلچل نہ پڑے اور ساتھ ہی اُس کے خلاف کچھ شہادت بھی ہونی چاہیئے جس سے وہ رُومیوں کے قانون کی گرفت میں آ جائے کیونکہ تم جانتے ہو کہ اِس عدالت کو اختیار نہیں ہے کہ کسی شخص کو سزائے موت دے سکے"۔

رُومیوں کی حکومت اور قومی ذلت کا ذکر آنے پر چند حاضرین کی آنکھیں غُصّے سے لال ہو گئیں۔ مگر اناس تیزی سے بول اُٹھا "رُومیوں نے اب تک خُدا کی کلیسیا سے دُشمنی نہیں کی ہے جو خود ہماری ہیکل اس امر کی شاہد ہے۔ اس امر کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے اور نہ یہ مناسب ہے کہ اندھا دُھند اپنی زندگی کو رُومیوں کے فولادی ہاتھ کے مقابل معرضِ خطر میں ڈالیں بلکہ جہاں تک ہو سکے

ہمیں اُن سے موافقت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر اِس یسُوع پر یہ الزام لگایا جائے کہ وہ سلطنت کے خلاف سازش کر رہا ہے تو ہمارا مقصد آسانی سے بر آئیگا۔ اِس حالت میں ہم اُسے پیلاطس کے حوالے کر سکتے ہیں اور وہ یقیناً اِس طرح اپنے کیئے کی سزا پائیگا۔ اور چاہیئے کہ اُس کی ذرا اچھی طرح سے نگرانی کی جائے اور ایسے کام کی خاطر سبت کی پابندی کو بھی ذرا ڈھیلا کر دینے میں کچھ ہرج نہیں"۔

اُس وقت دیوان خانے کے دروازے پر کسی نے زور سے دستک دی۔ کائفا متحیر ہو کر دیکھنے لگا اور بولا کون ہے جو اس وقت ہمارے کام میں مُخل ہوتا ہے؟ لیکن ٹھہرو! ضرور کوئی بڑی ضروری بات ہوگی" اور اُس نے اپنے ایک رشتہ دار کو اشارہ کیا کہ دروازہ کھول دے۔ وہ شخص فوراً واپس آیا اور دھیمی آواز سے کہنے لگا۔ "ناصری کا ایک پیرو ہے۔ وہ سردار کاہن سے ملنا چاہتا ہے"۔

کائفا نے تامل کیا۔

اناس "کیا آپ حُکم نہ دینگے کہ وہ ہمارے سامنے حاضر کیا جائے؟ ممکن ہے کہ وہ اب اُس سے بیزار ہو کر واپس آنا چاہتا ہو۔ اس صورت میں وہ ہمیں اس کام میں مدد دینے پر رضا مند ہوگا"۔

کائفا "اچھا بُلا لو"۔

کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی جو صرف اندر آنے والے کے قدموں کی آہٹ سے ٹوٹی۔ وہ آ کر سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور اِس بزرگ مجلس کو دیکھ کر ذرا ٹھہر گیا۔ وہ پست قد اور نہایت منحوس شکل اور کریہہ منظر آدمی معلوم ہوتا تھا۔

اناس کی نگاہ جُونہی اُس نووارد شخص پر پڑی وہ مُسکرایا اور شیریں آواز سے بولا "کیا تو آگے بڑھ کر ہمیں اپنے مدعا سے مطلع نہیں کریگا"؟

اُس نے اناس کی طرف دیکھا اور کرخت آواز سے دریافت کیا۔ "کیا تو ہی سردار کاہن ہے"؟

کائفا (بے صبری سے) "ہاں، میں ہی سردار کاہن ہوں۔ تجھے مجھ سے کیا کام ہے"؟

اناس نے اُسے چھوا اور دریافت کیا "اے نیک مرد۔ تو ہم سے ناصری کی نسبت کچھ کہنے آیا ہے۔ ہیں نا"؟

اب اُس کا چہرہ ذرا روشن ہو گیا اور آنکھیں شرارت کی روشنی سے چمکنے لگیں۔ وہ باآوازِ بلند بولا "ہاں۔ میں اسی لئے آیا ہوں۔ اب میں اُس کے ساتھ رہنا نہیں چاہتا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگ اُس سے عداوت رکھتے ہیں۔ اس لئے میں یہاں آیا ہوں"۔

اناس (نرمی سے) "آہ تو تو اپنے باپ دادوں کی کلیسیا میں پھر آنا اور ممنوعہ راستوں کو چھوڑ دینا چاہتا ہے۔ کیا میرا خیال درست نہیں"؟

شخص (گستاخی سے) "مجھے کلیسیا کی کچھ پروا نہیں جیسا کہ کلیسیا کو بھی میری کچھ پروا نہیں ہے۔ میں تو زر کا طالب ہوں۔ اگر میں اُسے پکڑا دوں تو بتاؤ مجھے کیا دو گے"؟

کائفا یہ سُن کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ خوشی کے مارے اُس کی آنکھیں چمکنے لگیں اور باآوازِ بلند کہنے لگا۔ "میں تجھے کیا دُوں گا۔ کیوں بھائی"؟

مگر اناس نے آہستہ سے یہ کہہ کر اسے روک دیا "اے بیٹے۔ ذرا ٹھہر جائیں۔ خود اس شخص سے سودا کروں گا۔ میں اِن لوگوں کو خوب جانتا ہوں" (پھر ہوشیاری سے اُس شخص سے مخاطب ہو کر) "اے نیک مرد۔ دراصل یہ معاملہ کچھ بہت بڑا نہیں جس کے لئے بہت روپیہ دینے کی ضرورت ہو۔ کیونکہ ہمیں پیشتر ہی سے معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے۔ تاہم ہمیں تجھ سے مدد ملیگی اور اُس کے عوض ہم تجھے بھی کچھ معاوضہ دے دینگے۔ ہم تمہیں بیس درہم دینگے۔ کہو۔ تمہیں منظور ہے یا نہیں"؟

شخص (زمین کی طرف دیکھ کر ترش رُوئی سے) "یہ تو بہت ہی کم ہے۔ تمہیں اُس کی آمد و رفت کے مقامات ایسے اچھی طرح معلوم نہیں ہونگے جیسے مجھے"۔

اناس (ملائمت سے) "بجا۔ اچھا۔ تو اس کا ڈیوڑھا لے لینا۔ اُسے چپکے سے مجھے پکڑوا دے ایسے وقت کہ لوگوں کا ہنگامہ نہ ہو اور ہم تجھے تیس درہم نقدی دینگے۔ یہ معقول رقم ہے۔ اسے حقیر نہ سمجھنا چاہئے"۔

وہ شخص فوراً کا اور چاروں طرف نظر کی۔ اندر دیکھا کہ کمرہ بڑے بڑے مالدار لوگوں سے بھرا ہوا ہے اور ہر طرف جاہ و ثروت اور دولتمندی کے آثار نمایاں ہیں۔ مگر کچھ جواب نہ دیا۔ کائفا بیتاب ہو کر غصہ سے کچھ کہنے ہی کو تھا کہ اناس نے اُسے پھر روک دیا مگر اس دفعہ اُس کی ملائم آواز میں بھی قدرے سختی پائی جاتی تھی "جلدی فیصلہ کر کیونکہ ہم اور تجویزیں سوچ رہے ہیں۔ کیا تو تیس درہم لیگا۔ یا نہیں؟ تیرے ستارے کی تو اب ہر طرح قسمت آگئی ہے"۔

(وہ شخص کوئی دم بھر اور خاموش رہا اور پھر دھیمی آواز سے بولا۔ "ہاں میں کام انجام دوں گا۔ مگر رقم بہت ہی تھوڑی ہے۔ میں غریب ہوں۔ مجھے تو اب اپنے گزارے کی فکر کرنی پڑتی ہے۔ میں نے اس یسوع کی پیروی میں کئی مہینے ضائع کئے۔ میں اُسے مسیح سمجھتا تھا مگر وہ مسیح نہیں ہے نہیں ہے نہیں ہے"۔ آخرکار اُس کی آواز اس قدر رُک گئی کہ کچھ اور بات سمجھ میں نہ آئی۔

اناس (گرمجوشی سے اُٹھ کر اور اُس کمبخت شخص کے پاس پہنچ کر جو تھر تھر کانپ رہا تھا) "تو نے اپنے اور ہمارے دونوں کے لئے اچھا اور عقلمندی کا کام کیا۔ یہاں سے جانے سے پہلے تجھے کھانا اور شراب ملیگی۔ مگر پہلے یہ بتا کہ تیرا نام کیا ہے اور تُو ناصری کا کیا لگتا ہے"؟

شخص (آہستہ سے کہ اناس مشکل سے اُس کے الفاظ سُن سکا) میرا نام یہودہ اسکریوطی

ہے یعنی اُن بارہ شاگردوں میں سے ہوں جو ہر وقت اُس کے پاس رہتے ہیں"۔

اناس دہاتھ مل کر اور مشتاق سامعین کی طرف ظفرمندی کے تبسم سے دیکھ کر "اُس کے خاص شاگردوں میں سے! آہا۔ یہ تو اُس سے بہتر ہُوا جو مَیں نے سوچا تھا فی الحقیقت یہ اچھا ہُوا۔ اَے نیک مرد۔ اب یہ نہایت ضروری ہے کہ ناصری کے دل میں ان تمام باتوں کی بابت کچھ بھی شُبہ پیدا نہ ہو۔ تو اِس امر کی ضرورت کو سمجھتا ہے کیونکہ تو ہوشیار آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اِس لئے جو کچھ مَیں تجھ سے کہوں اُسی پر قائم رہنا۔ جا۔ اُس کے پاس واپس چلا جا۔ اور حسبِ معمول اُس کی خدمت میں رہ۔ اور جب موقع ملے چُپ چاپ اُسے ہمارے حوالے کر دینا۔ ہاں چُپ چاپ تاکہ کسی قسم کا ہنگامہ یا شور و غل نہ ہو تا کہ لوگ نہ بھڑک اُٹھیں۔ باقی سب ہم خود دیکھ لینگے۔ جب یہ کام ہو چکیگا تو روپیہ فی الفور ادا کر دیا جائیگا۔ یہ لو اِس رقم کا بیعانہ ہے"۔ یہ کہہ کر ایک سِکّہ یہوداہ اسکریوطی کے ہاتھ میں دے دیا۔

اُس نے بڑے لالچ کے ساتھ روپیہ مُٹھی میں دبا لیا اور بڑبڑا کر کچھ کہا جو کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ مگر اناس کو اطمینان ہو گیا۔ اُس نے خوش ہو کر کمرے کا دروازہ کھول دیا اور کہنے لگا۔ "ملکوس یہاں آ۔ جا۔ اِس نیک مرد کو اپنے ساتھ لے جا کر خوب کھانا کھلاؤ اور شراب پلاؤ"۔

مگر اِس بات پر یہوداہ اسکریوطی غصّہ کے ساتھ اُس سے مخاطب ہُوا۔ "نہیں مَیں کوئی ایسا ویسا گدا گر نہیں ہُوں۔ مَیں صرف وہی لُونگا جو میرا حق ہے"۔ اور پھر اناس کی طرف نظر جما کر خود بولا۔ "مَیں اُسے پکڑوا دُونگا۔ اِس میں کچھ شک نہ کر کیونکہ مجھے اُس سے ایسی ہی نفرت ہے جیسی تجھے"۔

اِس کے بعد اُس نے پیٹھ پھیری اور وہاں سے تیز قدمی کے ساتھ چل دیا اور پیچھے مُڑ کر بھی نہ دیکھا۔

چوبیسواں باب

یروشلیم میں داخل ہونا

بچّہ۔ (بے صبری سے ماں کا پیراہن کھینچ کر) "امّاں مَیں جانا چاہتا ہُوں۔ ہمیں کیا پڑی ہے کہ یہاں اتنی دیر تک ٹھہرے رہیں"؟

ماں۔ "نہیں میرے بچّے۔ ذرا صبر کر۔ ہمیں یہاں بہت دیر نہیں ٹھہرنا ہے۔ یہ لے تیرے کھانے کے لئے روٹی ہے۔ اِسے کھا اور مَیں تجھے بتاؤنگی کہ ہم یہاں کس لئے آئے ہیں کیونکہ آج کا دن تجھے تمام عمر یاد رکھنا ہوگا"۔

بچّہ۔ (کھانا جاتا تھا اور ماں کی صُورت کو تکتا جاتا تھا) "بتاؤ"۔

ماں۔ "اَے میرے گوگو۔ جب تو شیرخوار تھا تو ایک دفعہ تو موت کے قریب ہو گیا تھا مگر اِس یسُوع نے تجھے شفا بخش دی"۔

بچّہ۔ "اِس بات کو تو تُو مجھ سے بارہا کہہ چکی ہے! مجھے اور روٹی دے۔ مَیں بہت بھُوکا ہُوں"۔

ماں۔ (بچّے کو فرطِ محبت سے سینہ سے لگا کر) "ہاں میرے بیٹے مَیں نے تجھ سے بارہا ذکر کیا ہے۔ کیونکہ اگر یسُوع کی مہربانی نہ ہوتی تو تُو اِس وقت قبر میں پڑا ہوتا اور مَیں بے اولاد ہوتی۔ میرے بچّے۔ میرے پیارے!"

بچّہ۔ (زُلفیں چہرے پر سے ہٹا کر) "امّاں۔ تُو مجھے اِس قدر زور سے کیوں پکڑے ہُوئے ہے؟ آہا۔ دیکھو تو وہ چڑیا کیسی خوبصورت ہے"۔

ماں۔ "بیٹا چڑیا کی طرف مت دھیان دو۔ میری باتیں سنو۔ یہ یسُوع بادشاہ ہے۔ مسیح ہے۔ آج وہ اِس سڑک پر سے جائیگا اور تو اُسے دیکھیگا"۔

بچہ: "بادشاہ! کیا وہ تاج پہنے ہے"؟

ماں: "مجھے معلوم نہیں۔ شاید ایسا ہو۔ جو ہے سو ہم دیکھ لینگے۔ مگر لوگوں کو تو دیکھو! ہزاروں چلے آرہے ہیں۔ ہم یہاں اچھے موقع پر بیٹھے ہیں۔ وہ ہمارے پاس ہی سے ہو کر گذریگا"۔

بچہ: "نہیں میں یہ پسند نہیں کرتا مجھے بادشاہ کے دیکھنے کی پروا نہیں میں تو کھیلنا کودنا چاہتا ہوں۔ آؤ اب گھر چلیں"!

دوسری عورت (جو پاس ہی کھڑی تھی) "خاموش! کیا کچھ سنائی دیتا ہے؟ وہ آتے ہیں! وہ یہ کیا کہتے آتے ہیں؟ ہوشعنا! ابن داؤد کو ہوشعنا! مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔ عالم بالا پر ہوشعنا! آہا۔ یہ بڑا مبارک دن ہے! شکر ہے کہ ہم اس دن کے دیکھنے کو زندہ ہیں۔ مگر دیکھو لوگ کیسے دوڑے جاتے ہیں! وہ کھجور کی ٹہنیاں کاٹ رہے ہیں"!

بچہ: "اماں وہ ٹہنیاں کیوں کاٹتے ہیں"؟

ماں: "آ کر میرے کندھے پر بیٹھ جا اور دیکھ۔ اب تو تو آدمی کے برابر اونچا ہو گیا اور مجھ سے بھی زیادہ دور تک دیکھ سکتا ہے۔ تجھے کیا نظر آتا ہے"؟

بچہ: "میں دیکھتا ہوں کہ بے شمار آدمی چلے آتے ہیں اور ایک شخص گدھے پر سوار ہے"۔

دوسری عورت: "ہاں! ہاں! مجھے بھی نظر آتا ہے۔ کیا یہ وہی ہے؟ لوگ نعرے لگاتے اور اس کے آگے کھجور کی شاخیں پھیلاتے ہیں! دیکھو۔ وہ اپنے کپڑے بھی اتارتے اور انہیں سڑک پر بچھاتے ہیں"!

اب وہ سواری پاس آگئی اور شاگردوں کی ساری جماعت ان معجزوں کے سبب جو انہوں نے دیکھے تھے خوش ہو کر بلند آواز سے خدا کی حمد کرنے لگی کہ

اے یہوواہ۔ ابن داؤد کو فتح دے۔ مبارک ہے ہمارے باپ داؤد کی بادشاہی جو اب خداوند کے نام سے آتی ہے۔ مبارک ہے۔ مبارک ہے وہ بادشاہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔ آسمان پر صلح اور عالم بالا پر جلال۔ مبارک ہے وہ جو عالم بالا پر ہے اب تو عالم بالا پر سے نجات بھیج"۔

ماں: "بیٹا اس کی طرف دیکھ۔ یہی بادشاہ یعنی مسیح ہے۔ تو بھی میرے ساتھ آواز بلند کر۔ بادشاہ کو ہوشعنا۔ ابن داؤد کو ہوشعنا"۔

ایک فریسی: "اے عورت خاموش رہ! کیا تو پاگل ہے کہ اس معصوم بچے کو کفر بکنا سکھاتی ہے"؟

عورت: (یہ سخت الفاظ سن کر چونک پڑی۔ اور مڑ کر بڑی بڑی روشن آنکھوں سے اس شخص کو گھورنے لگی۔ جب اسے معلوم ہوا کہ وہ فریسی ہے تو اپنے ننھے سے بچے کو سینے سے لگا کر بولی) "میں نہیں سمجھتی کہ تو کیا کہتا ہے؟ وہ میرے بچے کا بچانے والا ہے اس لئے میں اس کی حمد کرتی ہوں"۔

مگر اس شخص نے اس کے جواب پر کچھ توجہ نہ دی بلکہ وہ بھیڑ میں جو خداوند کے چاروں طرف حلقہ کئے ہوئے تھی گھستا چلا گیا اور غصے کے ساتھ چلا کر بولا۔ "کیا تو سنتا ہے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ انہیں حکم دے کہ چپ رہیں"۔

خداوند: (مڑ کر اور اس کی طرف دیکھ کر) "میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر یہ چپ رہیں تو پتھر چلا اٹھینگے"۔

اور جب نزدیک آکر شہر کو دیکھا تو اس پر رو دیا اور کہا۔ کاش کہ تو اپنے اسی دن میں سلامتی کی باتیں جانتا۔ مگر اب وہ تیری آنکھوں سے چھپ گئی ہیں۔ کیونکہ وہ دن تجھ پر آئینگے کہ تیرے دشمن تیرے گرد مورچہ باندھ کر تجھے گھیر لینگے اور ہر طرف سے تنگ کرینگے اور تجھ کو اور تیرے بچوں کو جو تجھ میں ہیں

زمین پر دے پٹکینگے اور تجھ میں کسی پتھر پر پتھر باقی نہ چھوڑینگے۔ اس لئے کہ تو نے اُس وقت کو نہ پہچانا جب تجھ پر نگاہ کی گئی۔ اور جب وہ یروشلیم میں داخل ہُوا تو سارے شہر میں ہلچل پڑگئی اور لوگ کہنے لگے یہ کون ہے؟ بھیڑ کے لوگوں نے کہا یہ گلیل کے ناصرت کا نبی یسُوع ہے"۔

جب جلُوس شہر کے پھاٹکوں کے اندر داخل ہوگیا اور گیتوں اور تحسین کے نعروں کی آواز بلند ہوگئی تو اس جماعت میں سے جو اجنبیوں کے سے کپڑے پہنے ہُوئے بڑے شوق سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ایک شخص اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہُوا اور بڑے شوق سے پُوچھنے لگا۔ "دوستو! تم اس کی نسبت کیا کہتے ہو؟"

"یہ تو ایک عجیب تماشا ہے اور یہ شخص انسان معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اُس کے چہرے پر آسمان کا جلال برس رہا ہے۔ کیا تمہیں کچھ اُس کا حال معلوم ہے؟"

"میرے پیارے اپیلس۔ میں نے سُنا ہے۔ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ فی الحقیقت وہی بادشاہ ہے جس کا یہودیوں کو مدت سے انتظار تھا اور جس کی آمد کی پیشینگوئیاں اُن کے پاک نوشتوں میں کی گئی تھیں۔ اب وہ منتظر ہیں کہ وہ یروشلیم میں اپنا تخت قائم کریگا۔ میں بھی اُسے دیکھنا اور اس کے حضور حاضر ہونا چاہتا ہُوں"۔

دُوسرا شخص:۔ "پیارے انڈرونیکس میں بھی چاہتا ہُوں مگر یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ہم غیر قوم ہیں البتہ اپنے بُت پرست باپ دادوں کے عقیدے چھوڑ کر اب ایک واحد اور سچے خُدا کے پرستار بن گئے ہیں۔ کیا یہ یہودیوں کا بادشاہ ہمیں اپنے پاس آنے کی اجازت دیگا؟"

اپیلس:۔ "نہیں میں نہیں جانتا۔ مگر اب تک تو اُس نے اپنے کو بادشاہوں کی سی شان و شوکت سے ملبّس نہیں کیا ہے۔ کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ بچّے اور عورتیں بھی کس قدر نڈر ہو کر اُس کے پاس چلے جاتے ہیں"؟

ایک شخص (جو ابھی تک خاموش تھا) "یہ سچ ہے۔ اگرچہ وہ بادشاہ ہے تو دُنیوی بادشاہوں کی مانند نہیں۔ اُس کے پیرو غریب لوگ ہیں۔ اُن میں سے ایک سے تو میں بھی واقف ہُوں۔ اُس کا یُونانی نام ہے فلپّس۔ آؤ ہم اُسے تلاش کریں اور اُس کے بارے میں مزید تحقیقات کریں"۔ فی الفور وہ سب شہر کے اندر چلے گئے اور عبادت خانے میں جا پہنچے کیونکہ اُنہیں فلپّس کے وہیں ملنے کی اُمید تھی۔

جُونہی یہ لوگ ہیکل کے اُس صحن میں جو غیر اقوام کا صحن کہلاتا تھا داخل ہُوئے رُوفس کی تیز نگاہوں نے اُس شخص کو جس کا اُس نے ذکر کیا تھا صحن کے اندر جاتے دیکھا جہاں یہ اجنبی لوگ نہ جاسکتے تھے۔ جلد جلد قدم بڑھا کر رُوفس نے اُس کا شانہ چھُوا اور آہستہ سے کہنے لگا "مشفق من۔ تجھ سے ایک بات کہنی ہے"۔ فلپّس پیچھے مُڑا تو اُسے ایک سیاہ فام یُونانی نظر آیا اور ذرا پیچھے ہٹ کر کچھ بے اعتنائی کے ساتھ بولا۔ "آہا۔ رُوفس تم ہو! کہو کیا کہتے ہو"؟

رُوفس:۔ "میں تجھ سے ایک لمحہ بھر گفتگو کرنا چاہتا ہُوں۔ میں اور میرے چند ہموطن جنہوں نے میری ہی طرح یہودی مذہب اختیار کر لیا ہے عید میں شریک ہونے آئے ہیں۔ آج ہم نے اُس شخص کو جو ناصری کہلاتا ہے شہر میں داخل ہوتے دیکھا۔ اور ہم نے اُس کے متعلق اور بہت سی عجیب عجیب باتیں بھی سُنی ہیں۔ بندہ نواز۔ ہم بھی اُس یسُوع کو دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہم بھی اُس سے تعلیم حاصل کریں"۔

فلپس ۔ (ذرا پریشان ہوکر) "دوست اگرچہ بُت پرستی چھوڑ کر سچے مذہب میں داخل ہوگیا ہے ۔ مگر ہے تو غیر قوم ۔ میں نہیں جانتا کہ آیا یہ بات ممکن ہے تاہم ذرا ٹھہرو ۔ میں اپنے ایک ساتھی سے اس بارے میں مشورہ کرتا ہوں یہیں ٹھہرو ۔ میں ابھی واپس آتا ہوں"۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور بہت جلد بھیڑ میں غائب ہوگیا ۔

رُوفس (اپنے دوستوں کو اشارے سے بُلا کر مغموم لہجہ میں) "عزیز اپلیس تیرا خیال بہت درست تھا ۔ یہ یہودی اس بات کو بھول نہیں سکتے کہ ہم اگرچہ دروازے کے اندر ہیں تو بھی غیر قوم ہیں"۔

اپلیس (سخت مایوسی کے لہجے میں) "تو کیا وہ ہمیں قبول نہ کریگا؟ آؤ ۔ چلو ہم یہاں سے نکل چلیں ۔ مجھے یہاں دوبارہ آنے کی کچھ پروا نہیں"۔

رُوفس (تیزی سے) "نہیں دوست ۔ تو تو بہت ہی جلد باز ہے ۔ جب تک کہ ناصری کا شاگرد اس معاملہ میں اطمینان نہ کرلے ہم یہیں ٹھہریں گے کیونکہ وہ یہی کہہ گیا ہے اگرچہ وہ بھی مجھے یہ یاد دلا گیا ہے کہ میں غیر قوم ہوں ۔ مجھے اس نام سے سخت نفرت ہے ۔ مگر دیکھو وہ ایک دوسرے آدمی کو ساتھ لئے ہوئے آرہا ہے"۔

فلپس "ہم نے خداوند سے تیرا ذکر کیا اور چونکہ عبادت خانے کے اندر والے صحنوں میں تیرا جانا شرعاً ممنوع ہے اس لئے وہ خود تیرے پاس آئیگا ۔ وہ بڑا رحیم ہے اور ہمیشہ چھوٹوں اور کمزوروں پر بڑا ترس کھاتا ہے"۔

اپلیس کا مغرور اور زردرو چہرہ ان باتوں کے سُنتے ہی تمتما گیا ۔ مگر اندروکلیس نے جواب دیا "تیرے آقا نے ہماری عزت افزائی کی ۔ ممکن ہے کہ ہم بھی اگرچہ غیر قوم ہیں اُس کی کچھ خدمت کرسکیں جو شاید اُس کے مقبولِ نظر ہو"۔

فلپس نے کچھ جواب نہ دیا ۔ بلکہ سنجیدگی سے اپنا سر نیچے ڈال لیا ۔ پھر اپنی آنکھیں اوپر اُٹھا کر کہنے لگا "خداوند آ پہنچا"۔

یونانیوں کی مشتاق نگاہیں اُس طرف جا لگیں جدھر فلپس نے اشارہ کیا تھا ۔ اُنہوں نے یسوع کو جس کے ملنے کی اُنہیں آرزو تھی اپنی طرف آتے دیکھا ۔ اُنہوں نے بڑی عاجزی کے ساتھ اُس کی تعظیم کی اور سجدہ میں جھک گئے ۔ یسوع نے آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر فرمایا ۔ "وقت آگیا کہ ابن آدم جلال پائے ۔"

پھر گہری نظر سے اُن مشتاق صورتوں کو جو اُس کے سامنے کھڑی تھیں دیکھ کر بولا "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کر مر نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے لیکن جب مر جاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے ۔ جو اپنی جان کو عزیز رکھتا ہے اُسے کھو دیتا ہے اور جو دنیا میں اپنی جان سے عداوت رکھتا ہے وہ اُسے ہمیشہ کی زندگی کے لئے محفوظ رکھیگا ۔ اگر کوئی شخص میری خدمت کرے تو میرے پیچھے ہو لے اور جہاں میں ہونگا وہاں میرا خادم بھی ہوگا ۔ اگر کوئی میری خدمت کرے تو باپ اُس کی عزت کریگا"۔

یہ کہہ کر وہ ایک لمحہ کے لئے چُپ ہوگیا ۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بحرِ خیال میں غرق ہے ۔ اُس نے دوبارہ اپنا چہرہ اُٹھایا ۔ جو اب پھر موسم بہار کے صاف و شفاف بادل کی طرح چمک رہا تھا اور پھر پُرسوز مگر مطمئن آواز میں کہنے لگا "اب میری جان گھبراتی ہے ۔ پس میں کیا کہوں؟ اے باپ مجھے اس گھڑی سے بچا ۔ لیکن میں اسی سبب سے تو اس گھڑی کو پہنچا ہوں ۔ اے باپ اپنے نام کو جلال دے"۔

تب ایک بڑے زور کی اور سُریلی آواز آئی جس سے لامحدود آسمان جو سورج سے روشن تھا گونج اُٹھا کہ "میں نے اُس کو جلال دیا ہے اور پھر بھی دونگا"۔

یُونانیوں پر اِس دُعا اور اُس کے عجیب و غریب جواب سے بڑا خوف طاری ہُوا۔ اُنہوں نے بے اختیار اپنے ہاتھوں سے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا اور زمین پر گر پڑے۔ مگر یہودی معلّموں کی جماعت میں سے جو حسد کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے ایک شخص بول اُٹھا "بادل گرجا"۔ باقی بولے "نہیں۔ فرشتہ اُس سے بولا"۔

خُداوند (جواب میں) "یہ آواز میرے لئے نہیں بلکہ تمہارے لئے آئی ہے۔ اب دُنیا کی عدالت کی جاتی ہے۔ اب دُنیا کا سردار نکال دیا جائیگا۔ اور میں اگر زمین سے اُونچے پر چڑھایا جاؤنگا تو سب کو اپنے پاس کھینچونگا"۔

یہودی معلّم "ہم نے شریعت کی یہ بات سُنی ہے کہ مسیح ابد تک رہیگا۔ پھر تُو کیونکر کہتا ہے کہ ابن آدم کا اُونچے پر چڑھایا جانا ضرور ہے؟ یہ ابن آدم کون ہے؟"

خُداوند "اور تھوڑے دنوں تک نُور تمہارے درمیان ہے۔ جب تک نُور تمہارے ساتھ ہے چلے چلو۔ ایسا نہ ہو کہ تاریکی تمہیں آ پکڑے۔ اور جو تاریکی میں چلتا ہے وہ نہیں جانتا کہ کدھر جاتا ہے جب تک نُور تمہارے ساتھ ہے۔ نُور پر ایمان لاؤ تاکہ نُور کے فرزند بنو"۔

اِس کے بعد وہ چلا گیا اور اُس بھیڑ سے اپنے آپ کو چھُپایا۔

اور یُونانی آپس میں اُن باتوں پر جو اُنہوں نے دیکھی اور سُنی تھیں بات چیت کرتے ہُوئے عبادت خانے سے باہر نکل گئے اور کہنے لگے "آؤ ہم یروشلیم میں ٹھہرے رہیں کہ ہم اُس سے پھر مل کر بات چیت کر سکیں"۔

لیکن یہودی اُس پر ایمان نہ لائے کیونکہ اُن کی آنکھیں نُور کی طرف سے اندھی ہو گئیں۔ اور اُن کے دل سخت ہو گئے اور وہ رشک و حسد سے معمُور تھے۔

تاہم عالم بالا کی آواز کے سبب بہت سے سردار اُس پر ایمان لے آئے۔ مگر

فریسیوں کے سبب اقرار نہ کرتے تھے کیونکہ وہ فریسیوں سے خوفزدہ تھے۔ سچ مچ وہ خُدا سے عزّت حاصل کرنے کی نسبت انسان سے عزّت حاصل کرنی زیادہ چاہتے تھے۔

پچیسواں باب

یسُوع اور اُس کے شاگرد

"وہ سامنے ایک آدمی گھڑا اُٹھائے آ رہا ہے۔ کیا تجھے نظر آیا؟ وہ ادھر ہی کو آ رہا ہے"۔

پطرس (اشتیاق سے) "اُس طرف دیکھ کر جدھر یوحنا نے اشارہ کیا تھا" "ہاں مجھے نظر آ گیا۔ آؤ ہم جلد جلد اُس کے پیچھے پیچھے چلیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری نظر سے غائب ہو جائے"۔

دونو اُس شخص کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ وہ تھوڑی دیر بعد ایک مکان کے دروازے پر جا ٹھہرا۔ یہ مکان بظاہر کسی مالدار شخص کا معلوم ہوتا تھا۔ دونو دلیری کے ساتھ اُس شخص کے پیچھے جو گھڑا لئے ہُوئے تھا مکان کے اندر چلے گئے اور وہ شخص پھر کر اُنہیں بڑی حیرت سے دیکھنے لگا۔

پطرس (ایک با اختیار آدمی کی طرح) "ہم مالک مکان سے ملنا چاہتے ہیں"۔ وہ شخص آداب بجا لایا۔ اور دونو کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگا۔

"صاحبان۔ آپ ایک لمحہ یہاں انتظار کریں میں اُنہیں ابھی جا کر خبر کرتا ہُوں"۔ اور وہ تھوڑی دیر بعد واپس آیا۔ اور ایک پیرمرد اُس کے پیچھے پیچھے تھا۔

پطرس (اس نئے شخص کی طرف غور سے دیکھ کر) "اگر آپ ہی مالک مکان ہیں تو میں آپ کے لئے ایک پیام لایا ہُوں"۔

شخص (سر جُھکا کر) "فرمائیے۔ مَیں حاضر ہوں"۔

پطرس "میرے پاس یہ پیغام ہے کہ اُستاد نے آپ سے دریافت کیا ہے کہ میرا مہمان خانہ جہاں مَیں اپنے شاگردوں کے ساتھ فسح کھاؤں کہاں ہے؟"

شخص (آہستہ سے اپنے دل میں) "یہ پیام تو مجھے خواب میں ملا تھا دیکھو مَیں نے مہمان خانہ تیار کر رکھا ہے۔ وہ آراستہ ہے میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ"۔

وُہ اُس کے پیچھے پیچھے گئے اور اُس نے اُنہیں ایک بڑا بالا خانہ بتا دیا۔ جہاں فسح کے لئے تمام ضروری چیزیں مہیا تھیں اور اُنہوں نے فسح تیار کی۔

جب شام ہُوئی تو یسُوع اپنے شاگردوں کے ساتھ آیا کہ فسح کھائے اور جب وہ حسب معمول دسترخوان کے گرداگرد جُھکے ہُوئے تھے یسُوع اُن کے درمیان میں تھا۔ اُس نے اُن بارہ کو دیکھ کر فرمایا کہ "مجھے بڑی آرزو تھی کہ دُکھ سہنے سے پہلے یہ فسح تمہارے ساتھ کھاؤں۔ کیونکہ مَیں تم سے کہتا ہُوں کہ اُسے ہرگز نہ کھاؤں گا جب تک وہ خُدا کی بادشاہی میں پُورا نہ ہو"۔

اور جب وہ بیٹھے کھا رہے تھے تو یسُوع نے کہا "مَیں تم سے سچ کہتا ہُوں کہ تم میں سے ایک جو میرے ساتھ کھاتا ہے مجھے پکڑوائیگا"۔

اور وہ سب بہت ہی متحیر اور دلگیر ہُوئے۔ اور ایک ایک کر کے اُس سے پُوچھنے لگے "اے ربّی۔ کیا مَیں ہُوں"؟

اُس وقت یُوحنّا جس سے خُداوند خاص طور پر محبّت کرتا تھا دسترخوان پر اُس کے پاس بیٹھا تھا۔ پطرس نے اُس کی طرف دیکھ کر اُسے اشارہ کیا کہ خُداوند سے پُوچھے کہ وہ کون ہے؟

اور یُوحنّا نے اُس سے آہستہ دریافت کیا کہ سوائے خُداوند کے کوئی اور نہ سُن سکے کہ "خُداوند وہ کون ہے"؟

اور یسُوع نے آہستہ دبی آواز میں جواب دیا "جسے مَیں نوالہ ڈبو کے دُونگا وُہی ہے"۔

پھر اُس روٹی میں سے جو اُس کے سامنے تھی اُس نے ایک نوالہ توڑا اور تر کر کے شمعون اسکریوتی کے بیٹے یہوداہ کو دے دیا۔

یہوداہ نے اُس کے ہاتھ سے جسے وہ کبھی بہت پیار کرتا تھا اِس مہر و محبّت کے نشان کو لے لیا اور اُس کی رُوح کے خوفناک جذبات بندوں سے رہا ہو گئے۔ وہ اُٹھ کھڑا ہُوا اور اُس کی آنکھوں میں شیطانی روشنی چمکنے لگی۔ یسُوع نے اُس کی طرف دیکھ کر دھیمی آواز سے کہا "جو کچھ تُو کرتا ہے جلد کر لے"۔

اور یہوداہ یسُوع کی نگاہوں کو برداشت نہ کر سکا اور کمرے کے باہر جا کر اور اندھیرے میں کچھ بڑبڑاتا ہُوا بھاگا چلا گیا۔

جب وہ باہر چلا گیا تو یسُوع نے گیارھوں سے کہا کہ "اب ابن آدم نے جلال پایا اور خُدا نے اُس میں جلال پایا۔ اے بچو۔ مَیں اور تھوڑی دیر تمہارے ساتھ ہُوں تم مجھے ڈھونڈو گے لیکن جہاں مَیں جاتا ہُوں تم نہیں آسکتے۔ مَیں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہُوں کہ ایک دُوسرے سے محبّت رکھو جیسے مَیں نے تم سے محبّت رکھی"۔

پھر اُس نے روٹی لی اور شکر کر کے توڑی اور یہ کہہ کر اُن کو دی کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو۔

پھر اُس نے پیالہ لے کر شکر کیا اور اُنہیں دے کر کہا کہ تم سب اِس میں

سے پی لو کیونکہ یہ عہد کا میرا وہ خون ہے جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے اور جب کبھی پیو میری یادگاری کے لئے ایسا ہی کیا کرو۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ انگور کا شیرہ پھر کبھی نہ پیونگا اُس دن تک کہ خدا کی بادشاہی میں نیا نہ پیوں"۔

تب پطرس نے اُس سے پوچھا "اے خداوند۔ تو کہاں جاتا ہے"؟ کیونکہ وہ بھی دوسروں کی طرح پریشان اور غمگین ہو رہا تھا۔

یسوع نے اُسے جواب میں کہا "جہاں میں جاتا ہوں۔ اب تو تو میرے پیچھے آ نہیں سکتا۔ مگر بعد میں میرے پیچھے آئیگا"۔

پطرس (ذرا استفسار ہو کر) "خداوند میں تیرے پیچھے اب کیوں نہیں آ سکتا؟ میں تو تیرے لئے اپنی جان دُونگا"۔

یسوع (اُس کی طرف غمگین نگاہوں سے دیکھ کر) "تم سب اسی رات میری بابت ٹھوکر کھاؤ گے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ میں چرواہے کو مارونگا اور گلے کی بھیڑیں پراگندہ ہو جائینگی۔ لیکن میں اپنے جی اُٹھنے کے بعد تم سے پہلے گلیل کو جاؤنگا"۔

پطرس (بڑی دلسوزی کے ساتھ) "گو سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں لیکن میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤنگا"۔

خداوند (تنبیہ کے طور پر) "شمعون! شمعون! دیکھ شیطان نے تم لوگوں کو مانگ لیا تاکہ گیہوں کی طرح پھٹکے۔ لیکن میں نے تیرے لئے دُعا مانگی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے۔ اور جب تو رجوع کرے تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا"۔

پطرس۔ "اے خداوند تیرے ساتھ میں قید ہونے بلکہ مرنے کو بھی تیار ہوں"۔

یسوع۔ (مغموم ہو کر) "پطرس میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج رات مُرغ بانگ نہ دیگا جب تک کہ تو تین بار میرا انکار نہ کر لیگا"۔

پطرس (بڑے زور کے ساتھ) "اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تو بھی تیرا انکار ہرگز نہ کرونگا"۔

"اسی طرح اور سب نے بھی کہا"۔

اور جب یسوع کو خیال آیا کہ اُس کے شاگردوں کو آیندہ کیا کیا دُکھ اُٹھانے پڑینگے تو اُسے اُن پر ترس آیا۔ اور اُس نے اُن سے بہت سی شفقت آمیز اور تسلی دینے والی باتیں کہیں۔ ان باتوں کو اگرچہ وہ سب خوف اور پریشانی کی حالت میں جو تھوڑی دیر بعد واقع ہوئی بھول گئے۔ مگر یوحنا کو بعد میں اُن کی یاد آئی اور اُس نے اُن باتوں کو قلمبند کیا جو آج تک موجود ہیں۔ اسی طرح اُس نے اُن کے ساتھ دُعا مانگی اور پھر وہ گیت گا کر رات ہی کو باہر چلے گئے۔

اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر پہنچے تو گتسمنی نام ایک باغ میں داخل ہوئے جس کے معنے ہیں تیل کا کولھو۔ کیونکہ وہاں بے شمار بڑے بڑے درخت زیتون کے لگے ہوئے تھے اور پتھر کے کئی ایک کونڈے بھی تھے جن میں فصل کے وقت پکے ہوئے پھلوں کو کچل کر تیل نکالا جاتا تھا۔

یہ سنسان اور پُرامن جگہ خداوند کو بہت پسند تھی کیونکہ وہ وہاں اکثر دُعا و فراغت کے لئے جایا کرتا تھا۔ آسمان پر عید فسح کا چاند چمک رہا تھا اُس کی روشنی ملائم اور ٹھنڈی تھی اور پتوں میں سے چھن چھن کر زمین پر پڑتی تھی معلوم ہوتا تھا کہ گویا زمین پر ایک قسم کا قالین بچھا ہوا ہے۔

جب وہ باغ میں داخل ہوئے تو یسوع نے اپنے شاگردوں سے فرمایا۔ "یہاں بیٹھے رہو جب تک کہ میں وہاں دُعا مانگوں"۔

اور پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو ساتھ لے کر زیتوں کے سنسناتے اور گھنے درختوں کے جھنڈ کے درمیان چلا گیا۔ تھوڑی دُور جا کر نہایت درد کے ساتھ اور آنکھوں میں آنسو بھر کر بولا "میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تُم یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو"۔ یہ حکم پاتے ہی تینوں وہیں ٹھہر گئے اور ہری ہری ملائم گھاس پر لیٹ کر اُس کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگے۔

وہ اُن سے تھوڑا ہی آگے بڑھا اور زمین پر گھٹنے ٹیک کر یُوں دُعا مانگنے لگا "اے باپ۔ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اِس پیالے کو میرے پاس سے ہٹا لے۔ تاہم جو مَیں چاہتا ہُوں وہ نہیں بلکہ جو تُو چاہتا ہے وُہی ہو"۔

جب وہ اُس سے دُور بیٹھے ہُوئے اُس کی طرف دیکھ رہے تھے تو اُن کے دلوں پر اُداسی اور آنکھوں میں خوابِ گراں چھا گیا۔ یہاں تک کہ اُنہیں نہ کچھ سُن پڑتا اور نہ کچھ دکھائی دیتا تھا۔ اُنہیں ایسا خیال پیدا ہُوا کہ گویا وہ ایک نورانی فرشتے کو یسُوع کے اُوپر جو مُنہ کے بل پڑا تھا جھُکا ہُوا دیکھتے ہیں۔ اور اگر وہ فرشتہ نہ تھا تو کیا وُہ چاندنی تھی جو شاخوں میں سے ہو کر رُک رُک کر اُس پر پڑ رہی تھی؟ اب ایک عجیب قسم کی نیند اُن پر چھا گئی یہاں تک کہ وہ کروٹ بھی نہ لے سکے۔ اگرچہ اُنہیں اُس کے دُکھ درد کا کچھ کچھ علم تھا۔

کیا یہ محض نیند تھی جو تکان کے باعث شاگردوں پر طاری ہو گئی ہے یا یہ واقعہ خُدائے قادر کے نزدیک خاص تقدس کی وجہ سے فانی انسان کی نظر کے لائق نہ تھا؟ خیر کچھ ہی ہو مگر یسُوع کے دِل میں انسانی ہمدردی کی سخت بھُوک تھی اور جب وہ شاگردوں کے پاس واپس آیا تو رُوحانی دُکھ اور تکلیف سے

اُس کی پیشانی تمتما رہی تھی۔ اور اُنہیں سوتا پا کر بہت مایوس ہُوا اور بولا "اے شمعون تُو سوتا ہے؟ کیا تُو ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکا؟ جاگو اور دُعا مانگو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو"۔ (پھر شفقت کے ساتھ) "رُوح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے"۔

اُس نے پھر جا کر دُعا مانگی "اے میرے باپ۔ اگر یہ میرے پئے بغیر نہیں ٹل سکتا تو تیری مرضی پُوری ہو"۔

اور دوبارہ آ کر بھی اُنہیں سوتے پایا کیونکہ اُن کی آنکھیں نیند سے بھری ہُوئی تھیں اور جب اُس نے اُنہیں جگایا تو وہ بدحواسی کے عالم میں اُسے جواب نہ دے سکے۔ اور اگر وہ داؤد[1] کے الفاظ میں یہ کہتا تو بالکل موزوں ہوتا کہ "ملامت نے میرا دل توڑ دیا۔ مَیں بہت اُداس ہُوں اور مَیں اسی انتظار میں رہا کہ کوئی ترس کھائے۔ پر کوئی نہ تھا اور تسلی دینے والوں کا منتظر رہا پر کوئی نہ ملا"۔

اور اُنہیں چھوڑ کر پھر چلا گیا اور وُہی بات پھر کہہ کر تیسری بار دُعا مانگی۔ پھر شاگردوں کے پاس آیا اور اُنہیں سوتا پایا۔ اُس نے اُن کی طرف ترس کی نگاہوں سے دیکھا اور اُن سے کہنے لگا "اب سوتے رہو اور آرام کرو۔ بس وقت آ پہنچا ہے کہ ابنِ آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالے کیا جائے"۔

پھر وہ اُٹھ کھڑا ہُوا اور کان لگا کر بڑی توجہ سے سُننے لگا۔ گھڑی آ پہنچی تھی۔ اُس نے قدموں کی آہٹ سُنی اور تاریکی میں مشعلوں کی روشنی دیکھی اور سونے والوں سے مخاطب ہو کر بہ آوازِ بلند کہنے لگا "اُٹھو چلیں دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آ پہنچا ہے"۔

[1] زبور ۶۹۔ آیت ۲۰۔

یوکاتن اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا ہؤا جب یہوداہ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا بے صبری سے دریافت کرنے لگا۔ "تُو کیسے جانتا ہے کہ ہمیں وہ یہیں ملیگا"؟

یہوداہ نے اُوپر نظر کی اور مشعل کی ٹمٹماتی ہُوئی روشنی میں جو اُس کے ہاتھ میں تھی یوکاتن کو اُس کی صُورت نظر آ گئی اور اگرچہ وہ بھی سنگدل تھا مگر اُس کی صُورت دیکھتے ہی وہ خود بخود ذرا پیچھے ہٹ گیا۔

"وہ وُہیں ہوگا۔ میں اِس جگہ سے خوب واقف ہُوں۔ وہ وہاں دُعا مانگنے جایا کرتا ہے"۔

یُوکاتن (نیم عُذر خواہی کے لہجہ میں) "تُو جانتا ہے کہ ہم وقت کھونا نہیں چاہتے"۔ اُس کے دِل میں اُس شخص کی طرف سے ایسا خوف بیٹھ گیا تھا کہ وہ اُسے بیان نہ کر سکتا تھا۔

یہوداہ۔ "اُس نے مجھ سے یہ الفاظ کہے تھے کہ جو کچھ تُو کرتا ہے جلد کر لے"۔

اور یُوکاتن کو پھر ایک کپکپی سی محسوس ہُوئی اور وہ اپنے لبادے سے جسم کو لپیٹ کر بولا۔

"اوہو۔ ہوا کیسی سرد ہے"۔

یہوداہ نے زور سے قہقہہ لگایا اور مُنہ میں کچھ بڑبڑایا۔

یُوکاتن۔ "اگر خوش قسمتی سے وہ ہمیں مِل بھی گیا تو تاریکی میں ہمیں یقین کیونکر ہوگا کہ ہم نے اُسی کو پکڑ لیا ہے"؟

یہوداہ نے پھر قہقہہ لگایا مگر اُس کی ہنسی جھُوٹی تھی اور اُس کے سُننے سے خوف لگتا تھا۔ وہ بولا "جس کا میں بوسہ لُوں وُہی ہے"۔

یُوکاتن (اپنے لبادے کو اور زیادہ لپیٹ کر) "کاش میں اِس کارکو

بھی ساتھ آنے کے لئے مجبور کرتا اگرچہ وہ اس قدر نزاکت پسند ہے کہ ایسے کاموں میں شریک ہونا نہیں چاہتا"۔

اس کے بعد وہ کچھ نہ بولا سوائے اِس کے کہ ہیکل کی پولیس اور رُومی سپاہیوں کو جو اُس کے پیچھے پیچھے چلے آتے تھے تیزی کے ساتھ حکم دیا کہ ہُوشیار رہیں۔

آخر یہوداہ ایک جگہ ٹھہر کر جو پتھر کی ڈیوڑھی سی معلوم دیتی تھی بولا "یہی جگہ ہے۔ میں جدھر جاؤں میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ"۔ اور وہ باغ کے اندر اندھیرے میں جہاں کچھ نظر نہ آتا تھا قدم بڑھائے چلا گیا۔

یُوکاتن (اضطراب کے ساتھ ملکوس سے مخاطب ہوکر) "یہ شخص دیوانہ ہے۔ اُس شخص کا ایسی جگہ ہاتھ آنا غیر ممکن ہے۔ اُسے یہاں سے نِکل جانے کے سینکڑوں موقعے ہیں"۔

لیکن جُونہی یہ الفاظ اُس کی زبان سے نِکلے اُس نے سردار کاہن کے خادم کا بازُو پکڑ لیا اور بولا "دیکھو وہ سامنے کون ہے"؟

ملکُوس نے نظر اُٹھائی تو اُسے اندھیرے میں ایک آدمی کی شکل نظر آئی۔ کیا یہ محض وہم و خیال تھا؟ یا وہ کوئی عجیب قسم کی روشنی تھی؟ سُنو!

"تم کِسے تلاش کرتے ہو"؟

سب لوگوں پر ایک لمحہ کے لئے خاموشی طاری ہوگئی۔ صرف وہم پرست سپاہی خوف کے سبب کچھ کانا پھُوسی کرنے لگے۔ اُس وقت یُوکاتن نے کڑا دِل کرکے دلیری کے ساتھ جواب دیا۔

"ہم یسُوع ناصری کی تلاش میں ہیں"۔

اور اُنہیں ایک صاف اور اطمینان بخش جواب مِلا "میں ہی ہُوں"۔

اُس آواز میں کچھ ایسا اثر تھا جس سے اُس بُزدل جماعت کے دِلوں پر خوف طاری ہوگیا۔ اور ایک عام تحریک کے ساتھ وہ سب یکایک پیچھے ہٹے۔ اور خوف سے چیختے اور نفرین کرتے ہُوئے گھبراہٹ میں ایک دُوسرے پر گر پڑے ۔

دوبارہ آواز وہی سوال کرتی ہُوئی سُنائی دی۔ "تم کِسے تلاش کرتے ہو؟" اور پھر یہی جواب ملا۔ "یسُوع ناصری کو"۔

یسُوع "مَیں تم سے کہہ چُکا کہ مَیں ہی ہُوں پس اگر مجھے ڈھُونڈتے ہو تو انہیں جانے دو۔" یہ اُن سے اِس لئے کہا کہ اِس کا وہ قول پُورا ہو کہ جنہیں تُو نے مجھے دیا مَیں نے اُن میں سے کسی کو بھی نہ کھویا"۔

اور یہوداہ نے تاریکی میں جھانک کر دیکھا کہ اور شاگرد بھی وہاں موجود ہیں۔ البتہ وہ سب پیچھے کی طرف کھڑے خوف سے کانپ رہے تھے تب حسد و نفرت کی پُرانی آگ جو مُدت سے اُس کے سینے میں دبی ہُوئی تھی یکایک مشتعل ہوگئی اور وہ ایک خونخوار درندے کی مانند جھپٹ کر آگے بڑھا اور یسُوع کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "اے ربّی سلام"۔ اور اُس کے بوسے لئے۔

اُس کے شاگردوں نے اُسے قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن خُداوند نے افسردہ خاطر ہو کر کہا۔

"یہوداہ۔ کیا تُو بوسہ لے کر ابنِ آدم کو پکڑواتا ہے"؟

اِس پر پطرس تیزی سے آگے بڑھا اور پُوچھنے لگا۔ "اے خُداوند کیا ہم تلوار چلائیں"؟ اور جواب کا انتظار کئے بغیر اُس نے اپنی تلوار کھینچی اور غُصّے کے ساتھ سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر جو یسُوع کو پکڑنے کے لئے بڑھا آتا تھا اُس کا کان اُڑا دیا۔

خُداوند ایک حاکمانہ انداز کے ساتھ "پطرس اپنی تلوار کو میان میں کر لے کیا وہ پیالہ جو میرے باپ نے مجھے دیا ہے نہ پیؤں؟ آیا تُو نہیں سمجھتا کہ مَیں اپنے باپ سے منت کر سکتا ہُوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تمن سے زیادہ میرے پاس ابھی موجود کر دیگا؟ مگر نوشتے کہ یُونہی ہونا ضرور ہے کیونکر پُورے ہونگے"؟

پھر سپاہیوں سے مخاطب ہو کر جنہوں نے اُس کا ہاتھ مضبوط پکڑا ہُوا تھا کہنے لگا۔ "اتنے پر کفایت کرو"۔ اور اُس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس آدمی کو چھُوا جس کا کان زخمی ہوگیا تھا اور اُسے اچھا کر دیا۔ پھر یسُوع نے یُوکانن اور ہیکل کے سرداروں اور بزرگوں کو جو اب ذرا خوف سے آزاد ہو کر بلا تکلف اُس پر بڑھے آتے تھے کہا۔ "کیا تم تلواریں اور لاٹھیاں لے کر مجھے ڈاکو کی طرح پکڑنے نکلے ہو؟ جب مَیں ہر روز ہیکل میں بیٹھ کر تعلیم دیتا تھا تو تم نے مجھے نہیں پکڑا۔ مگر یہ تمہاری گھڑی اور ظلمت کا اختیار ہے"۔

جب شاگردوں نے یہ منحوس الفاظ سُنے تو اُن پر ہیبت طاری ہوگئی اُنہوں نے اپنے خُداوند اور ربّی کی طرف جو اب بیکس و بے بس اُس جماعت کے قبضے میں تھا ایک خوفزدہ نگاہ سے دیکھا اور پھر سب کے سب اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اب ایسا اتفاق ہُوا کہ ایک تیکس وہ بے یار و مددگار لڑکا جو تمام دن بادیہ پیمائی کے باعث تھکا ماندہ ہو کر ایک دیوار کے سایہ تلے پڑ کر سو گیا تھا۔ اُس نے پیراہن اُتار کر اوس سے بچنے کے خیال سے چادر کی طرح اوڑھ لیا تھا۔ اور باقی کپڑے لپیٹ کر تکیہ کی جگہ رکھے ہُوئے تھے۔ وہ اِس رنج و تنہائی کی گہری نیند میں پہلے تو شورش و ہلچل میں بے خبر سوتا رہا۔ لیکن پھاٹک سے گذرتے ہُوئے جب بھیڑ نے کامیابی کے اظہار کے لئے زور زور کے نعرے لگانے شروع کئے تو وہ جاگ اُٹھا۔ اور کسی شخص کے مُنہ سے ایک لفظ سُن کر فی الفور

اُٹھ کر کھڑا ہوگیا" ناصری"

کیا یہ ممکن ہے۔ اور بلا سوچے سمجھے اپنی چادر کندھے پر ڈال لی اور پھرتی کے پیچھے دوڑا۔ اور کوئی دم بھر میں اُنہیں جا لیا۔ سپاہیوں نے جو پیچھے پیچھے آ رہے تھے مشعل کی روشنی میں اُسے پہچان لیا۔ اور اُن میں سے ایک نے آگے بڑھ کر اُس کا دامن پکڑ لیا اور بہ آواز بلند کہنے لگا۔ "یہ بھی اُنہی میں سے ہے اِسے بھی پکڑ لو"۔

لیکن یہ سُنتے ہی وہ سپاہی کے ہاتھوں میں اپنی چادر چھوڑ کر بھاگ گیا جو اُسے نیم برہنہ اندھیرے میں بھاگتے دیکھ کر ہکا بکا دیکھتا رہ گیا۔

چھبیسواں باب

تو اُس شخص کو پکڑ لایا

"یہاں ٹھہرو" یوکانن نے حکم دیا۔ اور ساتھ ہی ایک عالیشان دروازہ پر تحکمانہ انداز میں زور سے ایک گھنٹی بجائی۔

کچھ دیر بعد دربان نے بڑی احتیاط کے ساتھ دروازہ کھولا کیونکہ رات زیادہ ہو چکی تھی اور بڑی احتیاط سے جھانک کر دیکھنے لگا۔

یوکانن (بے صبری کے ساتھ بہ آواز بلند کیونکہ وہ تھک رہا تھا) "اپنے آقا سے کہو کہ جلدی بالا خانے سے نیچے آئے"۔

دربان۔ "آہا حضورِ عالی ہیں؟ مجھے حکم مل چکا ہے کہ آپ کو اندر آنے دیا جائے"۔ اور دروازہ کھول دیا۔

ہیکل کے افسر و سردار معہ ملکوس۔ یوکانن اور دو تو سپاہیوں کے جو قیدی کو بیچ میں لئے ہوئے تھے اور سب کے بعد اُس کا پکڑوانے والا یہودا پھاٹک کے اندر داخل ہو گئے۔ باقی آدمی یوکانن کے حکم کے موافق باہر ٹھہر گئے۔

وہ بمشکل بڑے صحن میں داخل ہوئے ہونگے کہ حنّا بھی جلدی وہاں آ پہنچا۔ جونہی اُس کی نظر یسوع پر پڑی وہ خوشی کے ساتھ بہ آواز بلند بولا۔ "تو اِس شخص کو پکڑ لایا! خوب ہوا"!

پھر یہودا سے مخاطب ہو کر "فی الحقیقت تو بڑا ہوشیار آدمی ہے جس عقل و دُور اندیشی کے ساتھ تو نے یہ کام انجام دیا۔ اُس کے لئے بڑی تعریف و تحسین کا مستحق ہے۔ تیس درہم نقرئی تیرے باقی ہیں۔ یہ لے اور یہاں سے چل دے۔ اب ہمیں تیری خدمات کی مزید ضرورت نہیں"۔ اور ایک چھوٹی سی تھیلی بڑی بے پروائی کے ساتھ اُس کی طرف پھینک کر خود قیدی کی طرف چلا گیا تاکہ اُس دل پسند نظارے سے اپنی آنکھوں کو آسودہ کرے۔

یہودا نے جھک کر زمین پر سے تھیلی اُٹھا لی اور تاریکی میں غائب ہو گیا۔ اُس نے ایک دفعہ بھی پھر کر یسوع کی طرف نہ دیکھا۔ مگر وہ دل ہی دل میں محسوس کرتا تھا کہ اُس کی نگاہیں اُس پر لگی ہیں۔ آئندہ اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ تھیلی جو اُس نے اپنے پہلو میں رکھ لی تھی ایک دہکتے ہوئے کوئلے کی طرح جل رہی تھی۔ اور وہ زور کی ایک چیخ لگا کر بولا۔ "یا خدا"۔ اور جب وہ اندھیری رات میں دیوانہ وار چلا جاتا تھا بار بار چیختا تھا کیونکہ اُس کے کئے کی سزا شروع ہو گئی تھی۔

حنّا۔ (بات کرنے کے لئے ذرا پیچھے ہٹ کر) "تو نے اِس شخص کو بڑی بے پروائی سے باندھا ہے"۔ پہلے تو اُس نے ارادہ کر لیا تھا کہ قیدی سے وہ خود ہی پوچھ پاچھ کرے مگر اب یکایک اُس نے یہ ٹھان لیا کہ ذرا ٹھہرنا بہتر ہے۔ اُسے ایک

عجیب کپکپی اور خوف محسوس ہونے لگا۔ اُس نے خیال کیا کہ میں بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں۔ مجھے بے فائدہ تکلیف سے اپنے کو بچانا چاہیئے۔ اِس کے علاوہ اُس شخص کی صورت میں کوئی ایسی بات ہے جس سے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ بظاہر خاموش اور چُپ چاپ بھی رہے پھر یہ آواز بلند کہنے لگا۔ "اس کے بندھنوں کو تو دیکھو اُسے خوب مضبوط باندھ لو اور اُسے کائفا کے گھر لے جاؤ۔ میں بھی کھانا کھا کر ابھی وہاں آتا ہوں"۔

ایک آواز۔ "پطرس۔ کیا تُو ہے"؟

"ہاں۔ سُنو۔ کیا وہ چلے گئے؟ باقی کہاں ہیں"؟

یوحنا۔ (غمناک لہجہ میں) "نہیں۔ مجھے معلوم نہیں۔ وہی ہوا جو اُس نے کہا تھا کہ میں گڈریے کو مارونگا اور بھیڑیں پراگندہ ہو جائینگی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں کیوں بھاگ گیا۔ یہ ایک بڑی بُزدلی تھی۔ میں اُسے ڈھونڈنے جاتا ہوں۔ شاید ممکن ہے کہ وہ اُسے صبح کو چھوڑ دیں"۔

پطرس۔ (آزردہ ہو کر) "صبح تو کیا۔ وہ اُسے ہرگز نہیں چھوڑینگے"۔

یوحنا۔ (اُمید کے ساتھ) "لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اُن کے ہاتھوں سے نکل جائے۔ اُس میں اتنی قدرت تو ہے"۔

پطرس۔ "اُس میں قدرت تو ہے لیکن اگر اب اُس میں قدرت نہ رہی ہو تو پھر کیا؟ اُس نے آخری وقت بہت سی باتیں کیں جن کا سمجھنا دشوار ہے جب وہ اُسے باندھ رہے تھے کیا اُس نے نہیں کہا تھا کہ یہ تمہاری گھڑی اور ظلمت کا اختیار ہے"؟

یوحنا (تھوڑی دیر خاموش رہا اور کڑی آواز سے بولا) "میں اُسے ڈھونڈونگا کیا تُو بھی ساتھ چلیگا"؟

پطرس۔ (اُداس ہو کر) "ہاں میں بھی چلونگا لیکن ہم تنہا کیا کر سکتے ہیں؟ اور تُو اُسے کہاں ڈھونڈیگا"؟

یوحنا۔ "سردار کاہن کے محل میں۔ جب وہ اندھیرے میں میرے پاس سے گذرے تو میں نے اُنہیں یہ حکم دیتے ہوئے سُنا تھا"۔

یہ دو تو چُپ چاپ جلد جلد شہر کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ نہ وہ باتیں کرنے کا وقت نہ تھا۔ اور دونوں اپنے اپنے ناگوار خیالوں میں غرق تھے۔

آخرش یوحنا نے ایک بلند دروازے پر پہنچکر کہا۔ "یہی وہ جگہ ہے چلو اندر چلیں"۔ اور ساتھ ہی دروازے پر دستک دی۔

دروازہ فوراً کھُلا۔ پطرس ذرا پیچھے اندھیرے میں ہٹ گیا اور دھیمی آواز میں کہنے لگا۔ "تُو اندر جا۔ میں یہیں ٹھہرا ہونگا۔ شاید وہ وہاں نہ ہو"۔

یوحنا جواب دیئے بغیر اندر چلا گیا اور پطرس نے سُنا کہ دربانی نے دروازہ بند کرتے ہوئے اُس کا نام لے کر اُسے سلام کیا۔

وہ بخستہ دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ وقت آہستہ آہستہ گذرنے لگا۔ اُس کی تکان اور سردی دمبدم بڑھتی جاتی تھی۔ اور اُسے بار بار خیال آتا تھا کہ کاش وہ بھی یوحنا کے ساتھ اندر چلا جاتا۔ اب اُس کے دل میں خیال آیا کہ چلو یہاں سے چل دو۔ پھر وہ باتیں جو اُس نے خوشی کے ایام میں خود اپنی زبان سے کہی تھیں از خود اُس کو یاد آ گئیں۔ "اے خداوند۔ ہم کس کے پاس جائیں؟ ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے ہی پاس ہیں"۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ کہاں جاتا؟ سارا معاملہ ہی درہم برہم ہو گیا تھا۔

اُسی وقت دروازہ کھُلا۔ یوحنا باہر نکلا۔ پطرس نے روشنی میں جو دروازہ کھُلنے پر اندر سے پڑنے لگی دیکھ کر معلوم کیا کہ اُس کا چہرہ زرد ہے اور غم سے

مُرجھا رہا ہے۔

یوحنا۔ "وہ اندر ہے۔ ابھی وہ سردار کاہن کے رُوبرُو اُس سے سوال کر رہے ہیں۔ کیا تو بھی اندر آئیگا؟"

یوحنا نے دربانی سے کچھ کہا اور اُس نے اُن دونو کو اندر جانے دیا۔ مگر جُونہی وہ اندر گھُسا وہ اُس کی طرف بڑے تعجب کے ساتھ دیکھتی رہی۔ اور اپنی اُنگلی کے اشارے سے کہنے لگی "وہاں سامنے چلے جاؤ"۔

پطرس۔ "آہا۔ یہاں تو آگ بھی ہے میں تو سردی کے مارے ٹھٹھر رہا ہُوں"۔

اور یوحنا کا انتظار کئے بغیر اُس نے اُس رُوح افزا آگ کی طرف جس کے گرداگرد بہت سے آدمی کھڑے تھے قدم بڑھائے۔ مگر جُونہی اُس نے آگ پر ہاتھ پھیلائے اُسے ایک کپکپی سی معلوم ہُوئی۔ اُس نے دُزدیدہ نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کیا مگر یسُوع نظر نہ آیا۔

ذرا دیر کے بعد جب اُس کی سردی ہٹ گئی تو وہ بھی اَوروں کے ساتھ وُہیں بیٹھ گیا۔ سب حاضرین آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

ایک۔ "کیا تُو نے ملکوس کو بھی دیکھا ہے؟"

دُوسرا۔ "ہاں۔ مَیں نے دیکھا ہے"۔

پہلا۔ "کیا تُو نے سُنا ہے کہ یسُوع کے ایک شاگرد نے اُس کا ایک کان اُڑا دیا؟"

دُوسرا۔ "نہیں۔ کیا یہ سچ ہے"؟

پہلا۔ اُس نے تلوار کی ایک ضرب سے اُس کا کان اُڑا دیا۔ مگر ناصری نے اُس زخم کو چھُو کر اچھا کر دیا"۔

پہلا۔ "تُو کیا کہتا ہے۔ کان"؟

دُوسرا۔ "فی الحقیقت۔ وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا کہ زخم لگنے سے پہلے تھا"۔

پہلا۔ "یہ تو سچ مچ اچنبھا ہے! مگر اُن بے شمار باتوں سے جو لوگ اُس کی نسبت بیان کرتے ہیں زیادہ عجیب نہیں ہے"؟

دُوسرا۔ "یہ اُس شخص کو کیوں گرفتار کر کے لائے ہیں؟ اُس نے کیا قصُور کیا ہے؟"

پہلا۔ "اُس نے فقیہوں اور سردار کاہنوں کے خلاف باتیں کہی ہیں۔ ایک مرتبہ خود مَیں نے اُسے اُن کی نسبت یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ وہ سفید قبروں سے اچھے نہیں ہیں۔ باہر سے پاک صاف ہیں مگر اندر نجاست سے لبریز"۔

دُوسرا۔ "تو کچھ تعجب نہیں کہ وہ اُس کے دُشمن ہو گئے ہیں۔ اُسے ذرا زیادہ محتاط اور دُور اندیش ہونا چاہئے تھا"۔

پہلا۔ (آہستہ سے) "بجا۔ لیکن اُس کی باتیں ہیں تو بالکل درست۔ خود مجھے بہت سی ایسی باتیں معلوم ہیں کہ اگر اُنہیں بیان کیا جائے تو لوگ سُنکر دنگ ہو جائیں"۔

دُوسرا۔ "مگر ہمیشہ سچ ہی نہیں بولنا چاہئے بعض اوقات جھُوٹ ہی نفع دے جاتا ہے"۔ اور اُس نے اپنے ساتھی کی طرف دانستہ ترچھی نگاہ سے دیکھ کر زور کا قہقہہ لگایا۔

ایک اور شخص۔ "کیا اُنہوں نے اُس شخص کو بھی گرفتار کیا جو تلوار لئے مستعد تھا"؟

پطرس آگ کے پاس سے ذرا پیچھے ہٹ گیا اور سوچنے لگا کہ مَیں اگر باہر ہی کھڑا رہتا تو بہتر ہوتا۔ اِس سے پہلے کہ کسی کو اِس سوال کے جواب کا موقع ملے دربان عورت آہستہ آہستہ ٹہلتی ہُوئی آگ کے پاس جا پہنچی۔ اُس کی نظر فی الفور پطرس پر پڑی۔ اور وہ اُس سے بآوازِ بلند کہنے لگی۔ "تُو بھی یسُوع ناصری کے ساتھ تھا"۔ یہ سُنتے ہی ہر شخص کی آنکھیں اُس کی طرف پھر گئیں۔ پطرس خوف سے کانپتا ہُوا کھڑا ہو گیا۔ اور رُک رُک کر کہنے لگا۔ "اَے عورت! مَیں اُس آدمی کو نہیں جانتا۔ مَیں نہیں جانتا کہ تُو کیا کہتی ہے"!

پھر ایک بے پروائی کے انداز کے ساتھ وہ اُس رستے میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا جو باہر گلی کی طرف جاتا تھا۔ اور اُس کا ارادہ تھا کہ موقع پاتے ہی کھسک جائے لیکن جب وہ ایک بنچ پر بیٹھ کر اپنے منتشر خیالات کو یکجا کرنے کی کوشش کر رہا تھا اُس نے دُور ایک مُرغ کی بانگ سُنی اور دل میں خیال کیا کہ اب صبح ہونے کو ہے مگر فوراً وہ ایک اور آواز سُنکر چونک پڑا۔ "یہ شخص بھی یسُوع ناصری کے ساتھ تھا۔ مارتھا مجھ سے کہتی ہے کہ وہ ایک دُوسرے شخص کے ساتھ اندر آیا تھا اور ہم سب جانتے ہیں کہ وہ اُس کے شاگردوں میں سے ہے۔"

وہ دبی زبان سے قسم کھا کر اُچھل پڑا۔ "اَے عورت تو کیا کہتی ہے؟ میں اُسے نہیں جانتا۔"

پھر وہ بےچینی کے ساتھ ٹہلتا ہُوا دوبارہ صحن میں چلا گیا لیکن اُسے معلوم نہ ہُوا کہ وہ کیوں وہاں دیر لگا رہا ہے اور اُداس ہو کر اپنے دل میں کہنے لگا "میں گھر چلا جاؤں تو بہتر ہوگا۔"

ع "خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا۔"

اور جب وہ ستُون سے جُھک کر کھڑا اور آزُردہ ہو کر دل میں سوچ رہا تھا تو ایک شخص اُس کے پاس آیا اور مشعل کی روشنی سے جو اُس کے پاس تھی اُس کی صورت دیکھ کر تعجب کے ساتھ اُس سے دریافت کرنے لگا۔ "تو کون ہے؟" اور پھر اپنے سوال کا جواب نہ پا کر دل میں خیال کرنے لگا کہ اُس نے اُسے پیشتر ابھی چند دن ہُوئے کہیں دیکھا ہے۔ اُس نے پھر سوال کیا۔ "کیا میں نے تجھے اُس ناصری کے ساتھ باغ میں نہیں دیکھا تھا؟"

پطرس۔ دل کڑا کر کے "ہرگز نہیں۔"

اُس شخص نے جو ملکُوس کا رشتہ دار تھا اصرار کیا کہ "بیشک تو بھی اُن میں سے

ہے۔ کیونکہ تیری بولی سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ تو گلیلی ہے؟"

ان باتوں نے اُس کے دل میں ایک سودا پیدا کر دیا۔ اور اگرچہ اُسے علم تھا کہ اُس کے دل میں ایک خوفناک بےایمانی گھر کئے ہُوئے ہے لیکن وہ کمبخت لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ "میں اِس آدمی کو جس کا تم ذکر کرتے ہو نہیں جانتا" اور فی الفور اُس نے دُوسری بار مُرغ کی بانگ سُنی۔

اُس نے گھبرا کر اپنے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کس طرح اُن ظالموں کے پنجے سے نکل جائے۔ یکایک اُس نے دیکھا کہ لوگ اُس کے اُستاد کو۔ ہاں اُسی اُستاد کو جس کے ساتھ اُسے محبت تھی جس کی وہ پیروی کرتا رہا جس کے لئے قید میں پڑنے بلکہ مرنے کو بھی تیار تھا۔ بیکسوں کی طرح باندھے ہُوئے صحن میں لا رہے ہیں اور یسُوع نے پھر کر پطرس کو دیکھا۔ اور اُس کی وہ نگاہ پطرس کے دل کے پار ہو گئی اور اُسے وہ بات جو یسُوع نے کہی تھی یاد آ گئی کہ مُرغ کے دو بار بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کریگا۔ اور وہ باہر جا کر زار زار رویا۔

ستائیسواں باب

یسُوع عدالت میں

"اب تو ہم سے اپنے شاگردوں کا اور اپنی تعلیم کا جو تو لوگوں کو دیتا ہے حال بیان کر۔ ہمارے سامنے ہر ایک امر کا پُورا پُورا اقرار کر دینا بہتر ہے۔ اگر تو اس وقت کوئی بات اُٹھا رکھیگا تو تیرے حق میں اچھا نہ ہوگا۔"

اگرچہ ابھی بالکل سویرا تھا لیکن یہودیوں کی عدالت بڑی شان و شوکت

کے ساتھ گرم تھی۔ کائفا سردار کاہن کا پورا لباس زیب بدن کئے ہوئے درمیان بیٹھا تھا۔ اُس کے دائیں ہاتھ حنّا اور بائیں یوکانن تھے۔ اور باقی سب لوگ اپنے اپنے مرتبہ و وقار کے موافق قطار در قطار بیٹھے تھے۔ یسوع اُن کے سامنے کھڑا تھا۔ اُس کے ہاتھ پیچھے پیٹھ پر بندھے ہوئے تھے اور دو نو طرف ہیکل کی پولیس اُس کی چوکسی کر رہی تھی۔

کائفا (غصّہ سے) "آدمی میری بات کا جواب دے"۔

قیدی نے اپنی آنکھیں اُوپر اُٹھائیں اور سردار کاہن کی نظر سے نظر ملا کر ملائمت سے کہنے لگا "مَیں نے سب دُنیا سے علانیہ باتیں کی ہیں۔ مَیں نے ہمیشہ عبادت خانوں اور ہیکل میں جہاں سب یہودی جمع ہوتے ہیں تعلیم دی اور پوشیدہ کچھ نہیں کہا۔ تو مجھ سے کیوں پوچھتا ہے؟ سننے والوں سے پوچھ کہ مَیں نے اُن سے کیا کہا۔ دیکھ اُن کو معلوم ہے کہ مَیں نے کیا کہا"؟

ایک شخص (جو یسوع کے نزدیک ہی کھڑا تھا) "تو سردار کاہن کو ایسا جواب دیتا ہے"؟ اور ساتھ ہی اُس کے مُنہ پر ایک طمانچہ لگایا۔

قیدی کوئی دم بھر تو خاموش رہا اور پھر بدستور سابق ملائم الفاظ میں بولا اور اُس کی آواز سے کسی قسم کا غصّہ ظاہر نہ ہوتا تھا "اگر مَیں نے بُرا کہا تو اُس بُرائی پر گواہی دے اور اگر اچھا کہا تو مجھے مارتا کیوں ہے"؟

حنّا (طنز سے) "وہ گواہ مانگتا ہے۔ لاؤ گواہ لاؤ"۔

فی الفور ہیکل کا ایک کارپرداز جس کے پیچھے ایک پست قد میرمرد تھا اندر آیا جس کو دیکھ کر لوگوں میں ایک گونہ حرکت پیدا ہو گئی۔

کائفا "کیا تو اس قیدی سے واقف ہے"؟

شخص (ذرا بلند مگر گھبرائی ہوئی آواز سے) "جی حضور یہ گلیل کا

ایک بڑھئی ہے۔ اِس کا نام یسوع ہے۔ وہ ایک فتنہ پرداز آدمی ہے اور اُس کے پاس ہر دم بھیڑ لگی رہتی ہے"۔

حنّا (مسرّت آمیز تبسم سے) "اُس کی تعلیم کے بارے میں تو کیا جانتا ہے"؟

شخص "وہ گلیل کا ہے۔ وہ بڑے فساد انگیز کلمے کہتا ہے۔ خود مَیں نے اُسے بھیڑ سے یہ کہتے سُنا 'اِن فقیہوں اور سردار کاہنوں سے ہوشیار رہو۔ کیونکہ اُنہیں کسی بات کی اتنی پروا نہیں ہے جتنی اِس کی کہ وہ بڑے چوغے پہنیں اور اچھی اچھی چیزیں کھائیں پئیں۔ وہ لمبی لمبی اور نمائشی دُعائیں کرتے ہیں اور ساتھ ہی بیواؤں اور یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔ وہ مکّار اور بیوقوف ہیں۔ وہ اُن لوگوں سمیت دوزخ میں ڈالے جائینگے جو اُن کی باتوں پر عمل کرتے ہیں'۔ اے بزرگو۔ آپ کی اِس میں کیا رائے ہے؟ اُس کی تعلیم یہ ہے"۔

سردار کاہن اور ہیکل کے کارپرداز غصّہ سے بڑبڑانے لگے اور سب ایک دُوسرے سے کہنے لگے "درست۔ خود مَیں نے بھی ایسی ہی باتیں اُس کی زبان سے سُنی ہیں"۔

پیر مرد اُس جوش سے جو اُس نے پیدا کر دیا تھا اور بھی دلیر ہو گیا۔ اُس نے اپنے نفرت کی ماری ہوئی آنکھوں سے قیدی کی طرف دیکھا۔ اور اُس کی طرف اپنے ہاتھ اور اُنگلی ہلا کر کہنے لگا "سُن رے۔ تین سال ہوئے تُو نے مجھے جھولے کی بیماری سے جس نے میرے اعضا شکستہ کر دیئے تھے شفا دی تھی۔ تیری اِس عنایت نے میری روزی لی۔ کیونکہ اب مجھے کوئی بھیک نہیں دیتا بلکہ لوگ کہتے ہیں کہ محنت کر۔ ہاں محنت۔ مجھ سے پیر فرتوت کو محنت سے کیا واسطہ! کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے؟ مَیں بستر پر پڑا پڑا چین کیا کرتا تھا۔ لیکن اب یا تو کام کروں یا بھوکا مروں۔ کیونکہ تو نے مجھ بوڑھے آدمی کو بھیڑیے کی طرح نوکر دار بنا دیا"۔

اب کائفا صدرِ عدالت کے کمرے سے اُٹھ کر محل کے اندر کے کمرے میں گیا تاکہ پیشتر اِس کے کہ قیدی کو لے کر پیلاطس کے حضور میں حاضر ہو کچھ کھا پی کر تازہ دم ہو جائے وہ اپنی بیوی سے دوچار ہُوا۔

بیوی۔"تُو نے ناصری سے کیا سلوک کیا؟" اور اُس کے چہرے کا رنگ فق ہو رہا تھا اور آنکھوں میں ایک عجیب چمک تھی۔

کائفا۔"وہ اُن تمام جرائم کا مُجرم ثابت ہُوا جیسا مجھے پہلے سے علم تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ گورنر کے اجلاس میں پیش کیا جائیگا اور پھر غصّے کے ساتھ) میں تھکا ماندہ ہُوں۔ تُو اِن باتوں کو سُن کر کیا کریگی؟ تُو عورت ہے اور امورِ سلطنت سے بالکل واقفیت نہیں رکھتی۔ ذرا میرے پاس سے چلی جا۔"

حنا۔"نہیں۔ مَیں جو کچھ کہنا چاہتی ہُوں جب تک کہہ نہ لُونگی یہاں سے ہرگز نہ جاؤنگی۔ یہ شخص نبی ہے اور اگر تُو اُس کے قتل پر اصرار کریگا تو اِس خاندان پر لعنت ہوگی۔"

کائفا(کھڑا ہو کر) "عورت۔ یہ شخص کُفر بکنے والا ہے۔ ابھی ابھی میرے سامنے اُس نے قسم کھا کر اقرار کیا کہ مَیں خُدا کا بیٹا ہُوں اور اِس کے بعد خُدا کے دہنے ہاتھ بیٹھونگا۔"

حنا(کانپ کر) "اَے یُوسف۔ اَے میرے خاوند۔ اگر یہ بات سچ ہو تو پھر کیا! مَیں التجا کرتی ہُوں اُسے چھوڑ دے تاکہ وہ اپنے مُلک کو چلا جائے۔"

کائفا(ترشروئی سے) "تُو عورت ہے اس لئے بیوقوفی کی باتیں کرتی ہے۔ مَیں پھر کہتا ہُوں کہ میرے پاس سے چلی جا۔"

بیوی(جس کی آنکھیں غصّے سے سُرخ ہو رہی تھیں باوازِ بلند) "تُو حنا کی لڑکی سے ایسی باتیں کرتا ہے۔ مَیں تیرے پاس سے چلی جاؤنگی۔ مگر تُو میری اِس بات کو یاد کرے ایک دن خُون کے آنسو بہائیگا کہ تُو نے میری بات نہ مانی۔" اور

پیٹھ موڑ کر زار و قطار روتی ہُوئی کمرے سے نکل گئی۔

صبح سویرے سردار کاہنوں اور فقیہوں کی ایک جماعت یسُوعؑ کو باندھ کر پہرہ والوں کے بیچ میں لئے ہُوئے پیلاطس رُومی گورنر کے حضور میں جا پہنچی۔

کائفا۔"ہمیں محل میں جانا روا نہیں تاکہ ہم ناپاک نہ ہوں اِس لئے پیلاطس سے عرض کرو کہ ہمارے پاس باہر آجائے۔"

پیلاطس اُن لوگوں کے مزاج سے جن سے اُسے سابقہ پڑتا تھا خوب واقف تھا اور وہ فوراً اُن کے پاس چلا آیا۔ یہودی بھی رُومیوں کی طرح کھُلے میدان میں عدالت کیا کرتے تھے۔ اِسی غرض کے لئے محل کے سامنے ایک اُونچا چبوترہ بنا تھا جس میں رنگا رنگ کے پتھروں کی پچّی کاری ہُوئی تھی۔ یہاں پیلاطس نے اپنی ہاتھی دانت کی کُرسی رکھوائی جو اُس کی مسندِ عدالت اور اُس کے عُہدے کا نشان تھی اور اُس پر بیٹھ گیا۔

اور اُنہوں نے یسُوعؑ کو لا کر حاکم کے رُوبرُو پیش کیا۔ مستغیث اُس کے دونو طرف صف بستہ کھڑے تھے ایک بڑی بھیڑ جمع تھی۔ اور جُوں جُوں یسُوعؑ کی گرفتاری کی خبر پھیلتی جاتی تھی بھیڑ دمبدم بڑھتی جاتی تھی۔ لوگ چبوترے کے کناروں تک ٹھٹ باندھے کھڑے تھے اور ایک دستہ رُومی فوج کا اُنہیں آگے بڑھنے سے روکے ہُوئے تھا۔

اب پیلاطس یسُوعؑ کے حال سے بالکل ناواقف نہ تھا۔ اُسے ہر دم لوگوں کے بغاوت کرنے کا خوف لگا رہتا تھا۔ اِس لئے اُس نے جاسُوسوں کی معرفت اُس کی خُوب ہی نگرانی کرائی تھی۔ اُسے معلُوم تھا کہ وہ بڑی احتیاط سے ایسی باتوں سے جن سے عوام النّاس میں سرکار کے خلاف جوش پھیلے پرہیز کرتا ہے۔ اِس لئے وہ قیدی کی طرف داری پر مائل تھا خصوصاً اِس لئے بھی

کہ اس نے یہودی سرداروں کی چالوں سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ اُس سے دُشمنی رکھتے ہیں۔ اِس لیے اُس نے ذرا تیزی کے ساتھ سردار کاہن سے جو یہودیوں کی مجلس کا سرغنہ تھا سوال کیا: "تم اِس شخص پر کیا الزام لگاتے ہو؟"

کائفا (غرور کے ساتھ) "اگر یہ بدکار نہ ہوتا تو ہم اسے تیرے حوالے نہ کرتے۔"

پیلاطس (طنز کے ساتھ) "مجھے بھی اس یسُوع کا کچھ حال معلوم ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کس غرض سے تم اسے میرے پاس لائے ہو۔ مگر یہ معاملہ میری عدالت کے قابل نہیں معلوم ہوتا۔ اِسے لے جاؤ اور اپنی شریعت کے موافق خود ہی اس کا فیصلہ کرو۔"

کائفا (جس کی آواز غصّے سے جھرجھرا گئی تھی) "جو الزام ہم اُس پر لگاتے ہیں وہ ایسا خفیف نہیں جیسا تُو سمجھتا ہے۔ اُس کا جرم سنگین ہے اور اس لئے وہ قتل کے لائق ہے۔ ہم پر تو اس کا جرم ثابت ہے۔ مگر ہمیں روا نہیں کہ کسی کو جان سے ماریں۔"

پیلاطس (تحمّل اور تہذیب کے لہجے میں) "ہاں تو اُس نے کیا جرم کیا ہے؟"

کائفا (جس کی آنکھوں سے شرارت ٹپکتی تھی) "وہ ہماری قوم کو بہکاتا اور شاگرد بناتا ہے اور قیصر کو خراج دینے سے منع کرتا اور اپنے آپ کو مسیح بادشاہ کہتا ہے۔"

اِس الزام کی تمام یہودی سرداروں اور کاہنوں نے بہ آوازِ بلند تصدیق کی۔ وہ یہ دیکھنے کے منتظر تھے کہ اس الزام پر پیلاطس کی سردمہری جاتی رہے گی کیونکہ یہ جرم رومیوں کی نظر میں نہایت سخت سمجھا جاتا تھا اور فی الفور اس سے ناصری کا خاتمہ ہو جائیگا۔ مگر اُنہیں بہت نااُمیدی ہوئی کیونکہ اُس کے چہرے پر ظاہراً کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔ وہ بلاتامل اپنی جگہ سے اُٹھا اور گارد کو حکم دے کر کہ قیدی کو اندر لائیں عدالت کے کمرے میں چلا گیا۔

جب وہ اندر جا کر بیٹھ گیا تو یسُوع سے پوچھا "تُو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟"

یسُوع "تُو یہ بات آپ سے کہتا ہے یا اوروں نے میرے حق میں تجھ سے کہی؟"

پیلاطس (حقارت سے) "کیا میں یہودی ہوں؟ تیری ہی قوم اور سردار کاہنوں نے تجھے میرے حوالے کیا ہے۔ تُو نے کیا کیا ہے؟"

یسُوع (اُس کی طرف غور سے دیکھ کر) "میری بادشاہی دُنیا کی نہیں۔ اگر میری بادشاہی دُنیا کی ہوتی تو میرے خادم لڑتے تاکہ میں یہودیوں کے حوالے نہ کیا جاؤں۔ مگر اب میری بادشاہی یہاں کی نہیں۔"

پیلاطس (اُس کی طرف حیرت سے دیکھ کر) "کیا تُو بادشاہ ہے؟"

یسُوع "تُو خود کہتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں۔ میں اس لئے پیدا ہوا اور اس واسطے دُنیا میں آیا ہوں کہ حق کی گواہی دوں۔ جو کوئی سچائی کا ہے میری آواز سُنتا ہے۔"

پیلاطس (طنزیہ ہنسی سے) "سچائی ہے کہاں؟"

مگر اس رُومی عیش پرست کے لئے یہ ایک بے معنی اور فضول بات تھی۔ تب وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور بلا کسی زیادہ بات چیت کے باہر چبوترہ کی طرف گیا جہاں یہودی سردار اور کاہن غصّے کی حالت میں دیوانہ وار اُس کے منتظر کھڑے تھے۔

پیلاطس نے اُن کی طرف نظرِ حقارت سے دیکھا۔ وہ تہ دل سے اُن سے متنفر تھا مگر اُن پر اپنی حقارت صاف صاف ظاہر کرنا بھی مناسب نہ سمجھتا تھا۔ ایک لمحہ کچھ منتظر رہا کہ وہ غصّہ آمیز بڑبڑاہٹ بند ہو جائے۔ پھر بلند اور سخت لہجہ میں بولا "میں اس کا کچھ جرم نہیں پاتا۔"

یہ تو یسُوع کی رہائی تھی مگر انہیں یہ کب گوارا تھا کہ اُن کی یہ تمام تدبیریں اور بندشیں خاک میں مل جائیں۔ اُنہیں کب یہ پسند تھا کہ وہ شخص اُن کے پنجے سے نکل جائے ہرگز نہیں۔ جب اُن کے غصّہ اور برافروختگی کی پہلی موج ختم ہو گئی تو خاص سردار کاہنوں اور فقیہوں نے یکے بعد دیگرے اُٹھ اُٹھ کر

تقریریں کیں۔ ان میں سے ہر ایک دُوسرے سے بڑھ بڑھ کر قیدی پر انواع و اقسام کے سخت سخت الزاموں کی بوچھاڑ کرتا تھا۔ قیدی بھی اب عدالت کے کمرے سے واپس بُلایا گیا تھا اور اُن کے درمیان پہلی جگہ پر کھڑا تھا۔

پیلاطس (قیدی سے مخاطب ہو کر) "تو سُنتا ہے کہ یہ لوگ تیرے خلاف کتنی گواہیاں دے رہے ہیں؟ تو کیوں ان کو جواب نہیں دیتا؟ میری طرف سے تجھے اجازت ہے"۔

لیکن یسُوع چُپکا کھڑا رہا۔

پیلاطس (سر ہلا کر) "یہ ایک عجیب آدمی ہے۔ (اور پھر اپنے دل میں) "یہ موقع اور یہ وقت اُس کی خوش بیانی کا تھا جس کا میں نے اس قدر شہرہ سُنا ہے۔ یہ اس کی بیوقوفی ہے کہ ان لوگوں کا مُنہ بند نہیں کرتا۔ میں بخوشی اس کی مدد کرنے کو تیار ہُوں"۔

اُس وقت یُوکانن گفتگو کر رہا تھا۔ اگرچہ پیلاطس کچھ یُونہی اُس کی طرف متوجہ تھا۔ مگر اب ایک جُملے نے اُسے اس طرف بالکل متوجہ کر لیا کہ "یہ تمام یہودیہ بلکہ گلیل سے لے کر یہاں تک لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کرتا رہا ہے"۔

پیلاطس "گلیل"! یہ لفظ سُن کر اُس کے دل میں ایک خیال پیدا ہو گیا۔ اور وہ پُوچھنے لگا "کیا یہ شخص گلیلی ہے"؟

یُوکانن "ہاں۔ عالی جاہا۔ یہ گلیلی ہے"۔

پیلاطس "ہاں۔ تو اچھا ہُوا۔ میں اُسے ہیرودیس کے پاس بھیجتا ہُوں۔ وہ ان دنوں یروشلیم ہی میں ہے اور یہ نہایت مناسب ہوگا کہ اپنے صُوبے کے ایک شخص کی عدالت وہ خود ہی کرے"۔

وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور ضرُوری احکام و ہدایات دے کر اپنے محل میں چلا گیا۔ اسے مدبروں کی سی اس اُستادانہ چال پر بڑی خوشی حاصل ہُوئی۔ اُس

نے بڑی دلجمعی کے ساتھ اپنے دل میں خیال کیا کہ خُوب ہُوا۔ اس طریق سے اس ناگوار معاملہ سے خلاصی ہُوئی۔ علاوہ بریں اس سے ہیرودیس بھی خوش ہو جائیگا اور ہیکل کے اس خفیف سے معاملہ کے باعث جو غصّہ اُس کے دل میں پیدا ہو رہا ہے اس سے وہ بھی دُور ہو جائیگا"۔ پھر[1] اُس نے اپنے خادموں کو ناشتہ لانے کا حُکم دیا۔

ہیرودیس اُس وقت محل اسمونیا میں مقیم تھا۔ وہ آرام سے لیٹا ہُوا تھا کہ اُسے یسُوع کے لائے جانے کی خبر ملی۔ یہ سُن کر وہ اُٹھ بیٹھا اور کہنے لگا "تو کہتا ہے کہ پیلاطس نے میرے پاس اس ناصری کو عدالت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ ہاں یہ تو خوشی کی خبر ہے۔ مَیں مدت سے اس شخص کے دیکھنے کا مشتاق ہُوں۔ مَیں اس سے ضرور کوئی معجزہ دیکھونگا جن کا مَیں ذکر سُنتا رہا ہُوں۔ وہ میرے لئے پانی سے نہایت نفیس شراب بنائیگا یا میرے اس زخم کو اچھا کر دیگا یا کوئی اور بات جو میرے ذہن میں آئے کر دکھائیگا۔ اُسے فی الفور میرے سامنے حاضر کرو۔ تم وہاں ٹھہرو۔ سب امراء و وزراء کو بھی جمع کر لو تاکہ اس بیکاری میں سب کے سب ایک دلچسپ مشغلہ کا لُطف اُٹھائیں"۔ اور جب یسُوع کو اندر لے جا کر شاہی عدالت کے رُوبرُو پیش کیا گیا تو ہیرودیس پُوچھنے لگا۔ "کیا تو وُہی آدمی ہے"! اور پھر سردار کاہنوں اور فقیہوں کو دیکھ کر جو بلا تکلف یسُوع کے چاروں طرف جمگھٹا باندھے ہُوئے تھے کہنے لگا "یہ لوگ کون ہیں"؟

ایک شخص "یہ یہودی قوم کے سردار ہیں"۔

ہیرودیس "وہ بے سبری سے" اُنہیں کہہ دو کہ ذرا ہٹ جائیں۔ میں

[1] منجملہ بہت سے چھوٹے چھوٹے ہنگاموں کے جو یروشلیم میں واقع ہوتے ایک ہنگامے کے موقع پر پیلاطس نے اپنے سپاہیوں کو چھوڑ دیا تھا جنہوں نے بہت سے گلیلی زائرین کو ہیکل کے اندر تہ تیغ کر ڈالا تھا۔ اس وجہ سے اُس نے ہیرودیس کو اپنا دشمن بنا لیا تھا۔

اس شخص سے خود بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔"

اُسے تحقیقات و تفتیش کا کوئی خیال نہ تھا بلکہ صرف اپنے اور نیز اُن درباریوں کے لئے ایک مشغلہ بہم پہنچانا چاہتا تھا۔ اب اُس نے قیدی سے اس قسم کے سوال کرنے شروع کئے۔ اگرچہ وہ اُس کے نام سے اچھی طرح واقف تھا تو بھی پوچھنے لگا "اس کا نام کیا ہے؟ کیا فی الحقیقت یہ معجزے دکھا سکتا ہے جیسا لوگ بیان کرتے ہیں؟ اور اگر معجزے دکھا سکتا ہے تو کیا اس وقت کوئی معجزہ نہ دکھائیگا؟"

لیکن قیدی چپ چاپ کھڑا رہا۔

ہیرودیس پہلے تو اس بات سے ذرا خوش ہوا اور شفقت آمیز لہجے میں کہنے لگا "تو ہم سے ڈرتا ہے؟ نہیں میاں مَیں تجھے کوئی نقصان نہ پہنچاؤنگا مَیں فقط کوئی کرامات دیکھنا چاہتا ہوں۔ بول کچھ خوف نہ کر۔ اگر تو چاہے تو شراب موجود ہے۔ اِسے تھوڑی سی شراب دے دو۔"

لیکن یسُوع نے اُس پیالہ کے لینے سے جس سے اُس کی تواضع کی گئی انکار کر دیا اور بدستور سابق خاموش کھڑا رہا۔ اس پر اُس کے تمام الزام لگانے والے سب کے سب مل کر غصے میں اُسے لعنت ملامت کرنے لگے۔

ہیرودیس (اُنہیں روک کر خندہ دلی سے) "وہ کہتا ہے کہ مَیں بادشاہ ہوں، کیا یہ سچ ہے؟ مگر اس کی صورت میں تو کوئی بات بادشاہوں کی سی نظر نہیں آتی۔ اگر یہ ہمیں تماشا نہ دکھائیگا تو ہم اُسے ٹھٹھوں میں اُڑا دینگے۔ یہودیوں میں بادشاہ کے لباس کا اصلی رنگ کیا ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ مَیں بالکل بھول گیا ہوں۔"

یہودی کچھ غصہ کھا کر خاموش ہو گئے مگر ایک درباری بول اُٹھا "جہاں پناہ سفید۔"

ہیرودیس "سفید۔ اچھا تو ایک سفید جبہ لا کر اُسے پہنا دو۔ یہ تو خلافِ شان ہے کہ بادشاہ غریبوں کے سے کپڑے پہنے۔"

وہ لوگ ایک پیراہن لائے اور اُسے یہودیوں کی سی غریبانہ پوشاک پر جسے وہ پہنے ہوئے تھا اوڑھا دیا۔

ہیرودیس (شرارت سے اپنے اہلکاروں کی طرف دیکھ کر) "صاحبان دیکھو کیا اب اُس کی صورت شکل شاندار معلوم نہیں ہوتی؟ فی الحقیقت ایک بادشاہ ہے۔ آؤ ہم سب اُس کی تعظیم بجا لائیں۔"

درباری اور سپاہی ایک تمسخر آمیز خوشامد کے ساتھ آگے بڑھے لیکن ہیرودیس نے اپنی مسندِ شاہی پر سے قیدی کی نگاہوں میں کوئی ایسی بات دیکھی جس سے اُس پر بےچینی و اضطراب کا غلبہ ہوا اور وہ بولا "مجھے اُس کے تیور اچھے نظر نہیں آتے"۔ اور پھر بڑبڑا کر "مَیں اُس کی اس خاموشی کو پسند کرتا ہوں۔ یہ تو خلافِ طبع معلوم ہوتی ہے۔ کون جانتا ہے کہ وہ ابھی کوئی خوفناک کام کر بیٹھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ لامحدود قدرت رکھتا ہے۔"

اور اُس نے حاکمانہ انداز سے اپنے ایک خادم کو بُلا کر کہا۔ "اس شخص کو یہاں سے لے جاؤ۔ پیلاطس کے پاس واپس لے جاؤ۔"

ایک شخص "مہاراجہ۔ کیا ہم پیراہن اُتار لیں؟"

ہیرودیس (جلدی سے) "نہیں نہیں۔ اُسے اِسی طرح یہاں سے لے جاؤ۔ اور جلد۔" (یہودیوں کی طرف اشارہ کر کے) "ان سب کو بھی کمرے سے باہر کر دو۔"

پس پیلاطس کو پھر ایک مرتبہ اور مسندِ عدالت پر بیٹھ کر یسُوع سے رُو در رُو ہونا پڑا۔

اٹھائیسواں باب

یسوع اور سزائے موت

گورنر مسندِ عدالت پر جو ہاتھی دانت کی بنی ہوئی تھی بیٹھا تھا۔ غصے سے اُس کی پیشانی پر شکن پڑے تھے۔ وہ بولا "تم اِس شخص کو لوگوں کا بہکانے والا ٹھہرا کر میرے پاس لائے ہو اور دیکھو میں نے تمہارے سامنے ہی اُس کی تحقیقات کی مگر جن باتوں کا الزام تم اُس پر لگاتے ہو اُن کی نسبت نہ میں نے اس میں کوئی قصور پایا نہ ہیرودیس نے۔ کیونکہ میں نے تمہیں معہ اِس قیدی کے اُس کے پاس بھیجا اور دیکھو اُس نے اُسے سزا دیئے بغیر میرے پاس بھیج دیا۔ پس میں اِس کو پٹوا کر چھوڑے دیتا ہوں"۔

اُس نے یہ بات اس اُمید سے کہی کہ کوڑے لگانے سے جو بجائے خود ایک سخت سزا ہے یہودیوں کا غصہ ٹھنڈا ہو جائیگا۔

پیلاطس نے دیکھا کہ ہزاروں لوگ جمع ہیں جن میں اکثر شہر کے ادنےٰ اور ذلیل ترین لوگ شامل ہیں۔ پیلاطس کے یہ الفاظ سُنتے ہی اُس بھیڑ میں سے جنگلی درندوں کی آواز کی مانند ایک زور کی وحشیانہ اور سمجھ میں نہ آنے والی آواز بلند ہوئی۔

پیلاطس نے ایک رُومی اہلکار سے جو اُس کے پاس ہی کھڑا تھا دریافت کیا "یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟" وہ بولا یہ کہتے ہیں "چھوڑ دے۔ ایک قیدی ہمارے لئے چھوڑ دے"۔

پیلاطس اپنے دل میں بہت خوش ہوا کیونکہ یہ ہمیشہ سے رسم چلی آتی تھی کہ عید فسح کے دن عید پر اُن کے لئے ایک قیدی چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور کہنے لگا کہ یہ

لوگ ٹھیک کہتے ہیں"۔

اور اب ایسا ہوا کہ سردار کاہنوں کو خبر تھی کہ برابا پر سزا کا حکم صادر ہو چکا ہے اور انطونیا کے قید خانے میں پابجولاں پڑا ہے اور اُس کے صلیب دیئے جانے کے لئے ماہِ نیسان کی پندرھویں مقرر ہے۔

پس یوکاتن اور اُس کی جماعت کے چند اور دانا آدمیوں نے اُس بھیڑ کے آدمیوں سے مل ملا کر بڑی چالاکی کے ساتھ اُن کو یاد دلایا کہ کس طرح برابا اپنی قوم کی خیر خواہی کی خاطر صلیب دیئے جانے کو ہے۔ جب لوگوں نے یہ بات سُنی تو اُنہوں نے ایک دل ہو کر غوغا شروع کیا "برابا۔ برابا کو!" یہاں تک کہ اس غوغا سے تمام شہر میں ہل چل پڑ گئی اور ہزاروں آدمی پیلاطس کے محل میں یہ دیکھنے دوڑے آئے کہ کیا وقوعہ گزرا ہے اور سب لوگوں نے مل کر برابا کی رہائی کے لئے شور مچانا شروع کیا۔

اُس وقت پیلاطس نے اُن سے پُوچھا "پھر میں یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟"

سردار کاہن بولے "اُسے صلیب دے"۔

اور اُس مجمع نے جو جوش کے مارے دیوانہ ہو رہا تھا اور یسوع کے خون کا پیاسا تھا اِس قدر شور و غوغا کیا کہ تمام محل گونج اُٹھا "اُسے صلیب دے اُسے صلیب دے۔ اُسے دُور کر۔ اُسے صلیب دے"۔

اُس وقت پیلاطس کے ایک اہلکار نے اُسے ہاتھی دانت کی ایک چھوٹی سی تختی دی جس پر کچھ لکھا ہُوا تھا اور اُس نے یہ پیغام جو اُس کی بیوی کے پاس سے آیا تھا پڑھا جس میں لکھا تھا "تو اِس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ۔ کیونکہ میں نے آج خواب میں اُس کے سبب سے بہت دُکھ اُٹھایا ہے"۔

پھر اُسے یسُوعؑ کی سلامتی کی اور بھی زیادہ فکر ہُوئی اور اُس نے لوگوں سے تیسری بار کہا۔ "کیوں؟ اُس نے کیا بُرائی کی ہے؟ مَیں اُسے صلیب دینے کی کوئی وجہ نہیں پاتا۔ اِس لئے مَیں اُسے پٹوا کر چھوڑ دیتا ہُوں"۔

لیکن سردار کاہنوں نے جان لیا کہ وہ لوگوں سے ڈرتا ہے سو اور بھی چِلّا چِلّا کر تقاضا کرنے لگے "اُسے صلیب دے، اُسے صلیب دے"۔ اور پھر بِھیڑ نے اپنی ڈراؤنی چیخوں سے محل کو سر پر اُٹھا لیا۔

اور پیلاطس نے اپنے تخت پر اس ہنگامہ کرنے والی بِھیڑ کو دیکھا اور اُس کا دل بہت ہی کُڑھا۔ وہ بڑبڑا کر اپنے دل میں کہنے لگا "مَیں اِس شخص کو نہیں بچا سکتا۔ وقت ہاتھ سے نکل گیا۔ مگر کیا مضائقہ ہے؟ اِس کے مرنے سے یہی ہوگا کہ یروشلیم میں ایک یہودی کم ہو جائیگا"۔

اُس نے حکم دیا "ایک برتن میں پانی لاؤ"۔ اور جب پانی آیا تو اُس نے کھڑے ہو کر اُن سب کے رُوبرُو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا "مَیں اِس راستباز کے خُون سے پاک ہُوں۔ تُم جانو"۔

سب لوگوں نے خوفناک آوازوں میں جواب دیا۔ "اُس کا خُون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر"۔

اس پر اُس نے برابا کو اُن کی خاطر چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ یسُوعؑ کو کوڑے لگا کر صلیب دی جائے۔

برابا قیدخانے سے باہر آیا جب اُس نے سُنا کہ کیا واقع ہُوا تو حقارت کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا "کیا مَیں نے تُم سے نہیں کہا تھا کہ یہ شخص بُزدل ہے؟"

پیلاطس فیصلہ کرنے کے بعد رنجیدہ خاطر اپنے محل میں گیا اور جب خلوتگاہ میں جانے کو تھا تو اپنی بیوی کلاڈیا سے دوچار ہُوا۔

[illegible]

پیلاطس (ہکلا کر) "ہاں، ہاں۔ مگر بعد از وقت"۔

کلاڈیا (چلّا کر) "بعد از وقت۔ اِس سے تیری کیا مُراد ہے؟ کیا وہ شخص قتل کر دیا گیا؟"

"نہیں وہ ابھی زندہ ہے لیکن ہاں ہاں نہیں۔ بلکہ اُسے صلیب دئے جانے کے لئے فتویٰ دے دیا۔ لوگ ابھی اُس کے کوڑے لگا رہے ہیں۔ مَیں کیا کرتا۔ مجبور تھا۔ تُم بِھیڑ کو دیکھتیں۔ نہایت خطرناک تھی اور وہ شور و غوغا۔ اب تک میرے کان گُونج رہے ہیں"۔ وہ بدنصیب شخص یہ کہہ کر پریشانی کے ساتھ اپنے ہاتھوں پر سر رکھ کر بیٹھ گیا۔

کلاڈیا حیرت بھری اور خشک شیشے کی طرح چمکتی نگاہوں سے اُسے دیکھتی رہ گئی۔ اُس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور بیٹھی ہُوئی آواز سے کہنے لگی۔ "تُو نے اُس پر حکمِ سزا صادر کیا اور وہ بھی صلیب کا۔ دیوتا ہم پر رحم کریں ہم تو برباد ہو گئے"۔ اور پیلاطس کو تنہا چھوڑ کر عالمِ وحشت میں وہاں سے بھاگ گئی۔

پھر سپاہیوں نے یسُوعؑ کو حراست میں لے لیا اور اُس کے کپڑے اُتار کر اُسے ایک چھوٹے سے ستون سے باندھ دیا جس سے اُس کی پُشت خم ہو گئی۔ اور اُنہوں نے موٹے تسموں سے بنے ہُوئے کوڑے لئے جن کے سروں پر لوہے کے دندانے دار بھاری ٹکڑے لگے ہُوئے تھے۔ یہ کوڑے اُس کی برہنہ پُشت پر یہاں تک لگائے کہ آخر تھک گئے۔ پھر اُنہوں نے اُسے اُٹھایا اور وُہی سفید پیراہن پہنا دیا جو ہیرودیس نے پہنا کر اُسے ٹھٹھوں میں اُڑایا تھا اور اُسے عدالت کے کمرے میں لے گئے اور پلٹن کے سارے سپاہی اُسے وہاں دیکھنے کے لئے آ گئے۔

ایک شخص (چالاک) "آؤ۔ ہیرودیس کی طرح ہم بھی اس کی تعظیم بجا لائیں"۔

اِس کلمے سے وہ بہت ہی خوش ہُوئے۔ سفید پیراہن جو ہیرودیس نے اُسے پہنایا تھا اب خون کے باعث قرمزی ہوگیا تھا اُسے اُتار کر اُنھوں نے اُسے ایک سُرخ[۱] لبادہ پہنایا جو اُن میں سے ایک کے پاس تھا۔ پھر ایک شخص دوڑا گیا اور کانٹوں بھری ڈالیاں لایا۔ اور اُس کا ایک تاج بنایا اور اُسے کنپٹیوں پر دبا کر رکھ دیا۔ اور ایک سرکنڈا عصائے شاہی کی جگہ اُس کے دہنے ہاتھ میں دیا۔ اور اُس کی طرف دیکھ دیکھ کر اُسے ٹھٹھوں سے اُڑانے لگے یہاں تک کہ اُن کی خوفناک آوازوں سے سارا کمرہ گُونج اُٹھا۔ اور اُس کے سامنے گھٹنے ٹیک ٹیک کر کہنے لگے۔ "اَے یہودیوں کے بادشاہ۔ آداب!" پھر اُس کے بندھے ہُوئے ہاتھوں سے سرکنڈا لے کر اُس کے سر پر مارا اور اُس کے مُنہ پر تھوکا۔

جب وہ اِس وحشیانہ دل لگی میں مصرُوف تھے پیلاطس پھر وہاں آپہنچا اور غُصّے سے حکم دیا۔ "اُسے حاضر کرو"۔ وہ پھر عدالت کے کمرے میں گیا اور اپنی بیوی کلاڈیا کی خاطر اور نیز اِس وجہ سے کہ خود بھی کسی غیر معلوم سبب سے اُس سے ڈرتا تھا اب بھی چاہتا تھا کہ کسی طرح اُسے بچا لے۔

اب وہ بھیڑ کے سامنے اُونچی جگہ جا کھڑا ہُوا۔ بھیڑ اِس قدر بڑھ گئی تھی کہ انسانی چہروں کے سمندر کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اُس نے یسُوع کی طرف جو اُس کے پاس ہی سُرخ پیراہن پہنے اور کانٹوں کا تاج پہنے کھڑا تھا دیکھا۔ اُس کا چہرہ خون کے چھینٹوں اور لوگوں کی بدسلوکی کے باعث میلا ہو رہا تھا۔ تکلیف کے باعث آنکھوں میں اندھیرا چھا رہا تھا۔ مگر باوجود اِن باتوں کے اُس کی صُورت سے ایسا نُور اور تقدس برس رہا تھا کہ پیلاطس نے بلند

[۱] سُرخ اور ارغوانی یہ دو رنگ اکثر خلط ملط کئے جاتے ہیں جس پوشاک سے یہاں مُراد ہے وہ غالباً ایک چھوٹا فوجی اُونی لبادہ تھی جسے سیگم کہتے ہیں۔

لہجہ میں جس سے رحم اور تعظیم کا اظہار ہوتا تھا کہا "اِس شخص کو دیکھو"۔

گویا وہ یہ کہنا چاہتا تھا "اِس شخص کو دیکھو جو بالکل معصوم ہے۔ اِسے سخت مصیبت میں ملاحظہ کرو۔ کیا وہ کافی تکلیف نہیں اُٹھا چکا ہے؟ کیا تُم اب بھی اُس پر رحم کر کے اُس کے خُون سے درگزر نہ کرو گے"؟

لیکن سردار کاہن اور ہیکل کے کارپرداز اُس کے خُون کے درپے ہو رہے تھے۔ وہ تین گھنٹے کامل سخت چلچلاتی ہُوئی دھوپ میں مُنتظر کھڑے رہے تھے کہ وہ اُن کے حوالہ کیا جائے۔ پیلاطس کی التجا اور قیدی کی رحم انگیز نگاہوں نے اُس آگ میں جو اُن کے دِلوں میں سُلگ رہی تھی پھُونس کا کام دیا۔

اُنھوں نے خوفناک نعرے بلند کئے۔ "اُسے صلیب دے"۔ اور بار بار یہی کہتے تھے "اُسے صلیب دے"۔

اُس وقت پیلاطس نے غُصّے ہو کر اُن سے کہا۔ "تُم ہی اِسے لے جا کر صلیب دو کیونکہ میں اُس کا کچھ جُرم نہیں پاتا"۔

لیکن یہودیوں نے اپنی جماعت کی نگاہ میں بیگناہ ٹھہرنے کے لئے اُسے جواب دیا۔ "ہم اہلِ شریعت ہیں اور شریعت کے موافق وہ قتل کے لائق ہے کیونکہ اُس نے اپنے آپ کو خُدا کا بیٹا بنایا"۔

جب پیلاطس نے یہ بات سُنی تو اور بھی زیادہ ڈرا۔ اور اُسے کلاڈیا کی ہیبت زدہ صُورت یاد آگئی۔ جب وہ یہ بولی تھی کہ "ہم برباد ہوگئے"۔ وہ لوٹ کر پھر ایک بار اور عدالت کے کمرے میں گیا اور مددگار کو حکم دیا کہ قیدی کو اندر لائیں اور یسُوع سے پُوچھا۔ "تُو کہاں کا ہے"؟

لیکن قیدی نے کچھ جواب نہ دیا۔ ایسے شخص کو جواب دینے سے کیا حاصل تھا جو اِس قدر ڈرپوک ہو کہ جسے وہ خود تین بار جُرم سے بری کر چکا ہے رہا نہ کر سکے۔

پیلاطس (غصّہ سے کیونکہ وہ غصّہ کے لئے اِس موقعہ کے ملنے سے خوش تھا) "تو مجھ سے بولتا نہیں؟ کیا تُو نہیں جانتا کہ مجھے تیرے چھوڑ دینے کا بھی اختیار ہے اور صلیب دینے کا بھی"؟

اور یسوع نے اُس کے دل کا غم و غصّہ معلوم کر کے اُس پر ترس کھایا اور وہ بہت سے ہونٹوں کی ناگوار خاموشی کو توڑ کر بولا "اگر تجھے اُوپر سے نہ دیا جاتا تو تیرا مجھ پر کچھ اختیار نہ ہوتا۔ اِس سبب سے جس نے مجھے تیرے حوالے کیا اُس کا گناہ زیادہ ہے"۔

پیلاطس اُس کے سامنے کانپنے لگا۔ پھر وہ ایک دفعہ اور لوگوں کے پاس گیا اور اپنی دانست میں اُن سے عمدہ ترین پیرایہ میں اُس شخص کی رہائی کی بابت گفتگو کرنے لگا جسے وہ تین مرتبہ بری کر چکا اور جس پر دو مرتبہ سزا کا حکم دے چکا تھا۔ لیکن لوگوں نے اُس کی اور اُس کی باتوں کی بیقدری کی اور چلا چلا کر کہنے لگے کہ "اگر تُو اس کو چھوڑ دیتا ہے تو تُو قیصر کا دوست نہیں"۔

جس وقت پیلاطس نے قیصر کا نام سُنا تو اُس کی رُوح کانپ گئی کیونکہ اُسے بہت سی خوفناک باتوں کی یاد آ گئی۔ اُس نے حکم دیا کہ یسوع کو مسندِ عدالت کے رُوبرو لایا جائے اور اُس نے اُن سے کہا "دیکھو۔ یہ ہے تمہارا بادشاہ"۔

لیکن وہ چلائے کہ "لے جا۔ لے جا۔ اُسے صلیب دے"!

پیلاطس نے اُن سے کہا "کیا میں تمہارے بادشاہ کو صلیب دُوں"؟

سردار کاہنوں نے جواب دیا کہ "قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں"۔

اور ان پُر زور الفاظ سے اُنہوں نے آخری روک بھی جو اُس کے کمزور ارادہ نے پیدا کی تھی توڑ ڈالی۔

پیلاطس (دبی ہوئی آواز میں) "اُسے لے جاؤ، اُسے لے جاؤ اور اُسے صلیب

دو۔ اُس کا خون تم پر ہو"۔

اور اُنہوں نے یسوع کو پکڑ لیا اور اُسے لے گئے۔

جب بھیڑ نے دیکھا کہ وہ اُن کے حوالے کر دیا گیا تاکہ اُسے صلیب دی جائے تو اُنہوں نے ایک بڑے زور کا خوفناک نعرہ بلند کیا جس کی آواز سے سارا شہر گونج گیا۔ اُسے سُنتے ہی عورتیں اور بچے خوف سے کانپ اُٹھے اِس نعرہ کی خوفناک آواز کی بازگشت سے جگمگاتی ہوئی ہیکل کے دالان اور صحن گونج اُٹھے یہاں سے وہ نعرہ عالم بالا کی طرف چڑھ گیا۔ یہاں تک کہ اُس کی آواز خدا کے تخت تک جا پہنچی اور فرشتوں نے جو اُس تخت کے سامنے ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں اُسے سُنتے ہی اپنے چہرے چھپا لئے۔

ٹھیک اُس وقت وہاں ایک شخص تھا جس کی شکل و شباہت بالکل وحشی جانوروں کی سی تھی۔ وہ گھٹنوں سے اُس بھیڑ کے اِدھر اُدھر پھر رہا تھا اور گاہے گاہے اپنے بال نوچتا اور اپنے کپڑے جو اُس کے جسم پر دھجیوں کی شکل میں لٹک رہے تھے پھاڑتا تھا۔ وہ دیوانہ وار بڑیں ہانکتا۔ گالیاں بکتا اور پتھروں سے اپنے جسم پر زخم لگاتا تھا۔ لیکن لوگوں کی توجہ اُس کی طرف بالکل نہ تھی۔ بلکہ کہتے تھے کہ "اُس میں بدرُوح ہے شاید وہ ناصری کی تلاش میں ہے مگر اب وہ خود اپنی چارہ سازی کرے"۔

جب اُس آدمی نے یہ سُنا تو اُس نے اپنے چہرے پر سے گوندھے ہوئے بال ہٹائے اور دریافت کرنے لگا "لوگ اس سے کیا کرنا چاہتے ہیں"؟

لوگوں نے اُسے جواب دیا۔ "وہ اُسے ابھی صلیب دینے کو لئے جاتے ہیں"۔

یہ سُنتے ہی اُس آدمی نے ایک زور کی چیخ ماری اور اُنگلیاں کانوں میں ڈال کر وہاں سے بے تحاشا بھاگا اور جب وہ ہیکل میں پہنچا تو دوڑتا ہوا اندر

چلا گیا۔ کیونکہ کوئی شخص اُسے روک نہ سکا یہاں تک کہ وہ اُس جگہ جا پہنچا جہاں چند فقیہہ اور کاہن بیٹھے تھے جو وہاں اُس قتل کے لئے جس کی انجام دہی میں وہ کامیاب ہوئے تھے خوشی منانے کے لئے جمع ہوئے تھے۔

اور اُس شخص نے اُن کے آگے تیس درم ڈال دیئے اور ایک غمناک چیخ مار کے بولا "میں نے گناہ کیا کہ بے قصور کو قتل کے لئے پکڑوایا"۔

اور سردار کاہنوں اور فقیہوں نے جب اُسے دیکھا تو اُن پر ایک خوف طاری ہوا لیکن حنا نے جواب دیا "ہمیں کیا؟ تو جان"۔

اور وہ مقدِس سے چلا گیا۔ اور شہر کے باہر اُس باغ میں جا کر جو گتسمنی کہلاتا ہے اپنے آپ کو پھانسی دی تاکہ وہ اُسی جگہ جان دے جہاں اُس نے ابنِ اللہ کا بوسہ لے کر اُسے پکڑوایا تھا۔

اور سردار کاہنوں نے روپے لے کر کہا۔ "انہیں ہیکل کے خزانے میں ڈالنا روا نہیں کیونکہ خون کی قیمت ہے۔ پس اُنہوں نے صلاح کر کے اُن روپوں سے کمہار کا کھیت پردیسیوں کے دفن کرنے کے لئے خریدا۔ اس سبب سے وہ کھیت آج تک خون کا کھیت کہلاتا ہے"۔

اُنتیسواں باب

رفیقِ صلیب

پندرھویں نیسان کی صبح کو طیطس رنجیدہ خاطر اُٹھا۔ اُس کے قتل کا یہی دن تھا۔ اُس نے اپنی بے نور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر قید خانے کی

دیواروں کو دیکھنا شروع کیا اور بار بار بڑبڑا کر کہنے لگا "یہی دن ہے یہی دن ہے۔ یہی دن ہے"۔

اُسی وقت اُس نے ایک آواز سُنی یہ سوچ کر کہ کیا لوگ ابھی اُسے لے جانے کو آ رہے ہیں وہ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور قید خانے کے سب سے دُور والے گوشے میں کانپتا ہوا جا دبکا۔ نہیں۔ کوئی بھی نہیں تھا۔ بلکہ فقط روٹی اور پانی تھا جو داروغہ جیل کے بدسلیقہ ہاتھوں نے اندر ڈال دیا تھا۔ اُس نے پانی بڑے شوق سے پیا مگر روٹی دیکھتے ہی اُس کا جی بھر گیا۔

پھر وہ بیٹھ کر پاؤں کی آہٹ کا انتظار کرنے لگا جو جان کنی سے کم نہ تھا سر کا زخم جس کی نگہداشت نہ کی گئی تھی سڑ گیا تھا۔ اُس کے رگ و پے میں بخار کی آگ بھڑک رہی تھی اور جُوں جُوں گھنٹے گذرتے گئے رفتہ رفتہ وہ اِس امر کو بھی بھولتا گیا کہ وہ کس چیز کا منتظر ہے اور آخر کار جب چٹخنیاں کھولی گئیں اور دروازہ کھُلا تو وہ دفعتاً اُٹھ بیٹھا۔ اُس کے رخسار گلابی ہو گئے اور لبوں پر عجیب تبسم تھا۔ وہ بے بینائی سے بولا۔ "آخر آپ آ گئے"۔

تمندار اُس کی آواز سُن کر مُنہ کی طرف تکنے لگا۔ اور پھر حکم دیا کہ "اُسے جلد باہر نکالو اور صلیب اُس پر کس دو"۔

ایک سپاہی: "کیا؟ کیا اُسے پہلے کوڑے نہ لگائیں"؟

تمندار: "نہیں اِس کی نسبت ایسا حکم نہیں ملا۔ علاوہ بریں ہمیں جلدی کرنی چاہیئے۔ سورج غروب ہوتے ہوتے ان سب کا خاتمہ ہو جانا چاہیئے۔ اور چھ[1] تو آگے ہی بجنے کو ہیں"۔

اُنہوں نے جلد جلد صلیب کے آڑے لکڑیاں اُس کی پشت سے باندھ دیں۔ اور اُسے قید خانے سے تیزی سے لے گئے۔ جب اُسے تازہ ہوا لگی اور

[1] یہ بارہ بجے کا وقت ہوگا۔

اُس کی پریشان خیالی کچھ کچھ دُور ہوئی تو اُس نے دیکھا کہ دیماکُس بھی لکڑی کے تاکُس کی ٹکٹکی سے ٹانگے ہوئے تھے اور اسی طرح چار سپاہیوں میں گھرا ہوا صحن میں کھڑا ہے۔ اُس کے کوڑے سے لگائے گئے تھے جیسا کہ اُس کے خون آلودہ کپڑوں سے ظاہر ہوتا تھا۔ وہ مارے درد کے بلبلا رہا تھا اور چپکے چپکے کچھ لبوں پر بک رہا تھا۔

جونہی اُس نے طیطس کو دیکھا وہ بھاری آواز سے چلّایا "ظالم! آہ! یہودی۔ فی الحقیقت اب تو سردار کاہن کا بیٹا معلوم ہوتا ہے"۔

اس پر تین دار نے اُس کے مُنہ پر طمانچہ مارا اور کہا "چُپ رہ"۔

یہ دونو صلیب اُٹھائے ہوئے سپاہیوں کے دو مضبوط دستوں کی نگرانی میں تیز قدمی کے ساتھ لے جائے گئے۔ قید خانے سے تھوڑے ہی دُور پہنچ کر وہ ذرا دیر ٹھہر گئے۔

ایک سپاہی (آہستہ آواز میں) "کیوں اُسے بھی انتونیا میں نہ لائے؟"

دُوسرا "اُس پر ابھی ابھی موت کا فتویٰ دیا گیا ہے اور وقت کم تھا اس لئے وہ ہمیں یہیں آملینگے سُنو۔ وہ بھی آرہے ہیں۔ بھیڑ کا شور و غل سُنائی دیتا ہے"۔

پھر سپاہیوں کے آہستہ آہستہ باقاعدہ قدموں کی آواز آئی۔ جلدی جلدی چند حکم دیئے گئے اور پھر وہ سب آگے کو بڑھے۔ وہ شہر کے پھاٹک پر جا پہنچے اور اس میں سے گذرنے کو تھے کہ پھر ٹھہرنے کا حکم دیا گیا۔ ایک سپاہی نے جو طیطس کا نگران تھا پوچھا "کیا بات ہے"؟

ایک آدمی۔ (جو اُوپر بیٹھا ہوا تھا) "وہ آدمی صلیب کے بوجھ سے گر گیا ہے اور انہوں نے ایک مضبوط دیہاتی کو جو ابھی شہر میں داخل ہوا پکڑ لیا ہے اور صلیب[1] اس پر باندھ دی ہے اُس کی صورت تو دیکھنے کے قابل ہے۔ اور اس

[1] صلیب کی سیدھی لکڑی پہلے ہی سے قتل گاہ میں موجود تھی۔

نے زور سے قہقہہ لگایا۔

پھاٹک کے باہر پُر جوش آدمیوں کا ایک مجمع تھا۔ سڑک کے دو طرفہ آدمی قطار در قطار ٹھٹ باندھے کھڑے تھے۔ لوگوں کا گھروں کی چھتوں دیواروں اور درختوں پر جمگھٹا لگا تھا۔ انہیں دیکھ کر طیطس کا سر چکرا گیا۔ کیا یہ سب ان تین بدقسمت چوروں کے دُکھ اور عذاب کو دیکھنے کے لئے گھر سے نکل آئے ہیں؟ "مجرم" موٹے حروف میں اس تختے پر لکھا تھا جو اُس کے سینے پر لٹکا ہوا تھا۔

بھیڑ کے مسلسل وحشیانہ شور و غوغا میں اُسے عورتوں کی گریہ وزاری اور چیخیں سُنائی دیتی تھیں۔ اُس وقت اُسے ایک اور آواز بھی سُنائی دی۔ یہ ایک ایسی آواز تھی جس کے سُننے کی اُسے ہرگز اُمید نہ تھی۔ وہ آواز تھی "باپ! طیطس! ابیشوع!"

اُس کی نگاہ کسی کے سفید چہرے پر پڑی جو دفعتاً اس اژدحام میں پیچھے کو ہٹ گیا۔ اُس نے غصے کے ساتھ اپنے بندھن توڑ ڈالنے کی کوشش کی اور ایک چیخ ماری۔ "مجھے چھوڑ دو"۔

شمشیر دار نے گرج کر کہا "چُپ رہ۔ چور! کچھ چیخیں صلیب کے لئے بھی رکھ چھوڑ" اور اُس نے چپٹی طرف سے اپنی تلوار اُس کے سر پر ماری۔

ستفنس ہفتوں کی بیکار تلاش اور آوارہ گردی کے بعد یروشلیم آ پہنچا۔ اُس کا ارادہ تھا کہ وہ کائفا کے پاس جائے اور وہ کارروائی [illegible] اس کو طیطس کا سب حال سُنا دے۔ بدحال، بھوکا پیاسا، آبلہ پا، وہ کئی بار سردار کاہن کے محل کے دروازے پر حاضر ہوا۔ لیکن دربان نے اُسے اندر جانے نہ دیا اور حقارت سے بولا۔

"سردار کاہن سے ملنا چاہتا ہے؟ خوب! بھیک مانگیں چل اپنا راستہ لے"۔

ستفنس "لیکن مجھے ضرور اُس سے ملنا ہے مجھے اُس سے ایک بڑا ضروری کام ہے"۔

دربان "کچھ ہی ہو۔ تُو اندر نہ آنے پائیگا۔ تیرے ضروری کام کی کچھ جلدی نہیں۔" اور اُس نے ایک زور کا تحقیر آمیز قہقہہ لگا کر دروازہ بند کر لیا۔

پھر وہ ہیکل کو گیا۔ اِس اُمید سے کہ شاید وہیں پر سردار کاہن سے ملاقات ہو جائے اور ہیکل کی پولیس کے ایک سپاہی سے بھولے پن سے پُوچھنے لگا۔ "سردار کاہن کہاں ہوگا"؟

سپاہی۔ "سردار کاہن۔ بھیک منگے بھلا تجھے اُس سے کیا کام ہے"؟

ستفنس۔ "مجھے اُس سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔ میں نے بہت کوشش کی مگر کسی نے مجھے اندر نہ جانے دیا"۔

سپاہی (تمسخر کے ساتھ) "کیا تجھے نہیں جانے دیا؟ بڑا تعجب ہے۔ اجب تو تھا کہ بڑی عزت و تکریم کے ساتھ تمہیں اندر لے چلتے۔ اور سب سے عمدہ جگہ رہنے کو دیتے"؟

ستفنس (اُس کی طرف غور سے دیکھ کر اور لال ہو کر) "میں فقیر نہیں ہُوں اگرچہ میری صُورت بالکل فقیروں کی سی ہے لیکن مجھے سردار کاہن سے ملنا ضرور ہے کیونکہ میں اُسے اُس کے بیٹے کا حال سُناؤنگا"۔

سپاہی (بہ آوازِ بلند) "اُس کا بیٹا۔ تُو دیوانہ ہے۔ اُس کا کوئی بیٹا نہیں۔ جا اپنی راہ لے۔ تُو سردار کاہن سے نہیں مل سکتا۔ آج کا دن تو ان کے ہاں سب کے لئے ایک خاص عید ہے کیونکہ آج رات کو ہم فسح کھائینگے اور آج ہم ایک بڑا تماشہ بھی دیکھینگے کیونکہ ناصری کو صلیب دی جائیگی"۔

ستفنس (پریشان ہو کر) "ناصری صلیب دیا جائیگا۔ اوہ۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ ہرگز نہیں ہو سکتا"۔

سپاہی "مگر گستاخ لڑکے یہ ہو سکتا ہے۔ یہ سارا شہر دیکھنے کے لئے

جائیگا۔ میں خود......"۔

مگر ستفنس وہاں سے پہلے ہی چل دیا تھا۔ وہ دیوانہ وار دوڑا جاتا تھا اگرچہ اُسے معلوم نہ تھا کہ کیوں اور کہاں کو جاتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے مجمع میں جا پہنچا جو اُس کی مانند آگے کو جلدی جلدی بڑھتا جاتا تھا۔

ایک شخص (اپنے ساتھیوں کو آواز دے کر) "آؤ ہم یہیں ٹھہریں یہاں سے سارا تماشہ اچھی طرح نظر آئیگا"۔

ستفنس (نہایت عاجزانہ آواز میں) "کیا یہ سچ ہے"؟

لیکن اُس شخص نے کچھ جواب نہ دیا اور ایک ٹنڈ مُنڈ درخت پر جو سڑک کے کنارے تھا چڑھتے وقت یہ آواز بلند پکار اُٹھا "میں یہاں چڑھونگا"۔

لوگوں کا بے شمار ہجوم بھی شہر کے پھاٹک سے اُمڈا چلا آتا تھا اور ستفنس اُس کی زبردست ریل پیل میں پڑ کر آگے بڑھتے بڑھتے ایک چھوٹی سی پہاڑی کے دامن میں جا پہنچا جو شاہراہ سے دُور نہ تھی۔ اِس جگہ آدمیوں کا ہجوم رُک گیا کیونکہ آگے سپاہیوں کی قطاریں کھڑی تھیں۔

ستفنس نے ایک غمزدہ عورت سے جو اِس مجمع میں اُس کے پاس ہی کھڑی تھی پُوچھا "بتاؤ تو یہ کیا بات ہے؟ کیا یہ سچ ہے کہ (اور اُس کی آواز نے شکل گریہ اختیار کی) یہ لوگ ناصری کو صلیب دینے کو ہیں"؟

عورت "ہائے افسوس! ہاں سچ ہے۔ آہ کیسے [illegible]س کی بات ہے۔ کیسی شرم کی بات ہے۔ یہ سردار کاہنوں کی کارستانی ہے جو اُس سے برابر نفرت کرتے آئے ہیں۔ گذشتہ رات کو ایسا ہوا کہ انہوں نے اُسے [illegible] سمنی کے باغ میں گرفتار کر لیا۔ آج صبح ہی اُنہوں نے اُسے پیلاطس کے حوالہ کر دیا۔ اور اب......"۔

اور یہ کہکر اُس عورت نے اپنا مُنہ نقاب میں چھپا لیا۔

ستفنس "دگتسمنی میں۔ وہ جو سامنے زیتون کا باغ ہے؟"

عورت (لڑکھڑاتی آواز میں) "ہاں۔ وہ وہاں آرام کرنے اور دعا مانگنے کے لئے اکثر جایا کرتا تھا۔" پھر اس نے اپنے آنسو پی جانے کی کوشش کی۔

ستفنس "میں بھی تو وہیں تھا۔ میں نے شور تو سنا لیکن مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کیسا شور تھا۔ میں سو رہا تھا۔"

عورت "سنو۔ وہ آ رہے ہیں۔"

اژدحام کی آواز کے ساتھ سپاہیوں کے باقاعدہ قدموں کی آواز سنائی دینے لگی۔ اور تھوڑی دیر میں اس جلوس کا ہراول جو رومی فوج کا ایک دستہ تھا نظر آیا۔ وہ بڑی مستعدی سے قدم اٹھائے آ رہے تھے۔ ان کی تلواریں دھوپ میں چمک رہی تھیں۔ اس کے بعد تینوں صلیب بردار تھے۔ ان میں ہر ایک کے گرد سپاہیوں کی چار چار قطاریں تھیں اور ہر ایک کے سینے پر ایک سفید تختی لگی تھی جس پر سیاہ جلی حروف میں وہ جرم لکھے تھے جن کے باعث وہ صلیب کا سزاوار ٹھہرا۔ ناصری کی تختی پر عجیب الفاظ لکھے تھے "یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ"

ستفنس نے ایک نظر دیکھا اور اس کی زبان سے پاگلوں کی طرح ایک چیخ نکل گئی۔ "باپ طیطس۔ یسوع" اور وہ ایک مردے کی طرح بیہوش ہو کر گر پڑا۔

اس عورت نے رونا دھونا ترک کیا۔ اس کے پاس ہی دو زانو بیٹھ گئی اور لوگوں سے کہنے لگی "نیک مردو۔ ذرا پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو۔ اس لڑکے کو غش آ گیا ہے۔ ذرا ہوا لگنے دو۔"

ایک آدمی۔ (حقارت کے ساتھ) "یہ کون ہے؟ محض ایک گداگر" اور ساتھ ہی اس کے پاؤں سے ایک ٹھوکر لگائی۔ "اسے پڑا رہنے دے۔ ورنہ سب تماشے کا لطف جاتا رہیگا۔ دیکھو وہ پہلے ناصری کو صلیب پر چڑھانے لگے ہیں۔"

اس عورت نے ایک چھوٹی صراحی میں سے جو اس کے کمربند میں بندھی ہوئی تھی تھوڑا سا پانی لیا اور بیہوش لڑکے کے منہ پر چھینٹے لگائے۔ پھر گویا کسی زبردست طاقت کی تحریک سے مجبور ہو کر وہ کھڑی ہو گئی اور اس خوفناک نظارے کی طرف جو اس کے سامنے تھا ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگی۔

سپاہی اپنا کام بڑی تیزی کے ساتھ ختم کر رہے تھے۔ ناصری کے کپڑے اتار کر اسے صلیب پر لٹا دیا تھا جو زمین پر دھری تھی۔ اور اب موگری کی چند سخت ضربیں لگائی گئیں۔ اور کیلیں اس کے پھیلے ہوئے ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے پار ہو گئیں۔ پھر اس کے پاؤں میں بھی جو ذرا کھینچ کر ایک دوسرے کے اوپر رکھے گئے تھے میخیں ٹھونک دی گئیں۔

اور اب وہ صلیب کو معہ اس کے درد انگیز بوجھ کے اٹھا رہے تھے۔ بڑی بری طرح گھسیٹ کر کوئی ایک درجن ہاتھوں نے اسے اوپر اٹھایا۔ اور ایک نعرہ لگا کر اسے ایک سوراخ میں ڈال دیا جو اس کے کھڑا کرنے کے لئے پہلے سے کھودا ہوا تیار تھا۔

مسیح کا جسم درد اور تشنج سے آگے کو جھک گیا۔ اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل رہے تھے "اے باپ ان کو معاف کر۔ کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔"

اس کے بعد چوروں کی باری آئی۔ انہوں نے وہ نشہ ملی ہوئی مے خوب پی لی تھی جس کے پینے سے یسوع نے انکار کر دیا تھا۔ بڑا چور جب اس کی باری آئی تو سپاہیوں سے خونخوار درندوں کی مانند لڑا۔ مگر جلد ہی مغلوب کر کے دبا لیا گیا۔ اگرچہ خوفناک گالیاں دیتا اور چیختا چلاتا ہی رہا۔ اس کی صلیب ناصری کے بائیں طرف کھڑی کی گئی۔

اس کے بعد نوجوان کی باری آئی۔ وہ عورت جس کے ہونٹ خوف کے مارے

نیلے پڑگئے تھے۔ دردناک آواز میں بول اٹھی "یہ تو محض ایک لڑکا ہے" وہ گریہ و زاری تو کرتا رہا مگر یسوع ناصری کی طرح خاموش تھا۔

لیکن اب غش کھایا ہوا لڑکا جو اُس کے پاؤں میں پڑا تھا حرکت کرنے لگا عورت نے اُس کی طرف دیکھا اور پھر بیٹھ گئی۔ اور اُس کا سر اُٹھا کر اپنی صراحی میں سے اُسے پانی پلایا۔ جونہی لڑکے کی نگاہ تینوں صلیبوں پر پڑی اُس کی سانس رُک گئی اور وہ کہنے لگا "یا خُدا اے میرے یسوع۔ اے میرے بھائی اے میرے باپ!"

وہ پھر غش کھا کر گرتا ہوا معلوم ہوا لیکن یکایک چھلانگ مار کر آگے بڑھا۔ اُس کی آنکھوں میں ایک خوفناک روشنی پائی جاتی تھی۔ اور وہ جھنجھلا کر بولا "سردار کاہن کہاں ہے؟ یہ نوجوان اُس کا بیٹا ہے۔ وہ اب بھی بچ سکتا ہے"۔

عورت (رحم کھا کر) "خاموش۔ تیری مصیبت نے تجھے دیوانہ بنا دیا ہے۔ وہ اب کسی طرح نہیں بچ سکتا"۔

لڑکا غش کھا کر پھر گر پڑا۔ اُس نے کئی گھنٹوں سے کچھ کھایا پیا نہ تھا۔ اُس کا سر پھر رہا تھا اور تمام چیزیں عجیب اور دُھندلی نظر آتی تھیں۔ اور وہ چلا کر بولا "میں ضرور دیوانہ ہو گیا ہوں"۔ پھر وہ خاموش ہو گیا۔ اُس نے مُبہم طور پر لوگوں کی آوازیں سُنیں جبکہ وہ بیچ کے صلیب والے آدمی پر لعن طعن کر رہے تھے کہ "واہ ہیکل کے ڈھانے والے اور تین دن میں بنانے والے! اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اُتر آ۔ اور اپنے آپ کو بچا"۔

اور اُس نے آدمیوں کی ایک جماعت دیکھی جو زرق برق لباس پہنے صلیب کے پاس کھڑی اور تمسخر سے بڑھ بڑھ کر اُسے ٹھٹھے میں اُڑا رہی تھی "اُس نے اوروں کو بچایا۔ اپنے تئیں نہیں بچا سکتا۔ یہ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ اب صلیب پر سے اُتر آئے تو ہم اس پر ایمان لائینگے۔ اُس نے خُدا پر بھروسہ رکھا ہے اگر وہ

اسے چاہتا ہے تو اب اُس کو چھڑا لے کیونکہ اُس نے کہا تھا کہ میں خُدا کا بیٹا ہوں"۔

عورت (ستفنس سے) "یہ سردار کاہن معلوم ہوتے ہیں"۔

لیکن اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔

آفتاب اُس وقت عین سر پر تھا۔ اور دوپہر کے سُورج کی تیز اور گرم شعاعیں زمین پر پڑ رہی تھیں لیکن آہستہ آہستہ اُس تیز روشنی کا رنگ زرد پڑنے لگا۔ ہوا میں عجیب روشنی پیدا ہو گئی۔ لوگوں نے جو جوش کے مارے دیوانہ بنے ہوئے تھے۔ اوّل اوّل اس تبدیلی کا کچھ خیال نہ کیا۔ لیکن پھر یکے بعد دیگرے سب نے بےچینی کے ساتھ عالمِ بالا کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ نہ تو آسمان پر بادل تھا اور نہ طوفان کی کوئی علامت پائی جاتی تھی مگر روشنی دمبدم ہلکی پڑتی جاتی تھی۔ اب وہ بالکل زرد ہو گئی اور رفتہ رفتہ شام کی تاریکی چھا گئی۔

لوگوں کے چہروں کا رنگ اُڑ گیا۔ وہ ایک دُوسرے کی طرف دیکھنے اور آپس میں کانا پھوسی کرکے کہنے لگے "یہ کیا معاملہ ہے؟" پھر دہشت کے مارے اُس آدمی کی طرف جو بیچ کی صلیب پر لٹک رہا تھا نظر کی۔ وہ بالکل بےحس و حرکت تھا۔ اُس کا سر اُس کے سینے پر جھک رہا تھا۔

وہ آدمی جو بائیں طرف صلیب پر تھا کراہتا اور کفر بکتا رہا تھا۔ اُس خوفناک خاموشی میں اُس کے الفاظ صاف صاف سُنائی دیتے تھے۔ وہ اپنے پاس والے شخص کو لعن طعن کر رہا تھا اور طعنہ دے دے کر کہتا تھا "کیا تو مسیح نہیں۔ تو اپنے آپ کو اور ہم کو بچا"۔

دُوسرا شخص جو ناصری کی دوسری طرف تھا سوائے دردناک آہیں بھرنے کے بالکل خاموش تھا لیکن اب وہ بولا کیونکہ خوفناک دُکھ اور تکلیف نے اُس کا دماغ صاف ہو گیا تھا۔ اور صاف آواز میں یہ الفاظ کہے جو ستفنس نے بڑے

غور و اشتیاق سے سُنے "کیا تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا ہے حالانکہ اسی سزا میں گرفتار ہے۔ اور ہماری سزا تو واجبی ہے کیونکہ اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں لیکن اُس نے کوئی بے جا کام نہیں کیا"۔

پھر اُس نے دم توڑتے ہوئے یسوع کی طرف دیکھا اور کانپتے ہوئے عاجزی کے ساتھ کہنے لگا "اے یسوع۔ جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا"۔

یسوع کے خون آلودہ اور میلے چہرے پر جس پر اب آنے والی موت کی زردی چھائی جاتی تھی ایسی خوشی اور تقدس کے آثار نمودار ہوئے کہ جس وقت ستفنس نے اُس کی طرف دیکھا تو اُس کا دل سینے میں اُچھلنے لگا۔ اور بدستور سابق اُس کی آواز صاف شیریں اور دُور تک پہنچنے والی تھی جو یہ کہتی تھی "میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا"۔

طیطس کے لبوں پر ایک خوشنما تبسم نمایاں ہوا۔ اب اُسے دُکھ۔ شرم اور موت کی کیا پروا تھی۔ "آج اُس کے ساتھ اور فردوس میں"۔

ستفنس بڑی آرزو کے ساتھ چلاتا ہوا آگے بڑھا۔ "اے خداوند۔ مجھے بھی لے چل"۔

یکایک اُسے معلوم ہوا کہ اُس سے کچھ فاصلہ پر یسوع کی ماں مریم بھی کھڑی ہے اور اُس کے ساتھ دو اور عورتیں اور عزیز شاگرد یوحنا بھی ہے۔ وہ اُس اندھیرے میں بھی اُنہیں اچھی طرح دیکھ سکتا تھا کیونکہ لوگوں کا ہجوم خوف کے مارے صلیبوں کے پاس سے دُور ہٹ گیا۔ وہ رُومی گارد کے ہمراہ تن تنہا وہاں کھڑے تھے۔ وہ ڈرتے ڈرتے نزدیک پہنچا اور پاس جا کر اُس نے مریم کے پیراہن کا دامن چھو لیا۔ لیکن مُنہ سے نہ بولا۔ کیونکہ اُسے بات کرنے کی جُرأت نہ ہوئی۔

مریم یہ کہہ کر آہ و زاری کرتی رہی "اے میرے بیٹے۔ اے میرے بیٹے"۔

اب اُس دم توڑتے ہوئے شخص کی دھندلی نگاہوں میں پھر اُجالا ہو گیا۔

اُس نے اپنی ماں کی طرف بے حد شفقت کے ساتھ دیکھا اور کمزور آواز میں کہنے لگا "اے عورت۔ دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے" اور پھر یوحنا کی طرف دیکھ کر جو غش کھاتی ہوئی مریم کو سنبھالے ہوئے تھا فرمایا "دیکھ تیری ماں یہ ہے"۔

وقت بڑی دُشواری سے گذرتا گیا۔ اب رات کی سی گہری تاریکی چھا گئی جیسی بے تاروں کی رات میں ہوتی ہے۔ ہزاروں آدمی جو عید کا لباس پہنے ہوئے تھے اور جن کے دلوں میں گستاخوں کی سی فتحمندی کا خیال تھا یہ دیکھنے آئے تھے کہ صلیب پر کیسا دُکھ اور تکلیف ہوتی ہے۔ یہ سب سراسیمہ خوفزدہ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ دیکھیں انجام کیا ہوتا ہے۔ اُنہیں یہ جُرأت نہ ہوئی کہ اس خوفناک تاریکی میں کہیں بھاگ جائیں۔ سوائے اُس دم توڑنے والے آدمی کی آہوں کے چاروں طرف بالکل خاموشی ہی کا سماں تھا۔

اور نویں گھنٹے کے قریب (تیسرے پہر کو) یسوع بڑے زور سے چلایا کہ "ایلی ایلی لما شبقتنی"۔

یہ الفاظ اُس نے اپنے لڑکپن کی سیدھی سادی گلیلی زبان میں کہے جن کا مطلب یہ تھا کہ "اے میرے خدا۔ اے میرے خدا۔ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"۔

لیکن ایک شخص نے جو کھڑا پہرہ دے رہا تھا اِن لفظوں کو سُنا مگر اُن کا مطلب نہ سمجھا اور بولا "دیکھو وہ ایلیاہ کو بلاتا ہے"۔

یسوع آہستہ آواز میں پھر بولا "میں پیاسا ہوں"۔

وہاں ایک سرکہ سے بھرا ہوا برتن رکھا تھا جسے سپاہی اپنے پینے کے لئے لائے تھے۔ اور اُن میں سے ایک نے ترس کھا کر جلدی سے ایک اسفنج سرکہ میں ڈبویا اور سرکنڈے پر رکھ کر جو پاس ہی اُگا ہوا تھا اُس کے سُوکھے ہونٹوں سے لگایا۔

دُوسرا بولا "ٹھہر جاؤ۔ دیکھیں تو ایلیاہ اُسے اُتارنے آتا ہے"۔

پھر چاروں طرف خاموشی طاری ہو گئی جسے صرف اِس مصلوب کے کراہنے کی آواز نے توڑا۔ پھر دم بھر میں سب خاتمہ ہو گیا۔ اُس وقت اس مرنے والے کے چہرے پر بڑی خوشی اور فتحمندی کے آثار نمودار ہوئے اور اُس نے کہا کہ "تمام ہُوا"۔

اور پھر آخری دُعا جو بڑی آہستہ آواز میں مانگی گئی تھی۔ "اے باپ میں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں"۔ اور جان کنی کی پُرزور بلند آواز کے ساتھ اُس کا سر سینے پر جُھک گیا اور وہ مر گیا۔

زمین بار بار لرزنے لگی اور ساتھ ہی چٹانوں کے آپس میں رگڑنے اور تڑکنے کی آواز سُنائی دی۔ لوگ زور سے چیخیں مارنے اور خوف و دیوانگی سے گھبرا کر دُعائیں مانگنے لگے۔

اور آہ و زاری کر کے کہتے تھے "ہم برباد ہو گئے" اور اپنے کپڑے پھاڑتے اور چھاتی پیٹتے تھے۔

رُومی صُوبہ دار اور سپاہی جو اُن کے ساتھ تھے سب خوف سے کانپنے لگے اور بولے "سچ مچ یہ خُدا کا بیٹا تھا"۔

پھر تاریکی جیسے یکایک گھِر آئی تھی ویسے ہی یکایک غائب بھی ہو گئی۔ آفتاب بڑی آب و تاب سے نمُودار ہُوا اور اژدحام آہ و زاری کرتا اور چھاتی پیٹتا شہر کو واپس لوٹا۔ اب اُنہیں وہ الفاظ یاد آئے جو اُنہوں نے کہے تھے کہ "اُس کا خُون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر ہو"۔

تیسواں باب

دماکُوس کا آخری اقرار

اگرچہ اُس شخص کی جان نکل چکی تھی جو بیچ کی صلیب پر تھا لیکن جو اُس کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے وہ ابھی زندہ تھے۔ ان دونوں میں سے چھوٹا بظاہر بالکل بیہوش معلوم ہوتا تھا کیونکہ اُس کا سر سینہ پر جُھکا ہُوا تھا اور بالکل بے حس و حرکت تھا۔ لیکن دُوسرا اپنا سر اِدھر سے اُدھر پٹک پٹک کر دیوانوں کی طرح بک رہا تھا۔ وہ چلّا کر بولا "میرے پاس سردار کاہن کو بُلاؤ۔ اب میرا دم نکلا چاہتا ہے۔ مَیں جان توڑنے سے پہلے اُس سے کچھ کہنا چاہتا ہُوں"۔

یہ باتیں سردار کاہن کے خادم ملکوس نے سُنیں جو صبح سے صلیبوں کے نزدیک کھڑا تھا اور اُس سے دریافت کیا "تُو سردار کاہن سے کیا کہنا چاہتا ہے؟ مَیں اُس کا خادم ہُوں"۔

دماکُوس (کراہ کر) "مجھے پینے کے لئے پانی دے کیونکہ پیاس سے بڑی تکلیف ہے"۔

ملکوس نے سرکہ میں اسفنج ڈبویا اور دو مرتبہ اُس بدنصیب مصلوب کو دیا۔ سرکہ پی کر وہ بھاری آواز میں کہنے لگا "سردار کاہن کہاں ہے؟"

ملکوس "وہ شہر کو واپس چلا گیا۔ مجھے بتا۔ تُو اُس سے کیا کہنا چاہتا ہے؟ مَیں اُس کا معتبر غلام ہُوں اور مَیں تیرا پیغام اُس سے کہہ دُونگا"۔

دماکُوس "مَیں تجھی سے کہہ دُونگا کیونکہ اب مَیں اُس سے کہہ نہیں سکتا۔

اور وقت تھوڑا ہے"۔ اب وہ کراہنے کے لئے رُک گیا۔ اور پھر کچھ کہنے کی کوشش کی۔ "نوجوان جو اُس سامنے کی صلیب پر ہے کائفا سردار کاہن کا بیٹا ہے"۔

ملکوس (خوف سے پیچھے ہٹ کر) "چور۔ تو جھوٹ بولتا ہے"۔

دماکوس "میں جھوٹ نہیں بولتا۔ میں لبِ مرگ ہوں۔ میں اُسے اُس کی دایہ پرسکا سمیت چُرا لے گیا تھا۔ میں اس عورت پر عاشق تھا۔ کائفا نے بے قصور مجھے کوڑے لگوائے تھے۔ اِس مار سے میں ایسا شیطان طینت ہو گیا جیسا تو دیکھتا ہے۔ میں اُس سزا کا بدلہ لینے کی غرض سے اِس لڑکے کو لے گیا تھا"۔

جب ملکوس نے پرسکا کا نام سُنا تو خوف سے کانپنے لگا اور اُس نے پوچھا "وہ عورت کہاں ہے"؟

چور۔ (بڑی مشکل سے) "مجھے معلوم نہیں۔ وہ کفرنحوم میں ہے۔ اور ستفنس نام اُس کا ایک بیٹا بھی ہے۔ نہ مجھے یہ خبر ہے کہ وہ کہاں ہے؟ لیکن تو قسم کھا کہ میرا پیام کائفا کو پہنچا دیگا۔ اُسے کوڑوں کی سزا اور اپنا بیٹا یاد آ جائیگا"۔ اور اُس نے اپنے دانت پیسے۔

اب تو ملکوس دوسری صلیب کی طرف دَوڑا گیا۔ اور اُس شخص کے چہرے کو جو اس پر لٹک رہا تھا بڑے شوق سے دیکھنے لگا اور جب غور سے اُس کی صورت کو دیکھا تو اُسے پختہ یقین ہو گیا کہ اُس شخص نے سچ کہا ہے۔

اُس نے صلیب کے نزدیک جاکر اپنا ہاتھ لڑکے کے دل پر رکھا۔ دل اب بھی دھڑک رہا تھا۔ مگر اس قدر آہستہ کہ بڑی مشکل سے اُس کی حرکت معلوم ہوتی تھی۔ اور اُس نے دل میں خیال کیا کہ اب وہ مرا ہی چاہتا ہے۔ پھر اُس کے دل میں وہ الفاظ جو ناصری نے کہے تھے آ گئے۔ اور جب وہ مُڑ کر وہاں سے

چلا تو دل شکن آہ بھر کر آہستہ سے کہنے لگا "جہاں کہیں فردوس ہو۔ وہ ضرور فردوس میں پہنچ چکا ہے"۔

اُس نے ایک سپاہی کو بُلا کر جو پہرہ دے رہا تھا ایک اشرفی اُس کے ہاتھ میں دی اور آہستہ سے کہا "جب یہ نوجوان بالکل ختم ہو جائے تو میں اُس کی لاش لونگا۔ تو اُس کا انتظام کر چھوڑنا اور تجھے اِس سے دُگنا اور ملیگا"۔

اُس نے اشارے سے قبول کر لیا اور پوچھا "تو اُسے کس جگہ لینا چاہتا ہے"؟

ملکوس "یہیں۔ میں خود اُسے لینے کے لئے آؤنگا۔ دیکھ جب تک میں آؤں اُسے صلیب پر سے اُتارنے نہ دینا"۔

پھر ملکوس بے تحاشا دوڑا۔ اور محل میں پہنچکر وہ سیدھا اپنے آقا کے خلوت خانے کو گیا۔

کائفا اُس وقت اکیلا اپنی بڑی کُرسی پر بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کی آنکھیں ایک طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہی تھیں۔

ملکوس نے اس خوفناک اور سنگین چہرے کے سامنے کانپ کر کہا۔ "آقا میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ایک ایسی بات جو آپ کے فرزند کے متعلق ہے"۔

اُس نے اپنے دل میں سوچنا شروع کیا کہ کس طرح نہایت نرم الفاظ سے اس دردناک خبر کا بیان کرے کہ اُس کے دل کو صدمہ نہ پہنچے۔

لیکن کائفا نے جواب نہ دیا معلوم ہوتا تھا کہ اُس نے سُنا ہی نہیں۔

ملکوس (بالکل نزدیک جاکر اور کُرسی پر جُھک کر بہ آواز بلند) "مجھے حضور کا بیٹا مِل گیا۔ مجھے حضور کا بیٹا مِل گیا۔ وہ لبِ مرگ ہے اور دم توڑ رہا ہے شاید اب ختم ہو گیا ہو"۔

کائفا نے حرکت کی اور آہستہ آہستہ اپنی آنکھیں اُس کی طرف پھیریں۔

یہاں تک کہ وہ خوفناک اور نہ جھپکنے والی آنکھیں خادم کے چہرے پر آ کر ٹھہر گئیں۔ "تجھے میرا بیٹا مل گیا؟ میرا بیٹا تو مر چکا۔ تو یہ کیا کہہ رہا ہے؟"

تب ملکوس نے مایوسی کی حالت میں وہ سارا دل شکن قصہ بیان کر دیا۔ کالفا چپ چاپ بیٹھا سنتا رہا۔ "تو کہتا ہے کہ اُسے صلیب دے دی گئی"۔ اور پھر اُسی کند لہجہ میں "ناصری کے ساتھ؟ میرا بیٹا اور خدا کا بیٹا۔ دونوں ایک ساتھ صلیب دیئے گئے"؟

پھر اُس کی شکل میں ایک خوفناک تبدیلی واقع ہوئی۔ وہ جھپٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اُس کی آنکھیں شعلے کی مانند چمکنے لگیں۔ اور وہ چلا کر کہنے لگا "تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو مجھے میرے کئے پر ڈرانے کی کوشش کرتا ہے لیکن میں نہیں ڈرتا۔ میں خوش ہوں، خوش! تو سنتا ہے؟ جا میرے سامنے سے چلا جا اور پھر کبھی نہ آنا۔ جا یہاں سے چلا جا ورنہ تجھے جان سے مار ڈالونگا"۔ اور آسیب زدہ کی طرح دھاڑ کر وہ اُس پر حملہ کرنے کو دوڑا۔

لیکن ملکوس چل دیا تھا۔ سڑک پر پہنچ کر کوئی دم بھر کے لئے بیٹھ گیا اور اپنے کپکپاتے ہوئے ہاتھوں کو باہم ملا کر ایک دردناک آہ کھینچی "میرے خدا۔ میرے مالک۔ میں تیری منت کرتا ہوں کہ اُس کی مدد کر۔ اور اگر ممکن ہو تو اُسے معاف کر دے"۔

پھر وہ اُٹھ کر جلد جلد سیدھا کلوری کی طرف گیا اور راستے میں فقط خوشبو اور کتان خریدنے کے لئے ٹھہرا۔

جونہی وہ ایک تنگ گلی کے گوشے پر مڑا اُسے دو آدمی ملے اُن میں سے ایک نے اُس کا نام لے کر پکارا۔ وہ دیکھنے کے لئے ٹھہر گیا تو اُسے معلوم ہوا کہ پکارنے والا ناصری کا شاگرد یوحنا ہے۔

یوحنا (دبی زبان سے) "میرے ساتھ ایک لڑکا ہے جو تیرے آقا کے لئے منحوس اور مصیبت انگیز پیام لایا ہے۔ وہ اُس کے بیٹے کو جسے گم ہوئے مدت گذری خوب جانتا ہے۔ میں اُسے سردار کاہن کے محل کو لے جا رہا ہوں کیونکہ وہ تنہا اندر نہیں جا سکتا"۔

ملکوس (شوق سے) "اچھا۔ کیا اُس نے پہلے بھی اندر جانے کی کوشش کی تھی"؟

لڑکا "ہاں۔ کل کئی بار"۔

ملکوس نے زور کی ایک درد انگیز آہ کھینچی اور کہنے لگا "جو کچھ تو میرے آقا سے کہنا چاہتا ہے مجھے سب معلوم ہے۔ مگر اب تیرا اُس سے ملنا بالکل بیکار ہوگا۔ رہی اُس کی ماں۔ سو اُسے کچھ مدت تک اُس کی خبر نہ ہونی چاہئے۔ وہ پہلے ہی کافی رنج و غم میں مبتلا ہے"۔ اور پھر جو جو باتیں اُس کے اور کالفا کے درمیان ہوئی تھیں اُس نے مختصر الفاظ میں بیان کر دیں اور آخر کہنے لگا۔

"میں اپنے نوجوان آقا کی تجہیز و تکفین کے لئے جاتا ہوں۔ میں اُس کے لئے اپنا خون تک بہا دیتا مگر سر دست صرف یہی کر سکتا ہوں"۔

ستفنس (بھولے منہ سے) "میں بھی اُس سے محبت رکھتا ہوں۔ لیکن میں خوش ہوں کہ وہ یہاں کی نسبت ایک بہتر جہان میں چلا گیا جہاں وہ خدا کے ساتھ رہیگا"۔

پھر تینوں وہاں سے مغموم خاطر چل دئے اور اب وہ سب وہاں جا پہنچے جہاں صلیبیں کھڑی تھیں۔

جب نزدیک پہنچے تو دیکھا کہ لوگ یسوع کی لاش کو بڑی عزت و وقار کے ساتھ اُتار رہے ہیں۔ چند آدمی لاش اُتارنے میں مدد دے رہے تھے۔ ان میں

ملکوس نے شاہی مجلس کے دو ممبروں کو بھی دیکھا۔ ایک تو یُوسف شہر ارمتیہ کا رہنے والا تھا اور دُوسرا نیکدیمس۔

یُوحنّا: (آزردہ دِلی سے) "آخر وہ اُس پر ایمان لے آئے"۔

ملکوس: "وہ اُس پر مُدّت سے ایمان رکھتے ہیں مگر بظاہر اُس کا اقرار کرنے کی اُن کو جُرأت نہ ہوئی (اور کچھ فروتنی سے) اور نہ مجھے۔ سپاہی جسے اُس نے اشرفی دی تھی اب اُس کے نزدیک آیا اور آہستہ سے کہنے لگا "اِس لڑکے کا کام تمام ہو چکا اور دُوسرے کا بھی۔ کیا تو چاہتا ہے کہ ہم تیری مدد کریں؟ ہمیں بہر صُورت لاشیں یہاں سے لے جانی چاہئیں۔ اور حتی الامکان جلد۔ کیونکہ اب آفتاب غرُوب ہونے ہی کو ہے"۔

ملکوس (بھاری آواز سے) "ہاں ذرا میری مدد کر۔ یہ لے اشرفیاں"۔

پس ایسا ہوُا کہ سُورج غرُوب ہوتے ہی تینوں مُوت کی نیند میں بہ آرام سوتے تھے یسُوع ایک نئی قبر میں جو یُوسف ارمتیہ کے رہنے والے نے اپنے لئے کھدوائی تھی۔ یہ قبر ایک نفیس باغ میں اُس جگہ کے قریب تھی جہاں اُسے صلیب دی گئی تھی۔ اور باقی دو بھی کچھ بہت دُور نہ تھیں کیونکہ ستفنس نے ملکوس سے دردِ دل کر التجا کی کہ اُس کے باپ کی لاش وحشی مزاج سپاہیوں کے ہاتھوں میں نہ دی جائے۔

جب وہ شفق کی روشنی میں وہاں سے چلے تو ملکوس نے ستفنس سے پُوچھا "اب تُو کہاں جائیگا"؟

وہ دُور اندوطن لڑکا بولا "میں نہیں جانتا۔ ایسا کوئی نہیں رہا جس کے پاس میں جا سکوں۔ اور میرا کوئی گھر بھی نہیں رہا"۔ اور یہ کہہ کر وہ زور سے سسکیاں لے کر رونے لگا۔

ملکوس (دِلسوزی سے) "تُو میرے پاس ٹھہرنا"۔

لیکن یُوحنّا نے جو اُس جماعت میں شامل تھا اُس لڑکے کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ "کیا تُو میرے ساتھ چلیگا؟ اُس (ناصری) کی ماں جو اب میری ماں ہے تیری بھی ماں ہوگی اور تُو میرا بھائی ہوگا"؟

ستفنس نے اُس شاگرد کے مُنہ کی طرف دیکھا جسے یسُوع پیار کرتا تھا اُس کا دِل اُس کی طرف کھنچ گیا اور اُسے اپنے رنج وغم سے تسکین ہُوئی۔

پھر وہ بیت عنیاہ کو چلے گئے تاکہ وہاں سبت کے دن تک ٹھہرے رہیں۔

اکتیسواں باب

یسُوع کا جی اُٹھنا

صبح صادق کا وقت تھا۔ غرُوب ہوتے ہُوئے چاند کی دُھندلی روشنی میں ایک عورت تن تنہا جلد جلد قدم اُٹھاتے اُس باغ کی طرف جا رہی تھی جہاں یسُوع مصلوب دفن تھا۔ یہ عورت مریم مگدلینی تھی جو عزیز مصلوب کے لئے خوشبُودار چیزیں لے کر آئی تھی۔ وہ ڈرتے ڈرتے احاطے میں داخل ہوئی اور خوف سے کئی جگہ ٹھہر ٹھہر کر گھنی جھاڑیوں میں ہوتی ہُوئی آگے بڑھی۔ وہاں ایسی تاریکی اور خاموشی طاری تھی کہ اُسے اپنے دِل کے دھڑکنے کی آواز صاف سُنائی دیتی تھی وہ فی الفور ٹھہر گئی اور کان لگا کر سُننے لگی۔ اُس وقت اُس خاموشی کو ایک آواز نے جو کسی اندر پوشیدہ چیز کی سرسراہٹ معلوم دیتی تھی توڑا۔ وہ صرف نسیم سحری کی آواز تھی جو درختوں کی شاخوں میں ہو کر گذر رہی تھی مگر وہ اُسے فرشتوں کے بازوؤں کی

آواز تھی۔ عالمِ بالا کی پاک و صاف ہوا کی مانند وہ جگہ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے مہک رہی تھی۔ وہ بڑی دیر تک چُپ چاپ کھڑی رہی۔ اُسے اُونچے سانس لینے کی بھی جُرأت نہ ہُوئی۔ اور چُپکے کان دھر کر سُنتی رہی۔

یکایک اُس کی تاریکی میں سے گلابی رنگ کی روشنی کی ایک چھوٹی سی کرن نمودار ہُوئی۔ اور عالمِ بالا میں ابابیل شکر گُذاری کے نغمے الاپنے لگے۔

وہ ایک تعجب کی آواز کے ساتھ آگے بڑھی اور دیکھا کہ قبر پر سے پتھر لُڑھکا ہُوا ہے۔ وہ ڈرتے ڈرتے آگے بڑھی اور قبر میں جھانک کر دیکھنے لگی اور پھر مُڑ کر وہاں سے بیت عنیاہ کی طرف دوڑی۔

قبر خالی تھی۔

"بھلا ہمارے لئے قبر سے پتھر کون لُڑھکائیگا؟"

عورتیں ٹھہر گئیں اور ہکا بکا ہو کر ایک دُوسرے کی طرف دیکھنے لگیں۔ یہ چار عورتیں تھیں۔ یعقُوب کی ماں مریم۔ کلیپاس کی بیوی۔ یوانا اور سلومی۔ یہ عورتیں بھی اُس متبرک باغ کی طرف نُور کے تڑکے دھندلی روشنی میں جا رہی تھیں۔

سلومی "یہ تو یقینی بات ہے کہ ہم پتھر کو نہ سرکا سکینگے کیونکہ وہ بہت بڑا اور بھاری ہے۔"

یوانا "لیکن کیا شاگرد بھی قبر پر نہ ہونگے؟ ہمارا ارادہ تو اُنہیں معلوم تھا۔ اور پھر آؤ آگے بڑھیں میں خود بھی کچھ کم مضبوط نہیں ہُوں۔"

اب صبح کی روشنی تیزی کے ساتھ پھیلتی جاتی تھی۔

سرد کُہر جو رات بھر کھیتوں میں نزاکت کے ساتھ پڑتی رہی تھی۔ اب چمکیلے موتیوں کا مینہ برساتی جاتی تھی۔ بادام کے درختوں کی کلیاں ابھی کھلی تھیں اور نازک پتوں کی سبزی کے مقابلہ میں سفید اور گلابی رنگ کے پھول عجب

لطف دے رہے تھے۔ پرندے زمزمہ سنجی کی خوشی میں پھول دار شاخوں پر شاد شاد جھومتے پھرتے یا روشن آسمان میں آڑتے ترچھے اِدھر اُدھر اُڑتے پھرتے تھے۔

لیکن اُس نئے دن کی تجمندی اور خوشی کی کوئی بات بھی اُن عورتوں کے دلوں کو نہ بھائی۔ مریم نے اپنی آنکھیں جو روتے روتے سُوج گئی تھیں اُوپر اُٹھائیں اور کچھ آزردہ دلی سے کہنے لگی۔

"چڑیاں جو اُس سے محبت رکھتی تھیں آج کس طرح نغمہ سنجی کر سکتی اور پھول کس طرح کھل سکتے ہیں؟ جبکہ وہ —" اور وہ یہ کہتے ہی رو پڑی۔

باقی عورتیں خاموش تھیں۔ سر نیچے کئے ہُوئے وہ جلد جلد آگے بڑھتی جاتی تھیں۔ اُن کی آنکھیں بھی مارے آنسوؤں کے اندھی ہو رہی تھیں۔

اور اب وہ باغ میں پہنچ گئیں۔ اندر داخل ہُوئیں اور سوسنوں اور پھُولے ہُوئے درختوں کی گنجان قطاروں میں ہو کر آگے بڑھیں۔ اور جب قبر کے پاس پہنچیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ بھاری پتھر لُڑھکا ہُوا قبر کی ایک طرف پڑا ہے۔

وہ ڈرتے ڈرتے قبر کے اندر گئیں۔ اور پھر ایک دُوسری کی طرف بڑی حیرت کے ساتھ دیکھنے لگیں۔ قبر جس میں یشوع کی لاش دفن کی گئی تھی خالی تھی۔ ناگہاں اُنہوں نے دہنی طرف ایک نوجوان کو بیٹھے دیکھا جس کے کپڑوں سے ایک عجیب روشنی نکل رہی تھی۔ اُس سے وہ تمام تاریک جگہ جہاں عورتیں کھڑی تھیں روشن ہو گئی اور فرشتہ اُن سے یُوں ہمکلام ہُوا:۔

"ڈرو نہیں۔ کیونکہ میں جانتا ہُوں کہ تم یشوع کو ڈھونڈتی ہو جسے صلیب دی گئی تھی۔ زندے کو مُردوں میں کیوں ڈھونڈتی ہو؟ وہ یہاں نہیں بلکہ جی اُٹھا ہے۔ یاد کرو کہ جب وہ گلیل میں تھا تو اُس نے تم سے کہا تھا ضرور ہے کہ ابنِ آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالے کیا جائے اور صلیب دیا جائے اور تیسرے

دن جی اُٹھے"۔

اور وہ قبر سے نکل کر بھاگ گئیں۔ کیونکہ لرزش اور ہیبت اُن پر غالب تھی۔ تھوڑی دیر تک وہ کسی سے کچھ نہ بولیں کیونکہ وہ بالکل ڈر گئی تھیں۔

"بھلا تمہارے نزدیک یہ عجیب خبریں کیا معنے رکھتی ہیں۔ بھلا اُس کی لاش کون لے گیا ہوگا؟ شاید اُس کے دُشمن جنہوں نے اُسے صلیب دی۔ کیا ابھی اُن کا جی سیر نہیں ہُوا کہ وہ اُسے اُس کی آخری آرام گاہ میں بھی آرام سے سونے نہیں دیتے"؟

یُوحنّا "آؤ جلدی چلیں۔ شاید اُس عورت نے دھوکا کھایا ہو۔ وہ غم سے دیوانی ہو رہی ہے"۔ پھر اُسے ایک عجیب خیال آیا۔ یعنے وہ الفاظ جو مدت ہُوئی کہے گئے اور اکثر دُہرائے گئے تھے اُسے یاد آ گئے اور وہ مُنہ ہی مُنہ میں یہ کہہ اُٹھا۔ "تیسرا دن"۔

پھر وہ دَوڑا۔ پطرس اُس کے پیچھے پیچھے تھا اور دَوڑتا ہُوا باغ میں قبر پر آ پہنچا۔ دیکھا کہ پتھر لُڑھکا ہُوا ہے۔ جیسا عورت نے بیان کیا تھا اُس نے جھک کر سُوتی کپڑے جن میں لاش لپیٹی گئی تھی پڑے دیکھے اور جب وہ حیران و ششدر کھڑا دیکھ رہا تھا مگر قبر کے اندر جانے کی جُرأت نہ ہُوئی تھی تو پطرس بھی جا پہنچا۔ اُس نے کھُلی قبر کے اندر جا کر دیکھا کہ سُوتی کپڑے لپیٹے ہُوئے پڑے ہیں۔ اور وہ رومال جس سے مُردے کا سر بندھا تھا سُوتی کپڑوں کے ساتھ نہیں بلکہ الگ ایک جگہ لپیٹا پڑا ہے۔

پھر یُوحنّا بھی قبر کے اندر گیا۔ صداقت اُس کے دل میں جلوہ گر ہُوئی اور وہ فرشتے کے ہمزبان بولا۔ "وہ یہاں نہیں۔ وہ جی اُٹھا ہے"۔

لیکن پطرس غم کے مارے خاموش تھا۔ تب دونوں بیٹے اپنے گھر چلے گئے۔

مریم مگدلینی روتی ہُوئی اُن کے پیچھے فاصلے پر آتی تھی اور جب شاگرد چلے گئے تو وہ اکیلی قبر کے پاس آئی اور وہاں کھڑی روتی رہی۔ اور جب روتے روتے قبر کی طرف جھک کر اندر نظر کی تو دو فرشتوں کو سفید پوشاک پہنے ہُوئے ایک کو سرہانے اور دُوسرے کو پائینتی بیٹھے دیکھا جہاں یسُوع کی لاش پڑی تھی اور اُنہوں نے اُس سے کہا کہ "اَے عورت تُو کیوں روتی ہے؟ کس کو ڈھونڈتی ہے"؟ اُس نے کہا "اِس لئے کہ وہ خداوند کو نکال لے گئے اور مجھے معلوم نہیں کہ اُنہوں نے اُسے کہاں دفن کیا ہے"؟

یہ کہہ کر وہ پیچھے پھری اُس کی آنکھیں آنسوؤں کے مارے اندھی ہو رہی تھیں۔ مگر اُس نے ایک آدمی کو اپنے پاس ہی کھڑا دیکھا اور اُس آدمی نے مریم سے فرشتوں ہی کے الفاظ میں جو اُس نے قبر میں دیکھے تھے دریافت کیا "اَے عورت تُو کیوں روتی ہے؟ تُو کس کو ڈھونڈتی ہے"؟

اور اُس نے اپنے دل میں خیال کیا۔ یہ شخص باغبان ہے یقیناً یہ مجھے بتا دیگا۔ اور ہاتھ جوڑ کر التجا کی:-

میاں "اگر تُو نے اُس کو یہاں سے اُٹھایا ہو تو مجھے بتا دے کہ اُسے کہاں رکھا ہے تاکہ میں اُسے لے جاؤں"۔

یسُوع نے کیونکہ وہی اُس سے باتیں کر رہا تھا کہا۔ "مریم"۔

اور عورت نے اُس کی آواز پہچان لی۔ اور خوشی کے مارے چلائی۔ "ربُّونی" (یعنے اَے اُستاد) اور اُسے چھُونا چاہا تاکہ یہ اطمینان ہو جائے کہ اُس غمزدہ کے حواس تو اُسے دھوکا نہیں دے رہے۔

لیکن یسُوع نے اُس سے کہا۔ "مجھے[1] نہ چھُو کیونکہ مَیں اب تک باپ کے

[1] یا دُوسرا ترجمہ یہ ہے کہ "مجھے ٹھہرانے کی کوشش نہ کر" یسُوع نے اپنی وفات سے پہلے اپنے چلے جانے کا اور پھر لوٹ کر اُن کے ہمراہ رہنے کا ذکر کیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ مریم نے یہی سمجھا کہ وہ اب اُس کے ہمراہ رہیگا۔

پاس اُوپر نہیں گیا۔ لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر اُن سے کہہ کہ وہ فرماتا ہے کہ "میں اپنے باپ اور تمہارے باپ کے اور اپنے خُدا اور تمہارے خُدا کے پاس اُوپر جاتا ہُوں"۔ اور وہ اُس کی نگاہوں سے غائب ہو گیا۔

اب وہ خوشی خوشی تیز قدمی کے ساتھ آئی۔ اور شاگردوں کو ان تمام باتوں کی خبر دی اور کہنے لگی "میں نے خُداوند کو دیکھا۔ اور اُس نے مجھ سے یہ باتیں کہیں"۔

اور دیکھو اُسی دن اُن میں سے دو آدمی اُس گاؤں کی طرف جا رہے تھے جس کا نام اماؤس ہے۔ وہ یروشلیم سے کوئی سات میل کے فاصلے پر ہے اور وہ اُن سب باتوں کی بابت جو واقع ہُوئی تھیں آپس میں بات چیت کرتے جاتے تھے جب وہ بات چیت اور پوچھ پاچھ کر رہے تھے تو ایسا ہُوا کہ یسوعؑ آپ نزدیک آ کر اُن کے ساتھ ہو گیا۔ لیکن اُن کی آنکھیں بند کی گئیں تاکہ اُس کو نہ پہچانیں۔

اور اُس نے اُن سے کہا "یہ کیا باتیں ہیں جو تم چلتے چلتے آپس میں کرتے ہو اور غمگین ہو"؟

اور ایک نے جس کا نام کلیپاس تھا جواب میں اُس سے کہا۔ "کیا تُو ہی یروشلیم میں اکیلا مُسافر ہے جو نہیں جانتا کہ اِن دِنوں اُس میں کیا کیا ہُوا ہے"؟

اور اُس نے اُن سے پوچھا "کیا ہُوا ہے"؟

اور اُنہوں نے اُس سے جواب میں کہا "یسوعؑ ناصری کا ماجرا جو ایسا نبی تھا کہ خُدا اور ساری اُمّت کے نزدیک کام اور کلام میں قدرت والا تھا۔ اور سردار کاہنوں اور ہمارے حاکموں نے اُس کو پکڑوا دیا تاکہ اُس پر قتل کا حکم دیا جائے اور اُسے صلیب دلائی۔ لیکن ہم کو اُمید تھی کہ اسرائیل کو مخلصی یہی دیگا۔ اور علاوہ ان سب باتوں کے اِس ماجرے کو آج تیسرا دن ہو گیا اور ہم میں سے چند عورتوں نے بھی ہم کو حیران کر دیا ہے جو سویرے سے ہی قبر پر گئی تھیں۔ اور جب اُس کی لاش نہ پائی تو یہ کہتی

ہُوئی آئیں کہ ہم نے رویا میں فرشتوں کو بھی دیکھا۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ زندہ ہے اور بعض ہمارے ساتھیوں میں سے قبر پر گئے اور جیسا عورتوں نے کہا تھا ویسا ہی پایا مگر اُس کو نہ دیکھا۔"

تب اُس نے اُن سے کہا "اَے نادانو اور نبیوں کی ساری باتوں کے ماننے میں سُست اعتقادو۔ کیا مسیح کو یہ دُکھ اُٹھا کر اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور نہ تھا"؟

پھر مُوسیٰ سے اور سب نبیوں سے شروع کر کے سارے نوشتوں میں جتنی باتیں اُس کے حق میں لکھی ہُوئی ہیں وہ اُن کو سمجھا دیں۔

اتنے میں وہ اُس گاؤں کے نزدیک پہنچ گئے جہاں جاتے تھے اور اُس کے ڈھنگ سے ایسا معلوم ہُوا کہ وہ آگے بڑھنا چاہتا ہے لیکن اُنہوں نے اُسے یہ کہہ کر مجبور کیا کہ ہمارے ساتھ رہ کیونکہ شام ہُوا چاہتی ہے اور دن اب بہت ڈھل گیا پس وہ اندر گیا تاکہ اُن کے ساتھ رہے۔ جب وہ اُن کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھا تو ایسا ہُوا کہ اُس نے روٹی لیکر برکت چاہی اور توڑ کر اُن کو دینے لگا۔ اس پر اُن کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور اُنہوں نے اُس کو پہچان لیا اور وہ اُن کی نظر سے غائب ہو گیا۔

اُنہوں نے آپس میں کہا کہ جب وہ راہ میں ہم سے باتیں کرتا اور ہم پر صحیفوں کا بھید کھولتا تھا تو کیا ہمارے دل جوش میں نہ بھر گئے تھے؟

پس وہ اُسی گھڑی اُٹھ کر یروشلیم کو لوٹ گئے اور اُن گیارہ اور اُن کے ساتھیوں کو اکٹھا پایا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ "خُداوند بیشک جی اُٹھا اور شمعون کو دکھائی دیا ہے"۔

اور اُنہوں نے راہ کا حال بیان کیا اور یہ بھی کہ ہم نے اُسے روٹی توڑتے وقت کس طرح پہچانا۔

لیکن جب وہ اُن باتوں کا جو واقع ہُوئیں ذکر کر رہے تھے تو اِس قدر خوشی اور حیرت اُن کو دامنگیر ہُوئی کہ بعضوں کو یقین نہ آتا تھا کہ یہ سب کچھ واقعی ہے اور ایسا ہُوا

کہ یسوع آپ اُن کے بیچ میں آ کھڑا ہُوا اور اُن سے کہا۔ "تمہاری سلامتی ہو"۔

لیکن وہ ڈر گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دروازہ بند ہے اور اس لئے سمجھے کہ وہ کسی رُوح کو دیکھتے ہیں۔

اور اُس نے اُن سے کہا کہ "تم کیوں گھبراتے ہو؟ اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں؟ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہُوں۔ مجھے چھُو کر دیکھو کیونکہ رُوح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا مجھ میں دیکھتے ہو"۔

اور اُس نے دیکھا کہ فی الحقیقت اُن کے چہروں پر بڑی خوشی کے آثار نمودار ہیں تاہم اُن کے دلوں میں ابھی کچھ خوف بھی ہے۔ وہ اُن کے دل کا حال جانتا تھا کہ وہ اُس سے محبت رکھتے ہیں۔ تاہم جسم میں ہونے کے باعث اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا بھید ایسا عظیم تھا کہ وہ اُسے سمجھ نہیں سکتے تھے۔

اور اُن کی طرف ایسی محبت کی نظر سے دیکھ کر جو بیان سے باہر ہے۔ وہ نرمی کے ساتھ کہنے لگا۔ "کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟" کیونکہ وہ اُن پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ اب بھی اُن کے ہمراہ ہے۔ وہ اُن سے لامحدود فاصلے پر دور نہیں چلا گیا۔ جہاں وہ اُس تک پہنچ نہ سکیں۔ بلکہ وہ وُہی یسوع ہے جو اُن سے محبت رکھتا اور اُن کی حفاظت کرتا ہے۔ اُس نے اُن کے واسطے اپنی جان دے دی ہے

پھر وہ کانپتے ہُوئے اور بڑی خوشی کے ساتھ بھُنی ہوئی مچھلی کا قتلہ اور شہد کا چھتّا اُس کے پاس لائے۔ یہی اُس کا سادہ اور مرغوب کھانا تھا جو وہ اُن کے ساتھ اکثر کھایا کرتا تھا اور اُس نے اُن کے رُوبرُو کھایا۔

تب وہ سب اُس کے گرد جمع ہو گئے اور خوشی کے مارے اُس کے قدموں پر گر کر رونے لگے۔ اور وہ دیر تک اُن کے ساتھ باتیں کرتا رہا اور تمام باتیں ایسی صفائی کے ساتھ بیان کیں جو اُن کی انسانی عقل میں سما سکتی تھیں۔

اور اُس نے اُن سے کہا۔ "یُوں لکھا ہے کہ مسیح دُکھ اُٹھائیگا اور تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھیگا۔ اور یروشلیم سے شروع کر کے ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اُس کے نام سے کی جائیگی۔ تم ان باتوں کے گواہ ہو"۔

تینتیسواں باب

حنّا کا طیطس کی کہانی سُننا

یسوع کی ماں مریم اپنے بالاخانے کی کھڑکی میں خاموش بیٹھی تھی۔ اُس کی سیاہ آنکھیں دُور و دراز اُفق کی طرف لگی ہُوئی تھیں۔ اُس کے چہرے کی حالت ایسے شخص کی سی تھی جس نے انسانی طاقت سے بڑھ کر دُکھ اُٹھایا ہو مگر جس کو خُدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے دُکھ اور تکلیف کے لئے ایک اکسیرِ اعظم مل گئی ہو۔ اُس کا دِلی سکُون آسمانی اطمینان و سکُون تھا۔

وہ بیٹھی ہُوئی کچھ سوچ رہی تھی کہ کوئی شخص کمرے میں داخل ہُوا اور آہستہ آہستہ اُس کے پاس جا پہنچا۔ یہ حنّا تھا۔ وہ آہستہ سے اُس کے پاس جا کر دوزانو ہو گیا۔ اور اُس کی نرم و نازک اُنگلیوں کو اُٹھا کر جو اُس کی گود میں آرام کے ساتھ رکھی ہُوئی تھیں اپنے ہونٹوں تک لے گیا اور کہنے لگا۔

"اَے میرے یسُوع کی ماں۔ تُو جانتی ہے کہ مَیں طیطس کے ڈھونڈنے کے لئے کس طرح یروشلیم میں آیا۔ اور کس طرح وہ فردوس میں داخل ہو گیا جہاں وہ ابد تک اُس کے ساتھ رہیگا جس سے ہم محبت رکھتے ہیں۔ تاہم اُس کی ماں کو خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے پھر اُس نے جو کچھ واقع ہُوا تھا اُسے کہہ سُنایا اور یہ بھی کہ کس طرح ملکیں نے

اُس سے کہا تھا کہ فی الحال اُس کی ماں کو اس بات کی خبر نہ ہونے پائے کیونکہ
وہ پہلے ہی بہت کچھ رنج وغم کا شکار ہو رہی ہے۔

اور مریم نے اُس کی طرف پھر کر اپنی سنجیدہ و نورانی آنکھیں اُس کی صورت
پر جما دیں جو اُس کے پاس ہی دو زانو ہو کر جواب کا منتظر بیٹھا تھا آخر یوں گویا ہوئی
"اُسے اب زیادہ عرصے تک اس امر سے بے خبر نہیں رہنا چاہیئے۔ تو ہی جا
کر اُسے بتا دے۔ وہ کسی اور کی زبانی اِس بات کو نہ سُنے۔ جا میرے بچے"۔
اور اُس نے دم بھر کے لئے اُس کی جھکی ہوئی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اور
آہستہ سے دُعائے خیر دی۔

کائفا کی بیوی اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ جہاں سے باہر کا چبوترہ نظر
آتا تھا۔ سورج کی روشنی حسبِ معمول خوبصورتی کے ساتھ دیواروں پر جھلملاتی
ہوئی پڑ رہی تھیں۔ فوارے مینہ برسا رہے تھے۔ پرندے خوش الحانی کے ساتھ
زمزمہ سنجی کر رہے تھے۔ اور سوسنوں کی خوشبو بادِ صرصر کے جھونکوں کے ساتھ
پھیلی آتی تھی۔ مگر اُس خاتون کا چہرہ ملول تھا۔ اُس کی آنکھیں آنسوؤں سے
بھاری ہو رہی تھیں۔ اتنے میں ایک خادمہ اندر آ کر آداب بجا لائی۔ اُس نے
نظر اُٹھا کر دیکھا۔ اور آزردہ دلی سے پوچھا "اچھا۔ کیا چاہتی ہے"؟

خادمہ "معزز خاتون۔ ایک لڑکا محل کے صحن میں بیٹھا ہے۔ وہ
آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ اگرچہ میں نے اُس سے کہہ دیا کہ وہ آپ کی خدمت
میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ اصرار کرتا اور کہتا ہے کہ جب تک وہ آپ
کی خدمت میں باریابی حاصل نہ کریگا نہ جائیگا"۔

حنا (خفگی کے لہجے میں) "جب تک تُو نے مجھ سے ملاقات کی بابت دریافت
نہ کر لیا ہوتا اُس سے ہرگز تجھے ایسا نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ اب اُس لڑکے کو

میرے سامنے حاضر کر"۔

خادمہ۔ انکسار کے ساتھ آداب بجا لا کر باہر چلی گئی لیکن فی الفور واپس
آ کر بولی "حضور۔ لڑکا حاضر ہے"۔ اور پھر اپنی خاتون کے ہاتھ کا اشارہ پاتے
ہی دونوں کو اکیلا چھوڑ کر وہاں سے چلی گئی۔

ستفنس پر اُس خاتون کے حضور میں کچھ رُعب سا چھا گیا "میرے طیطس
کی ماں میں اُس سے کیسے کہوں؟ میں کس طرح بات شروع کروں"؟

حنا اُس کی پریشانی سے بات بھانپ گئی۔ اُس کے دل نے لڑکے پر رحم
کھایا اور دلسوزی اور محبت نے جو لڑکے کی نگاہوں میں پائی جاتی تھی اُس کے
دل میں ایک عجیب تحریک پیدا کر دی۔

وہ ایک طرفہ تبسم کے ساتھ مسکرا کر بڑی نرمی سے اُس لڑکے سے بولی۔
"تو کیا کہنا چاہتا ہے"؟

ستفنس اس تبسم کو پہچان گیا۔ وہ ہو بہو طیطس کا سا تبسم تھا اور نزدیک
آ کر ایک آہستہ آواز میں جس میں خیالات کے ہجوم کے باعث لغزش آ گئی تھی یوں گویا ہوا
"تو میرے طیطس کی ماں ہے۔ میں تجھے اُس کا حال سُنانے آیا ہوں۔ وہ اِس
جہانِ فانی سے اُٹھ گیا اور بہشت میں ہے"۔

حنا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تو کیا کہتا ہے" تاہم وہ کچھ کانپ گئی "میرا طیطس
کون ہے"؟

ستفنس "وہ تیرا بیٹا تھا۔ اُس کا نام داؤد تھا"۔

یہ نام سُنتے ہی ماں نے زور کی ایک چیخ ماری اور ٹھنڈی سانس لے کر
کہنے لگی "وہ کہہ۔ سارا حال سُنا دے"۔

اور ستفنس نے سادہ طور پر مختصر الفاظ میں طیطس کی ساری مغموم کہانی اُسے سُنا دی۔

جب ختم کر چکا تو منت کے ساتھ عرض کی "نہیں، اے میرے طیطس کی ماں۔ روؤ نہیں۔ کیا یہ اُس کے حق میں اچھا نہیں ہوا؟ کیا خداوند نے جس نے کبھی وعدہ شکنی نہیں کی اُس نے وعدہ نہیں کیا؟ کیا وہ اب سلامت نہیں ہے؟ کیا وہ مبارک نہیں ہے؟ فردوس میں ــــ"

ماں (آہ بھر کر) "فردوس میں ــــ ہاں۔ لیکن میں ــــ مَیں دُنیا میں ہوں اور مجھے نہیں معلوم کہ آیا مَیں بھی کبھی اُس کے ساتھ ہوں گی"۔

ستفنس (سنجیدگی سے) "اگر تو یسوع پر ایمان لائے کہ وہ مر گیا اور مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے تو تو بھی ضرور ایک دن اُس کے ساتھ ہو گی"۔

حنا نے اپنا سر اُٹھایا اور آہستہ سے بولی "یہ تو کیا کہتا ہے"؟

ستفنس (فتحمندوں کی سی خوشی کے ساتھ) "یسوع قبر میں سے نکل آیا جہاں اُسے صلیب دینے اور مر جانے کے بعد دفن کیا گیا تھا۔ وہ زندہ ہے خود میری آنکھوں نے اُسے دیکھا اور اُس کی آواز سُنی ہے اور اگر وہ زندہ ہے تو ہم بھی زندہ رہینگے ساتھ ہی اُس نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ اُس کی مرضی ہے کہ جہاں کہیں وہ ہو ہم اُس کے ساتھ ہوں۔ تو ضرور اپنے بیٹے سے پھر ملیگی۔ خدا باپ رحیم ہے"۔

حنا نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور جلدی سے ایک چادر اور نقاب جو پاس ہی آرام کرسی پر پڑا ہوا تھا اوڑھ کر کانپتی ہوئی آواز سے کہنے لگی "مَیں یسوع کی ماں سے ملنا چاہتی ہُوں مجھے اُس کے پاس لے چل"۔

اور وہ محل سے نکل کر سڑک پر جا پہنچے۔ وہ معزز خاتون فروتنی کے ساتھ ستفنس کے پیچھے پیچھے ہولی یہاں تک کہ وہ مریم کے مکان پر جا پہنچے۔

پھر وہ مریم کے حضور میں جا حاضر ہوئی۔ اور طیطس کی ماں اُسے دیکھتے ہی ایک زور کی دردناک چیخ مار کر روتی ہوئی اُس کی گردن سے لپٹ گئی۔

ستفنس دونوں کو چھوڑ کر وہاں سے دبے پاؤں باہر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد انہوں نے اُسے اندر بُلایا اور کانپتا ہُوا اُن کے سامنے حاضر ہُوا۔ اُس نے دیکھا کہ باوجود آنسوؤں کی بھرمار کے اُن کے چہرے خوشی کے نُور سے منور ہیں جس طرح کہ سورج کی تیز شعاعیں گھنے بادلوں اور گہرے طوفان میں سے بھی باہر نکل آتی ہیں۔ اُس کے دل کو اُس کے سینے میں کچھ قرار آ گیا تھا۔

مریم (نرمی سے) "اَے میرے بیٹے۔ یہاں آؤ"۔

وہ نزدیک گیا اور طیطس کی ماں بڑے غور و اشتیاق سے اُسے دیر تک دیکھتی رہی۔ آخر کہنے لگی "جب وہ اس دُنیا میں تھا تو تو اُس کا عزیز رفیق تھا مَیں چاہتی ہُوں کہ اب تو ہمیشہ میرے ساتھ رہے مگر یہ ہو نہیں سکتا"۔ اور دلفریب تبسم کے ساتھ مریم کی طرف دیکھ کر "مَیں تجھے اس سے جُدا نہیں کروں گی تاہم تو میرا بیٹا ہے کیونکہ تو اُس کا بھائی ہے"۔ اور اُٹھ کر اُس نے لڑکے کو اپنی طرف کھینچا اور بڑی متانت کے ساتھ اُس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ پس اس طور سے ستفنس کو ایک اور مہربان شفیق مل گیا۔ وہ تمام عمر اُس سے محبت کرتی رہی۔ دُنیا میں اُس کی زندگی فتحمندی خوشی اور لوگوں کی فائدہ رسانی میں بسر ہوئی۔ لیکن یہ زندگی بہت ہی تھوڑے دِنوں کی تھی۔ دُنیا اُس کے لائق نہ تھی خدا نے اُسے اپنے پاس بُلا لیا۔ مگر اس[1] سے پہلے اُس نے جسم میں اُس پر اپنا جلال ظاہر کر دیا"✠

[1] "مگر اُس نے رُوح القدس سے معمور ہو کر آسمان کی طرف غور سے نظر کی اور خدا کا جلال اور یسوع کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھ کر کہا کہ دیکھو! مَیں آسمان کو کھلا اور ابن آدم کو خدا کی دہنی طرف کھڑا دیکھتا ہُوں"۔ (اعمال ۷ — ۵۵-۵۶) ✠

تینتیسواں باب

یسوع کا آخری بار دکھائی دینا

پطرس (محبت آمیز لہجہ میں) "کاش مَیں اُسے پہلے کی طرح پھر ایک دفعہ دیکھ سکتا"۔

وہ یوحنا کے ساتھ اپنے ہی باغ واقعہ کفرنحوم میں سیر کر رہا تھا اور چند اَور شاگرد بھی پانی کے کنارے فصیل پر بیٹھے ہوئے آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔ وہ خداوند کے حکم کے موافق گلیل میں آئے تھے انہوں نے مومنین کی ایک جماعت فراہم کر لی تھی اور انہیں خبر دی تھی کہ خداوند مُردوں میں سے کس طرح جی اُٹھا اور اُس شام کو وہ اُسی امر کا تذکرہ کر رہے تھے کہ کس طرح وہ پہاڑ پر عجیب طور پر ظاہر ہوا جہاں اُسے پانچسو سے زیادہ نے دیکھا۔

یوحنا (متانت کے ساتھ) "تو تُو اُن میں سے نہ تھا جو شک کرتے تھے"؟

پطرس "نہیں مَیں نے شک نہیں کیا۔ بھلا یہ کب ہو سکتا تھا کہ کوئی اَور نہیں بلکہ مَیں اُس کی رحمت پر شک کرتا۔ اپنی آواز دھیمی کر کے لیکن تُو جانتا ہے کہ وہ ایک آسمانی رویا کی مانند تھا اور بہتوں نے اُسے دیکھا۔ کاش مَیں صرف ایک دفعہ رُو برُو ہو کر اُس سے باتیں کرتا اور یہ معلوم کرتا کہ اُس نے میری نامردوں کی سی بزدلی کو معاف کر دیا اور یہ کہہ کر وہ اپنے آنسو جو اُمڈے چلے آتے تھے پونچھنے لگا"۔

دفعتاً اُس کی نظر جھیل کے پانی کی پُرسکون سطح پر پڑی جو اُس وقت آفتاب لبِ بام کی جلد جلد رنگ بدلتے ہوئے ہلکی شعاعوں سے جگمگا اُٹھی تھی اور وہ اپنے پُرانے ذوق و جذبہ کے ساتھ بول اُٹھا۔ "مَیں آج رات کو مچھلی کے شکار کو جانا چاہتا ہوں"۔

یوحنا (کچھ متحیر ہو کر) "کیا تُو چاہتا ہے کہ اَور بھی تیرے ساتھ چلیں"؟

پطرس "ضرور۔ مہربانی کر کے اُن سے کہہ دو مَیں اتنے میں کشتی درست کرتا اور جال لاتا ہوں"۔

پس وہ شام کی گہری تاریکی میں حسبِ عادت وہاں سے چل کر کشتی میں سوار ہو گئے کشتی پانی کی سطح پر آہستہ آہستہ تیرنے لگی گویا کہ دو آسمانوں کے درمیان میں ہے پانی میں نورانی آسمان کا عکس پڑنے کے سبب ایک قسم کا عجیب جلال ظاہر ہوتا تھا۔ یوحنا نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "شیشے اور آگ کا ایک سمندر"۔

اور اُنہوں نے ساری رات محنت کی لیکن کچھ ہاتھ نہ لگا۔ صبح نمودار ہوتے ہی وہ کنارے کی طرف روانہ ہوئے کیونکہ رات بھر کی محنت کے تھکے ہارے تھے۔ مگر جُونہی کنارے کے قریب پہنچے اُنہوں نے ایک شخص کو کھڑا دیکھا جس کی صورت صبح کی دُھندلی روشنی میں اچھی طرح نہ دکھائی دیتی تھی۔

اُس نے اُنہیں پُکار کر کہا۔ "بچو۔ تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے"؟

شاگرد (جواب میں) "نہیں"۔

وُہی آدمی "کشتی کی دہنی طرف جال ڈالو تو پکڑو گے"۔

پس اُنہوں نے اُس کے کہنے کے مطابق جال ڈالا کیونکہ وہ یہ سمجھے کہ شاید اُس نے پانی کی سطح پر کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے ایک واقفکار پانی میں مچھلیوں کی موجودگی دریافت کر لیتا ہے۔ اُنہوں نے جال ڈالا مگر مچھلیوں کی کثرت سے کھینچ نہ سکے تب یُوحنا شاگرد جس سے یسوع محبت رکھتا تھا کشتی کی اگاڑی میں کھڑا ہو گیا اور دیر تک بڑے شوق کے ساتھ اُس شخص کی طرف دیکھتا رہا جو کنارے پر کھڑا تھا اور اُس نے اُسے پہچان لیا اور چلا اُٹھا۔ "یہ تو خداوند ہے"۔

شمعون پطرس نے یہ سُنتے ہی کہ خداوند ہے کُرتہ کمر سے باندھا کیونکہ ننگا تھا

اور جھیل میں کود پڑا۔ اور تیرتا ہوا کنارے پر پہنچ کر خداوند کے پاؤں پر گر پڑا جس کا اُس نے انکار کیا تھا۔

اب باقی شاگرد بھی اُس ڈونگی پر سوار ہوئے اور مچھلیوں کا جال کھینچتے ہوئے آئے اور جس وقت کنارے پر اُترے اُنہوں نے اگلے وقتوں کی طرح کوئلوں کی آگ اور اُس پر رکھی ہوئی مچھلی اور روٹی دیکھی۔

جب اُنہوں نے اپنے خداوند کو جو مُردوں میں سے جی اُٹھا تھا دیکھا تو اُن کے دل خوشی سے معمور ہو گئے اور سمجھے کہ اپنے جاہ و جلال کے وقت بھی اُس نے اُنہیں یاد رکھا کہ وہ بھوکے اور کھانے کے حاجتمند ہیں۔

شمعون پطرس نے چڑھ کر ایک سو ترپن بڑی مچھلیوں سے بھرا ہوا جال کنارے پر کھینچا۔ مگر باوجود مچھلیوں کی کثرت کے جال نہ پھٹا۔

یسُوع نے اُن سے کہا۔ "آؤ۔ کھانا کھا لو"۔

یسُوع نے اُنہیں روٹی دی اور مچھلی بھی۔ اُس نے خود بھی کھایا۔ اور وہ کھا کر خوب سیر ہو گئے۔

اور جب وہ کھانا کھا چکے تو یسُوع نے شمعون پطرس سے کہا۔ "اے شمعون یوحنا کے بیٹے۔ کیا تُو اِن سے زیادہ محبت مجھ سے رکھتا ہے؟"

پطرس (شوق سے) "ہاں خداوند۔ تُو تو جانتا ہی ہے کہ میں تجھ کو عزیز رکھتا ہوں"۔

خداوند (حکیمانہ انداز سے) "تُو میری بھیڑوں کی گلہ بانی کر"۔

خداوند (مکرر) "اے شمعون یوحنا کے بیٹے۔ کیا تُو مجھے عزیز رکھتا ہے"؟

پطرس "ہاں خداوند۔ تُو تو جانتا ہے کہ میں تجھے عزیز رکھتا ہوں"۔

خداوند (پہلے کی طرح اُسی حکیمانہ انداز سے) "تُو میری بھیڑوں کی گلہ بانی کر"۔

خداوند (تیسری بار) "اے شمعون۔ یوحنا کے بیٹے۔ کیا تُو مجھ سے محبت رکھتا ہے"؟

چونکہ اُس نے تیسری بار اُس سے کہا "کیا تُو مجھے عزیز رکھتا ہے"؟ اس سبب سے پطرس دلگیر ہوا تاہم دل میں سمجھ گیا کہ اُس سے کہنے کا کیا مطلب تھا کیا اُس نے تین بار اُس کا انکار نہ کیا تھا؟ اور یہ مناسب نہ تھا کہ وہ تین بار اقرار کرے؟

اور اُس نے یسُوع کے سامنے دو زانو ہو کر اور رو رو کر کہا۔ "اے خداوند۔ تُو تو سب کچھ جانتا ہے تجھے معلوم ہے کہ میں تجھے عزیز رکھتا ہوں"۔

یسُوع نے اُس کی طرف بڑے پیار کی نگاہوں سے دیکھا یہاں تک کہ پطرس کے دل کو اطمینان ہو گیا اور اُس نے جان لیا کہ اُس کی خطا معاف ہو گئی۔

خداوند (مکرر) "تُو میری بھیڑیں چرا"۔

اور پھر ذرا سی خاموشی کے بعد خداوند نے کہا۔ "میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تُو جوان تھا تو آپ ہی اپنی کمر باندھتا تھا اور جہاں چاہتا تھا پھرتا تھا۔ مگر جب تُو بوڑھا ہوگا تو اپنے ہاتھ لمبے کریگا اور دوسرا شخص تیری کمر باندھیگا اور جہاں تُو نہ چاہیگا وہاں تجھے لے جائیگا"۔

اور بہت برسوں کے بعد جب مسیح کے دشمنوں نے پطرس کو گرفتار کیا اور اُسے لے جا کر شہید کیا تو یہ باتیں پوری ہوئیں۔ تاہم وہ دم مرگ اپنے خداوند اور ربّی کی محبت کے باعث فتحمند رہا۔

چند ہی دن بعد شاگرد یسُوع کے حکم کے موافق یروشلیم کو واپس گئے کہ وہ وہاں ٹھہرے رہیں جب تک کہ باپ کا وعدہ پورا ہو۔ وہ وہاں پھر ظاہر ہوا اور اُن سے باتیں کیں اور اُنہوں نے اُس سے دریافت کیا۔ "اے خداوند کیا تُو اِسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کریگا"؟

اور اُس نے اُن سے کہا۔ "اُن وقتوں اور میعادوں کا جاننا جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے تمہارا کام نہیں لیکن جب رُوح القدس تم پر نازل ہوگا

تو تم قوت پاؤ گے۔ اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں۔ بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے۔ پس تم جا کر تمام قوموں کو شاگرد بناؤ۔ انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو۔ اور انہیں یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا۔ اور دیکھو میں دُنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔"

پھر وہ انہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا۔ اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر اُنہیں برکت دی۔ جب وہ اُنہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ اُن سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا۔ اور اُس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دو مرد سفید پوشاک پہنے اُن کے پاس کھڑے ہوئے کہتے ہیں۔ "اے گلیلی مردو۔ کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے اُسی طرح پھر آئیگا۔"

اور وہ بڑی خوشی سے یروشلیم کو لوٹ گئے اور ہر وقت ہیکل میں رہ کر خدا کی حمد و تعریف کیا کرتے تھے۔ سب سے زیادہ اُنہیں اِس بات سے خوشی ہوئی جو اُس نے اُن سے کہی تھی۔ "دیکھو میں دُنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ رہونگا۔"

اور آج کے دن وہ ہمارے ساتھ ہے کیونکہ وہ ابدالآباد سکونت کرتا ہے۔ وہ کل اور آج بلکہ ابد تک یکساں ہے۔ وہ اپنے جاہ و جلال میں ہم سے ایسا دُور نہیں کہ ہم وہاں پہنچ نہ سکیں بلکہ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے اور ہم سے محبت کرتا ہے اور جیسا اُس نے اگلے وقتوں میں اپنے شاگردوں کے ساتھ کیا ویسا ہی وہ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ کریگا۔

اِس وقت بھی وہ تیرے پاس کھڑا ہے۔ کیا تو بھی پطرس کی طرح اُس کے قدموں پر گر کر یہ نہ کہیگا "خداوند تو تو تمام باتیں جانتا ہے۔ تو تو جانتا ہے کہ میں تجھے

لے دیکھو اعمال باب اول

عزیز رکھتا ہوں"؟ تب وہ تجھے تیرے سارے گناہوں اور کمزوریوں سے رہائی بخشیگا اور تو اُس کی محبت کی قدرت کے باعث جلال کے ساتھ فتحمندی حاصل کریگا۔

آخرکار اسی طرح ہم بھی طیطس کی مانند ایک دن اُس کے ساتھ فردوس میں ہونگے۔ اور وہاں ہم بھی اُس کی مانند ہونگے کیونکہ اُس کو ویسا ہی دیکھینگے جیسا وہ ہے۔"

خدا ایسا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اُس بڑے گروہ میں شامل ہو جو تخت کے سامنے اور اُس برے کے حضور یہ کہتا ہوا کھڑا ہوگا کہ "ذبح کیا ہوا برہ ہی قدرت۔ دولت۔ حکمت۔ طاقت۔ عزت۔ تمجید اور حمد کے لائق ہے۔"

"کیونکہ اُس کے بعد نہ کبھی اُن کو بھوک لگیگی نہ پیاس۔ اور نہ کبھی اُن کو دھوپ ستائیگی نہ گرمی۔ کیونکہ جو برہ تخت کے بیچ میں ہے وہ اُن کی گلہ بانی کریگا۔ اور اُنہیں آبحیات کے چشموں کے پاس لے جائیگا۔ اور خدا اُن کی آنکھوں کے سب آنسو پونچھ دیگا۔"

تتمہ

ناظرین "طیطس" سے میں اِس کتاب کے بارے میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اِس کتاب کی غرض تو غالباً سب پر ظاہر ہو گئی ہوگی۔ اور وہ یہ ہے کہ یسوع مسیح کی دُنیوی زندگی کے حالات ایک ایسے پیرائے میں بیان کئے جائیں کہ پرانے قصے میں ایک نیا لطف پیدا ہو جائے۔ یسوع کو جسے اب صدیاں گذر گئیں ہم اپنی زندگی میں داخل کریں یعنی ایک حقیقی اور ایک زندہ یسوع کو جو ایسا ہی مہربان ایسا ہی محبت کرنے والا اور ایسا ہی فکرمند تھا جیسے کہ ہم اُس کے فرزند جو اِس وقت دُنیا میں موجود ہیں۔ اور جیسا کہ وہ ساکنان فلسطین کے ساتھ تھا۔

اِس کتاب کو لکھتے وقت میں نے بہت سی کتابوں سے مدد لی ہے جو اِسی مضمون

پر اور اور مصنفوں کی تصنیف کی ہوئی ہیں۔

مجھے یہ معلوم ہوا کہ روایتیں جو ہم تک پہنچی ہیں اُن میں اُن چوروں کے جو ہمارے نجات دہندہ کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے تین نام پائے جاتے ہیں۔ توبہ کرنے والے چور کا نام ڈسماس یا ڈماس اور توبہ نہ کرنے والے کا نام گیسٹاس ہے۔ ایک اور روایت سے توبہ کرنے والے چور کا نام طیطس اور توبہ نہ کرنے والے کا نام دماکوس ظاہر ہوتا ہے۔ اور انہی پچھلے ناموں کو میں نے بھی اپنی کتاب کے لئے انتخاب کیا کیونکہ مجھے وہ نہایت مناسب و موزوں معلوم دیئے۔

ایک اور روایت سے اُن چوروں کے نام ہاتھا اور جوکا ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ امر قابلِ لحاظ ہے کہ گیسٹاس اور جوکا یہ نام میں نے اُس جماعت کے بعض ڈاکوؤں کو دیئے ہیں جن کا سرغنہ دماکوس تھا کیونکہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ان روایتوں میں مختلف ناموں کے بیان کئے جانے کی شاید یہی وجہ ہوگی کہ اِس قسم کی غارتگر جماعت جس کا میں نے اپنے قصے میں ذکر کیا اُس وقت موجود ہوگی۔

مسیح کے کلمات کو اس قصے میں جابجا اور نیز بعض منظروں اور نظاروں کا بیان کرتے وقت میں نے الفاظ کو جو مختلف اناجیل میں پائے جاتے ہیں باہم جمع کر دیا ہے۔ آیات کا حوالہ دینے میں میں نے عہد جدید کے نئے ترجمے سے جو زیادہ صحیح ہے کام لیا ہے۔ اور بعض بعض موقعوں پر یونانی زبان کے اصل نسخے کی طرف بھی رجوع کیا ہے تاکہ حتی الامکان قصے میں نہایت صفائی اور جامعیت نظر آئے۔

اس کتاب کے لئے میری دعا ہے کہ اُس کی اشاعت تمام جہان میں پھیلے اور وہ یسوع کی انجیل کی خوشخبری دنیا میں پھیلائے۔

(خدا حافظ)

تمت

پاکستان پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام ... پرنٹر ... سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور